بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً

صراطُ الھُدیٰ

انتخاب: احادیثِ مقدسہ بمعہ تشریح و توضیح

﴿ مؤلف ﴾

صاحبزادہ الحاج حافظ محمد مطلوب الرسول نقشبندی

مجددی قادری للّٰہی لِلّٰہ شریف ضلع جہلم

بَلِّغُوْ عَنِّیْ وَلَوْ آيَةً

صراط الھدیٰ

انتخاب :- احادیثِ مقدسہ بمعہ تشریح وتوضیح

﴿ مؤلف ﴾

صاحبزادہ الحاج حافظ محمد مطلوب الرسول نقشبندی

مجددی قادری للّٰہی لِلّٰہ شریف ضلع جہلم

marfat.com

Marfat.com

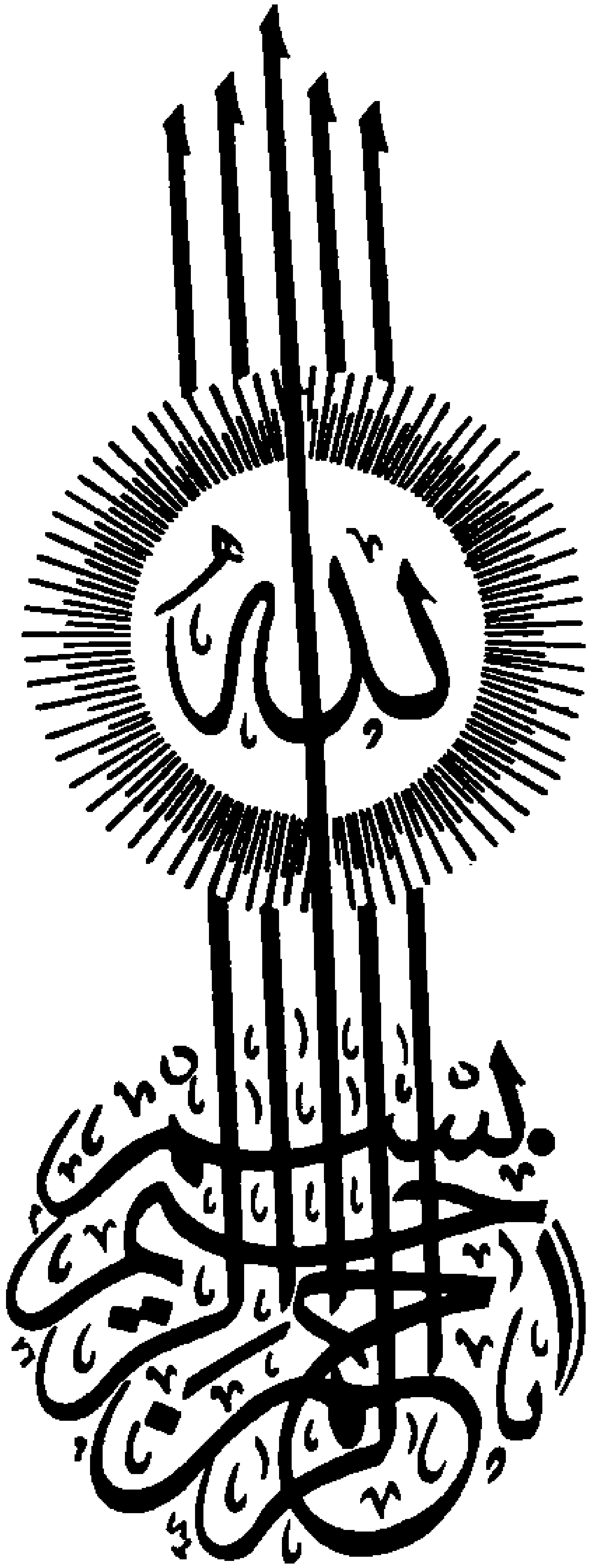

marfat.com
Marfat.com

(جملہ حقوق محفوظ ہیں)

نام کتاب	فصل الخطاب کا تیسرا حصہ المسمّٰی صراطُ الھدیٰ
مؤلف	صاحبزادہ الحاج حافظ محمد مطلوب الرسول لِلّٰہی
موضوع	انتخابِ احادیث مبارکہ
طباعت	ماہِ دسمبر 2004ء
کمپوزنگ بذریعہ کمپیوٹر	خادمِ آستانہ عالیہ ،ملک محمد عبدالقدوس آف راولپنڈی
پہلا ایڈیشن	پانچ صد (500)
مطبع	محمود پرنٹنگ پریس گوالمنڈی ، راولپنڈی
پروف ریڈنگ	حافظ گلزار حسین لِلّٰہ شریف و ماسٹر عبدالشکور آف راولپنڈی
طباعت ونگرانی	خادمِ آستانہ عالیہ ،ملک محمد عبدالقدوس آف راولپنڈی
ھدیہ	200 روپے

ملنے کا پتہ :-

خانقاہ عالیہ لِلّٰہ شریف ، ضلع جہلم

marfat.com

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَ سَلِّمۡ وَ بَارِكۡ عَلٰى حَبِيۡبِكَ وَ رَسُوۡلِكَ

اطیب الطیبین اطہر الطاہرین و علی

الہ و اصحابہ اجمعین ☆

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست

گر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی است

(اقبالؒ)

marfat.com
Marfat.com

اُس مُحسنِ انسانیّت کے نام

جس کا وجود باجود باعثِ تخلیقِ کائنات ہوا ﷺ

اے شرفِ آلِ آدمؑ و وَے فخرِ انبیاء

انت الذی وصالک لی غایة المنیٰ

(پیر قصوری)

ترجمہ :- اے آدم علیہ السلام کی اولاد کے شرف اور تمام انبیاء علیہم السلام کے فخر ' آپ ﷺ ہی وہ ہیں کہ آپ ﷺ کا وصال (ملاقات) میری انتہائی آرزو ہے۔

marfat.com

Marfat.com

فہرست مضامین

نمبر حدیث	مضمون	صفحہ نمبر
	تقدیم	14
1	حضور نبی کریم ﷺ نے ایک صحابی کو جنت کی بشارت دی -	21
2	حضرت ابوذر غفاریؓ کا رسول اللہ ﷺ سے سوال وجواب-	25
3	عابد اور عالم میں درجات کا فرق -	28
4	تین مساجد کے سواء کسی مسجد کے لئے سفر نہ کیا جائے-	33
5	رسول اللہ ﷺ کو علم لدنی عطا ہوا اور اللہ تعالیٰ سے گفتگو-	35
6	فرمان نبوی ﷺ میری قبر کو سجدہ گاہ نہ بنانا-	41
7	قرآن پاک کے بدلے اجرت لینا-	43
8	دعا کی فضیلت و شان	45
9	تین آدمیوں کی دعا رد نہیں ہوتی-	48
10	ولی کی عداوت پر اللہ کا اعلان جنگ-	52
11	اسم اعظم کے ساتھ دعا مانگی جائے-	60
12	تسبیح وتحمید کا ثواب عظیم	62
13	اللہ تعالیٰ بندے کے معافی مانگنے پر بہت خوش ہوتا ہے-	66
14	اللہ تعالیٰ کی بندے پر بے پناہ مغفرت اور کرم-	68
15	اگر دن میں ستر بار بھی گناہ کیے تو معاف ہو جائیں گے-	72
16	شیطان اور اللہ تعالیٰ کا مکالمہ -	73
17	اللہ کی بخشش سے ناامید نہ ہو-	76

Marfat.com

18	گناہِ کبیرہ کی بخشش کا ایک شعر -	79
19	بیٹے کے استغفار پر والد کی بخشش -	82
20	میت کا قبر میں ایصال ثواب کا انتظار	84
21	اللہ تعالیٰ کی رضا طلب کرنے کی شان	88
22	ایمان والے سب جنتی ہیں-	92
23	منافقت کا معیار کیا ہے ؟	94
24	ایک اعرابی کا نبی کریم ﷺ سے سوال کرنا-	100
25	حضرت فاطمہ ؓ کا حضور ﷺ سے خادم طلب کرنا-	103
26	بیوی سے مجامعت کے وقت کی دعا-	105
27	اللہ سے صبر نہ مانگ عافیت مانگ-	108
28	سوار ہوتے وقت کونسی دعا پڑھے-	111
29	دشمن سے بچنے کی دعا اور وظیفہ -	115
30	گھر سے نکلنے کی دعا -	118
31	غم زدہ کی دعا -	121
32	غم اور قرض سے نجات کی دعا -	123
33	جو طاقت کے باوجود حج نہ کرے اس کے لئے وعید -	127
34	یوم عرفہ کی فضیلت -	130
35	حضور ﷺ کی زیارت اور مدینہ منورہ میں قیام -	134
36	حج کے بعد زیارت کرنا گویا زندگی میں زیارت کرنا ہے-	138

Marfat.com

37	ہاتھ کی کمائی سے کھانا بہت اچھا ہے۔	140
38	دل ایک ٹکڑا ہے جو جسم کا بادشاہ ہے۔	143
39	دودھ کی تجارت کرنا، راس کے احکام ۔	148
40	تجارت میں نرمی کے بدلے جنت ۔	150
41	سود کے متعلق حضور ﷺ کی پیشگوئی۔	153
42	کسی غریب کو معاف کرنا یا مہلت دینے کا اجر ۔	156
43	قرض خواہ کے ساتھ نرمی کرنا۔	158
44	قرض والے پر نماز جنازہ نہ پڑھنا۔	161
45	جنت میں داخلہ اور تین چیزوں کا نہ ہونا۔	164
46	حضور ﷺ کا اصل قرض سے زیادہ عطا کرنا۔	165
47	قرض ادا نہ کرنے والے کے لئے سخت وعید۔	166
48	صحابہ کرامؓ کا دم کرنا اور اسکی اجرت لینا۔	170
49	حضرت عبادؓ کا قرآن پر ہدیہ لینا اور ممانعت ۔	175
50	کن کن چیزوں کا روک لینا جائز ہے ؟	177
51	تحفہ ملنے پر شکریہ ادا کرنا ۔	180
52	جو لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ گویا خدا کا ناشکرا ہے ۔	183
53	نبی کریم ﷺ کا تحفہ ملنے پر خوش ہونا۔	185
54	دنیا میں بہترین سامان نیک زوجہ ہے ۔	187
55	دنیا احتیاط کی جگہ ہے۔	191

Marfat.com

56	ایک شادی میں حضور ﷺ کا تشریف لے جانا۔	195
57	شادی نکاح میں گیت وغیرہ گانے کا جواز	198
58	نکاح میں اعلان کا حکم ڈھول کا جواز ۔	200
59	حلال وحرام میں فرق کرنے والا ڈھول ہے ۔	201
60	شادی کے موقعہ پر لہو ولعب کی اجازت ۔	203
61	حلیمہ سعدیہؓ کے لئے حضور ﷺ کا چادر بچھانا ۔	207
62	حضرت عائشہؓ کا گڑیوں کے ساتھ کھیلنا ۔	209
63	عزل کرنے کے احکام	211
64	اللہ کے بغیر سجدہ کرنے کی ممانعت	214
65	ایک اونٹ کا حضور ﷺ کو سجدہ کرنا اور صحابہ کرامؓ کا مسئلہ پوچھنا۔	217
66	جس کو چار چیزیں مل گئیں اس کو دین ودنیا کی بھلائی مل گئی۔	221
67	جس کو تین چیزیں مل گئیں اس کی موت آسان ہوگئی۔	224
68	نمازی کو مارنا منع ہے۔	225
69	ایک شخص کا سوال کہ ہم غلاموں کو کتنی دفعہ معاف کریں۔	228
70	ایک بچہ حضور ﷺ نے ماں کو عنایت کردیا۔	230
71	صلہ رحمی کے متعلق حضور ﷺ کا فرمان	232
72	کسی کو چوری چھپے دیکھنا منع ہے۔	235
73	ایک شرابی کو لعن طعن کرنا۔	237
74	ایک شرابی کو کوڑے مارے گئے جو سرکار سے محبت کرتا تھا۔	240

Marfat.com

75	دنیا میں سزا یافتہ کا حکم آخرت -	244
76	ایک بی بی کو بیٹے کے متعلق فردوسِ اعلیٰ کی بشارت -	248
77	شوقِ شہادت میں لڑکر شہید ہونا آجکل کے خودکش حملوں کا جواز -	251
78	دو آنکھیں جہنم کی آگ سے محفوظ ہیں-	255
79	سب اعمال سے بڑھ کر جہاد کی فضیلت -	257
80	نبی کریم ﷺ جمعرات کا سفر پسند فرماتے -	260
81	حضور ﷺ کا صحابہ کرامؓ کو باری کے مطابق سوار کرنا -	264
82	سفر جہاد میں جلدی جانے کی فضیلت-	266
83	قوم کا سردار قوم کا خادم ہوتا ہے-	269
84	مالِ غنیمت میں خیانت کی سزا -	171
85	چھری وغیرہ نہ ہو تو شکار کو ذبح کرنے کا حکم -	274
86	غیر مسلم کے برتن میں کھانے کا حکم-	276
87	سرکہ بہت اچھا سالن ہے -	278
88	عجوہ کھجور کے سات دانے کھانے کے فائدے -	280
89	کھانے کے بعد اور پہلے ہاتھ دھونے کے فوائد-	282
90	کھانے کے برتن کو صاف کرنا -	284
91	مہمان نوازی اور ہمسائے کے لئے فرمانِ نبوی ﷺ-	286
92	حضور ﷺ کا ابوبکر صدیقؓ اور عمر فاروقؓ کے ساتھ مل کر ایک صحابی کے گھر مہمان بن جانا-	290
93	اپنے ساتھیوں کے ساتھ کھانے کے آداب -	297

Marfat.com

94	لکڑی کا وہ پیالہ جس میں حضور ﷺ پانی پیتے-	299
95	رات کی گھڑیوں میں شیطان کا غلبہ اور بچوں کی حفاظت -	302
96	دنیا میں شہرت کے لباس کی مذمت -	305
97	اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا اظہار کرنا اللہ کو پسند ہے -	306
98	بڑھاپے کی شان میں ارشادات -	308
99	موت پر تعزیت کے لئے تین دن کا حکم -	311
100	اکثر معمولاتِ انسانی حضرت ابراہیم علیہ السلام سے شروع ہوئے -	315
101	بندے کو نظرِ بد لگنا اور علاج-	318
102	بارش کو ستاروں سے منسوب کرنا -	321
--	مختصر تعارف مؤلف بزبانِ مؤلف -	324

Marfat.com

تقدیم

احادیثِ قدسیہ کا زیرِ نظر مجموعہ جسے اللہ تعالیٰ کی باتیں بزبان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا جا سکتا ہے- جو احادیث شریف کی مشہور کتابوں سے ماخوذ ہے- مثلاً بخاری مسلم' جامع ترمذی' سنن ابوداؤد 'سنن نسائی ' سنن ابن ماجہ اور مؤطا امام مالک وغیرہ کی مدد سے یہ مجموعہ مرتب ہے-

امید ہے کہ اس کا مطالعہ اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کے تعلق کو تازہ کرے گا اور تربیت و تزکیہ کی راہ آسان کرے گا-

مُلّا علی قاریؒ لکھتے ہیں کہ حدیث قدسی اسے کہتے ہیں جس کی روایت رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے فرمائی ہو- کبھی حضرت جبرائیل علیہ السلام کے واسطہ سے اور کبھی وحیٔ الہام یا خواب کے ذریعہ سے حضور ﷺ نے اپنے الفاظ میں وہ مضمون ادا فرمایا ہو جبکہ قرآن کریم صرف حضرت جبرائیلؑ کے ذریعہ سے نازل ہوا ہے اور اس کے الفاظ بعینہٖ لوحِ محفوظ کے الفاظ ہیں یہی وجہ ہے کہ نماز میں قرآن کریم کی آیات تلاوت کی جاتی ہیں- مگر حدیثِ قدسی کی تلاوت سے نماز صحیح نہیں ہوتی - اسی طرح قرآن کریم کو ہاتھ لگانے یا پڑھنے کی اجازت حالتِ جنابت' حیض و نفاس میں نہیں ہے اور نہ ہی بغیر وضو چھونے کی اجازت ہے- جبکہ حدیثِ قدسی کی اس طرح حرمت نہیں ہے- اسی طرح قرآن کریم کا

Marfat.com

کرنے والا کفر کا مرتکب ہوتا ہے۔لیکن حدیث پاک کا منکر کافر نہیں قرار دیا جائے گا۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ بھی اپنی خواہش سے تو نہیں بولتے تھے "وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى" تو پھر دونوں میں یہ امتیاز کیوں ہے ؟ قرآن بھی حضور ﷺ کی زبان سے ہے اور حدیث بھی۔

جواب یہ ہے کہ حدیث پاک کی نسبت رسول اللہ ﷺ نے اپنی طرف فرمائی ہے اور قرآن کی نسبت براہِ راست وحی متلو یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف فرمائی ہے۔اس لئے خود زبانِ نبوت سے یہ امتیاز اُبھرا ہے۔

قرآن کریم اور حدیث پاک کے درمیان مندرجہ ذیل فرق ملاحظہ ہو :۔

۱۔نماز قرآن کریم کی تلاوت کے بغیر نہیں ہو سکتی مگر حدیث پاک کی تلاوت سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔

۲۔قرآن کریم کے منکر کو کافر قرار دیا جائے گا لیکن حدیث پاک کے منکر کو نہیں۔

۳۔ قرآن کریم میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کا واسطہ ضروری ہے مگر حدیث قدسی میں نہیں۔

۴۔قرآن کریم میں لفظ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی ہوتا ہے مگر حدیثِ قدسی میں یہ ممکن ہے کہ الفاظ رسول اللہ ﷺ کے ہوں۔

۵۔قرآن پاک کو بغیر وضو ہاتھ لگانا منع ہے جبکہ حدیث پاک کے لئے ایسا نہیں۔

۶۔قرآن پاک کی تلاوت میں ہر حرف کے بدلے دس نیکیوں کا ثواب ملے گا

Marfat.com

جبکہ حدیث پاک میں اس طرح نہیں۔

جن محدّثین عظام کے مجموعوں سے یہ احادیث قدسیہ ماخوذ ہیں ان میں سے بعض کے مختصر حالات درج ذیل ہیں۔

امام بخاریؒ :- امام ابوعبداللہ محمدؒ بن اسماعیل بن ابراہیم بخاری جمعہ کے دن 13 شوال 194 ھ کو پیدا ہوئے اور 257 ھ میں 62 سال کی عمر میں عید کی رات انتقال فرمایا آپ نے احادیث حاصل کرنے کے لئے دور دراز کے سفر کئے اور بہت سے محدّثین سے علم حاصل کیا جن میں امام احمد حنبلؒ اور یحیٰ بن معینؒ وغیرہ شامل ہیں۔ فیریری کہتے ہیں کہ بخاری کی کتاب 99 ہزار لوگوں نے سُنی۔

امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ میں نے چھ لاکھ رواتیوں میں سے انتخاب کیا ہے اور ہر حدیث لکھنے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھی ہے۔

آپ جب بغداد پہنچے تو وہاں کے حدیث کے علماء نے آپ کا امتحان لینا چاہا۔ انہوں نے دس افراد کو تیار کیا اور ١٠٠ احادیث کے متن وسند میں ردّ و بدل کر کے ان سے سوال کرایا۔ آپؒ ان میں سے ہر حدیث سُن کر یہی کہتے رہے کہ میں نہیں جانتا۔ پھر ان کی ساری احادیث سننے کے بعد آپ نے ترتیب وار ایک ایک حدیث پاک کا اصل متن وسند بیان کر دی۔ تب لوگوں کو آپ کی زبردست قوّتِ حافظہ کا یقین ہو گیا۔ آپؒ کی کتاب صحیح بخاری کو عام طور پر حدیث کی سب سے مستند کتاب تسلیم کیا جاتا ہے۔

جبکہ حدیث پاک میں اس طرح نہیں۔

marfat.com
Marfat.com

امام مسلمؒ :- امام ابوالحسین ”مسلم بن حجاج بن مسلم قشیری نیشاپوری 204ھ یا 206ھ میں پیدا ہوئے اور رجب 261ھ میں 57 سال کی عمر میں انتقال ہوا۔ آپ کا شمار انتہائی جلیل القدر محدثین میں ہوتا ہے۔ آپؒ نے علمِ حدیث کے حصول کے لئے حجاز' عراق اور مصر وغیرہ کے سفر کئے اور امام احمد بن حنبلؒ اور اسحاق بن راہویہؒ وغیرہ سے علم حاصل کیا۔ لوگوں نے آپ سے بڑی تعداد میں استفادہ کیا۔ اپنے زمانہ میں آپ کا مرتبہ سارے محدثین سے بلند مانا جاتا تھا۔ خطیب بغدادی کا قول ہے کہ آپ امام بخاریؒ کے نقشِ قدم پر چلے۔ امام مسلمؒ کا کہنا ہے کہ انہوں نے تین لاکھ احادیث میں سے اپنا یہ مجموعہ منتخب کیا ہے۔ حافظ ابوعلی نیشاپوری کا قول ہے کہ روئے زمین پر علمِ حدیث میں صحیح مسلم سے زیادہ کوئی صحیح کتاب نہیں ہے۔

امام ابوداؤدؒ :- امام سلیمانؒ بن الاشعث بن اسحاق اسدسجستانی 202ھ میں پیدا ہوئے اور شوال 275ھ کو بصرہ میں انتقال ہوا۔ آپ نے حصول علم کے لئے بہت سے سفر کئے۔ عراق' شام مصر اور خراسان کے علماء سے حدیثیں سیکھیں۔ آپ کے اساتذہ میں امام احمد ابن حنبلؒ اور قتیبہؒ بن سعید جیسے جلیل القدر محدثین شامل ہیں۔ آپ کے بہت سے شاگردوں میں سے امام نسائیؒ خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ آپ نے بہت سی کتابیں لکھیں سب سے مشہور سنن ابوداؤد ہے۔ امام ابوداؤدؒ کا کہنا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی پانچ لاکھ حدیثیں نقل کی تھیں۔ ان میں سے چار ہزار آٹھ سو احادیث منتخب کر کے یہ

marfat.com
Marfat.com

کتاب مرتب کی۔ آپ علم اور زہد و تقویٰ کے بلند مرتبے پر فائز تھے۔

خطابی کا قول ہے کہ علم دین میں سنن ابو داؤد جیسی کوئی کتاب نہیں لکھی گئی اور اسے عام مقبولیت حاصل ہے۔

ابن اعرابی کا قول ہے کہ اگر کسی شخص کے پاس قرآن پاک کے علاوہ سنن ابو داؤد ہو تو پھر اسے کسی اور کتاب کی ضرورت باقی نہیں رہے گی۔

ابراہیم حربی کا کہنا ہے کہ امام ابو داؤدؒ کے لئے حدیث اس طرح نرم کر دی گئی جیسے حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے لوہا نرم کر دیا گیا تھا۔

امام ترمذیؒ:- امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی 200ھ میں پیدا ہوئے اور 13 رجب 279ھ میں بمقام ترمذ فوت ہوئے۔ آپ نے قتیبہ بن سعید، محمد بن بشار اور علی بن حجر وغیرہ سے علم حدیث حاصل کیا۔ آپ نے علم حدیث میں متعدد کتابیں مرتب فرمائیں۔ جن میں سب سے ممتاز اور مفید ترمذی ہے۔ امام ترمذی کا کہنا ہے کہ میں نے یہ کتاب حجاز، عراق اور خراسان کے محدثین کے سامنے پیش کی تو سب نے تحسین فرمائی۔

امام نسائیؒ:- امام ابو عبدالرحمٰنؒ احمد بن شعیب نسائی 215ھ میں پیدا ہوئے اور 303ھ کو مکہ مکرمہ میں انتقال فرمایا۔ آپ نے امام ابو داؤدؒ، قتیبہ بن سعید اور اسحاق بن ابراہیم وغیرہ سے علمِ حدیث حاصل کیا۔ آپ نے علمِ حدیث میں متعدد کتابیں مرتب فرمائیں۔ آپ نہایت متقی اور پرہیزگار شخص تھے۔ ابن عمر حافظ کہتے ہیں کہ امام نسائی

marfat.com
Marfat.com

پنے زمانہ میں علم حدیث میں سب سے ممتاز تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور اہلِ بیت کے فضائل میں آپ نے کتاب ''خصائص'' لکھی اور دمشق میں اسی بنیاد پر انہیں آزمائش کا بھی سامنا کرنا پڑا۔ اسی سبب آپ شہید ہوئے۔

امام ابن ماجہؒ :- امام ابوعبداللہ بن یزید بن ماجہ 209ء میں پیدا ہوئے اور رمضان 273ھ میں فوت ہوئے۔ آپ نے ''ابن ماجہ'' میں چار ہزار منتخب احادیث نقل فرمائیں۔ علاوہ ازیں تفسیر اور تاریخ میں بھی آپ کی تصنیفات ہیں۔ آپ نے عراق 'بصرہ' کوفہ 'بغداد مکہ مکرمہ اور شام وغیرہ دور دراز مقامات کے سفر کئے اور علم حدیث میں خصوصی مہارت حاصل کی ۔

امام مالکؒ :- امام ابوعبداللہؒ بن مالک بن انس اصبحی جو امام دارالہجرت کے لقب سے معروف ہیں 95ھ میں مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے اور وہاں ہی 179ھ میں 84 سال کی عمر پاکر فوت ہوئے۔ آپ حدیث وفقہ میں امام کا مرتبہ رکھتے ہیں۔ آپ کے شاگردوں میں امام شافعیؒ جیسے جلیل القدر امام شامل ہیں۔ امام مالک علم کی حد درجہ تعظیم کیا کرتے تھے۔ حدیث بیان کرنے کے لئے وضو کرتے 'خوشبو لگاتے اور پُر وقار انداز میں بیٹھتے۔ آپ بڑے بارعب تھے۔ امام شافعیؒ کا قول ہے کہ جب علماء کا ذکر کیا جائے تو امام مالکؒ کی حیثیت ستارہ کی ہوگی۔ خلیفہ منصور نے آپ کو کوڑے لگوائے مگر اعلانِ حق سے باز نہ آئے۔ آپ مدینہ منورہ کا احترام فرماتے حتیٰ کہ آپ وہاں سواری پر چڑھنا بھی

marfat.com
Marfat.com

اپنے لئے خلاف ادب سمجھتے تھے۔

امید ہے کہ اردو دان حضرات احادیث مقدسہ کے اس مرتب شدہ جامع مجموعہ سے کما حقہٗ فائدہ اٹھا سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اپنے فضل و کرم سے اسے عام استفادہ کا ذریعہ بنائے اور اس ناچیز کی سعی قبول فرمائے۔ اور میرے عزیز اور معاون خصوصی حافظ گلزار حسین نقشبندی بن حافظ محمد انار جس نے اس کتاب کی تدوین میں میری کما حقہٗ مدد کی اور پوری محنت شاقہ سے اس مسودہ کو تحریر کر کے موجودہ شکل دی۔ میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ اسے محنت کے صلہ میں دین و دنیا کی نعمتوں سے سرفراز فرمائے اور بلندیٔ درجات سے نوازے۔ آمین ثم آمین۔

وما توفیقی الا باللہ

ناچیز محمد مطلوب الرسول للّٰہی نقشبندی قادری مجددی

۲۳ اگست ۲۰۰۴ء بمقام سردھی ضلع چکوال

marfat.com

Marfat.com

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

حدیث نمبر :- ۱

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے ایک صحابی کو جنّت کی بشارت دی

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ اَتٰی اِعْرَابِیٌ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دُلَّنِیْ عَلٰی عَمَلٍ اِذَا عَمِلْتُہٗ دَخَلْتُ الْجَنَّۃَ قَالَ تَعْبُدُ اللّٰہَ وَلَا تُشْرِكُ بِہٖ شَیْئًا وَّ تُقِیْمُ الصَّلٰوۃَ الْمَکْتُوْبَۃَ وَ تُؤَدِّی الزَّکٰوۃَ الْمَفْرُوْضَۃَ وَ تَصُوْمُ رَمَضَانَ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا اَزِیْدُ عَلٰی ھٰذَا شَیْئًا وَّلَا اَنْقُصُ مِنْہُ فَلَمَّا وَلّٰی قَالَ النَّبِیُّ

Marfat.com

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی رَجُلٍ مِّنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی ھٰذَا ☆ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ

(مشکوٰۃ کتاب الایمان)

ترجمہ :- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دیہاتی بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ مجھے ایسے کام کی ہدایت فرمایئے کہ میں اسے کروں تو جنتی ہو جاؤں - فرمایا اللہ کی عبادت کرو اور اس کا کوئی ساجھی نہ بناؤ ' نماز قائم کرو ' زکوٰۃ فرض دو اور رمضان کے روزے رکھو - وہ بولا قسم اس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کبھی اس سے نہ گھٹاؤں گا اور نہ بڑھاؤں گا - پھر جب وہ (اعرابی) چل دیا تو حضور ﷺ نے فرمایا جو جنتی مرد کو دیکھنا چاہے وہ اس کو دیکھ لے - (بخاری و مسلم)

تشریح :- چونکہ اس وقت تک جہاد وغیرہ کے احکام نہ آئے تھے یا اس پر جہاد فرض نہ تھا - اس لئے جہاد کا یا حج کا ذکر نہ فرمایا - اعرابی نے کہا کہ فرائض میں اپنی طرف سے کمی یا زیادتی نہ کروں گا کہ فجر چار یا چھ رکعت پڑھوں اور ظہر کے دو یا تین فرض - اسی طرح روزے پچیس یا چالیس رکھ لوں یا اپنی قوم تک بالکل یہی احکام پہنچا دوں گا - تبلیغ میں زیادتی کمی نہ کروں گا یا اب سوال میں زیادتی کمی نہ کروں گا -

Marfat.com

اس حدیث پاک سے یہ لازم نہیں آتا کہ فطرانہ' قربانی ' نمازِ عیدین' روزہ اور وتر وغیرہ ضروری نہ ہوں بلکہ یہ احکام اس وقت تک آئے ہی نہ تھے- بعد میں حضور ﷺ نے احکام میں زیادتی فرمائی-

حدیث مذکورہ سے دو مسئلے معلوم ہوئے پہلا یہ کہ جنتی آدمی کو دیکھنا بھی ثواب ہے اور بزرگوں کے دیدار سے گناہ بخشے جاتے ہیں-

اُٹھ جاگ فریدا سُتیا ' خلقت ویکھن جا
مت کوئی بخشیا مِل پوی ' توں بھی بخشیا جا

دوسرا یہ کہ حضور ﷺ کو لوگوں کے انجام' نیک بختی اور بد بختی کا علم ہے- آپ جانتے ہیں کہ کون جنتی ہے اور کون دوزخی- حضور ﷺ کو خبر تھی کہ یہ بندہ مومن تقویٰ پر قائم رہے گا ' ایمان پر مرے گا اور جنت میں جائے گا-

خیال رہے کہ مومن کی علامات مختلف زمانوں میں مختلف رہی ہیں اس لحاظ سے ان کے متعلق مختلف احادیث وارد ہوئیں- ایک وقت صرف کلمہ پڑھنا مومن کی علامت تھی- نماز وغیرہ دیگر احکام نہ آئے تھے- تب ارشاد ہوا ،، من قال لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ '' جس نے کلمہ پڑھ لیا جنتی ہو گیا- پھر وہ وقت آیا کہ نماز فرض ہو گئی مدینہ منورہ میں منافقین بھی تھے جو کلمہ نماز وغیرہ ادا کرتے ہوئے بھی بے ایمان رہے- اس وقت اللہ اور رسول کی محبت علامتِ ایمان قرار پائی -ارشاد ہوا تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک اپنے والدین

Marfat.com

ولاد اور سارے لوگوں سے زیادہ مجھ سے محبت نہ کرے معلوم ہوا اللہ تعالیٰ کی توحید کے ساتھ ساتھ محبتِ رسول اور اطاعتِ رسول بھی جزو ایمان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰه '' یعنی جس نے رسول کی اطاعت کی گویا اس نے اللہ کی اطاعت کی۔ بخاری ومسلم میں حضرت طلحہؓ بن عبید اللہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نجد سے بال بکھیرے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا ۔اس کی گنگناہٹ ہم سنتے مگر سمجھتے نہ تھے۔ وہ حضور ﷺ کے قریب گیا' اسلام کے متعلق سوال پوچھا۔ آپ ﷺ نے نماز' روزہ اور زکوٰۃ کے متعلق بتایا وہ کہنے لگا کہ میں اس سے نہ زیادہ کروں گا اور نہ کم کروں گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اگر یہ شخص سچا ہے تو کامیاب ہوگا۔

(بخاری ومسلم)

مطلب یہ کہ اگر اس نے صدقِ دل سے وعدہ کیا ہے تو کامیاب ہوگا یا اس وعدے کو پورا کر دکھائے تو کامیاب ہوگا۔ حالانکہ اس سے پہلے ایک سائل کے انہی الفاظ پر حضور ﷺ نے فلاح وکامیابی کا قطعی حکم دے دیا تھا لیکن یہاں مشکوک طریقہ سے کامیابی بیان فرمائی۔ (مرأت)

شارح بخاری اس حدیث کے ضمن میں فرماتے ہیں کہ از روئے عقل اور عادت یہ ممکن تھا کہ یہ شخص اس کی خلاف ورزی کرتا ۔معاذ اللہ مرتد بھی ہوسکتا تھا اس کے باوجود اسے جنتی کہنا یہ حضور ﷺ کے علمِ غیب کی عطائی دلیل ہے۔ نیز یہ بھی

marfat.com
Marfat.com

ثابت ہو گیا کہ حضور اقدس ﷺ کو یہ قدرت حاصل تھی کہ یہ معلوم کر لیں کہ کس کا خاتمہ بالخیر ہو گا اور کس کا نہیں

(نزھۃ القاری)

حدیث نمبر :- ۲

حضرت ابوذر غفاریؓ کا رسول اللہ ﷺ سے سوال و جواب

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ عَلَیْہِ ثَوْبٌ اَبْیَضُ وَ ھُوَنَا ئِمٌ ثُمَّ اَتَیْتُہٗ وَ قَدِ اسْتَیْقَظَ فَقَالَ مَا مِنْ عَبْدٍ قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ثُمَّ مَاتَ عَلٰی ذٰلِکَ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّۃَ قُلْتُ وَ اِنْ زَنٰی وَاِنْ سَرَقَ قَالَ وَ اِنْ زَنٰی وَ اِنْ سَرَقَ قُلْتُ وَ اِنْ زَنٰی وَ اِنْ سَرَقَ قَالَ وَاِنْ زَنٰی وَاِنْ سَرَقَ قُلْتُ وَ اِنْ زَنٰی وَ اِنْ سَرَقَ قَالَ وَاِنْ زَنٰی وَ

Marfat.com

اِنْ سَرَقَ عَلٰی رَغْمِ اَنْفِ اَبِیْ ذَرٍّ وَکَانَ اَبُوْذَرٍّ اِذَا حَدَّثَ بِهٰذَا قَالَ وَاِنْ رَغِمَ اَنْفُ اَبِیْ ذَرٍّ ☆ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

(مشکوٰۃ کتاب الایمان)

ترجمہ :- حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ پر سفید کپڑا تھا اور سو رہے تھے۔ کچھ دیر بعد حاضر ہوا تو آپ ﷺ جاگ چکے تھے۔ فرمایا نہیں ہے کوئی بندہ جو لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ کہے پھر اسی پر مر جائے۔ مگر جنت میں جائے گا۔ میں نے عرض کیا اگرچہ زنا اور چوری کرے فرمایا اگرچہ زنا اور چوری کرے۔ میں نے کہا اگرچہ زنا اور چوری کرے فرمایا اگرچہ زنا اور چوری کرے۔ فرمایا اگرچہ زنا اور چوری کرے۔ میں نے کہا اگرچہ زنا اور چوری کرے۔ فرمایا اگرچہ زنا اور چوری کرے۔ ابوذرؓ کی ناک رگڑنے کے باوجود۔ حضرت ابوذرؓ جب بھی یہ حدیث بیان کرتے تو کہتے تھے کہ اگرچہ ابوذر کی ناک رگڑ جائے۔

(بخاری و مسلم)

تشریح :- حضرت ابوذرؓ کا نام جندب ابن جنادہ اور کنیت ابوذر ہے قبیلہ بنو غفار سے ہیں۔ اس لئے آپ کو غفاری کہا جاتا ہے۔ آپ پانچویں مسلمان ہیں۔ مکہ معظمہ آ کر مسلمان ہوئے اور حضور اکرم ﷺ کے حکم سے اپنی قوم میں چلے گئے۔ پھر غزوہ خندق کے بعد مدینہ منورہ حاضر ہوئے اور حضور ﷺ کے ساتھ رہے پھر مقام ربذہ میں قیام کیا اور وہیں

Marfat.com

خلافتِ عثمانیہ میں 32ھ میں وفات پائی - آپ بڑے عابد زاہد صحابی ہیں - مال جمع کرنے کے بڑے مخالف تھے - اسلام سے پہلے بھی اللہ کی عبادت کرتے تھے -

لا الــــہ الا اللّٰہ کہنے سے مراد سارے عقائدِ اسلامیہ کا مان لینا ہے - جیسے کہا جاتا ہے کہ نماز میں الحمد پڑھنا واجب ہے یعنی ساری سورۃ فاتحہ یا اس وقت کلمہ پڑھنا ہی مومن کی علامت تھی یا مطلب یہ ہے کہ جو کافر مرتے وقت کلمہ پڑھ کر مومن ہو جائے - اور جنت میں داخلہ سے مراد یا تو اول ہی سے یا پھر گناہوں کی سزا پا کر یا شفاعت کے پانی سے صاف ہو کر کیونکہ مومن کے لئے دوزخ میں ہمیشگی نہیں ہے -

حدیث پاک سے یہ مسائل معلوم ہوئے ایک یہ گناہِ کبیرہ انسان کو اسلام سے خارج نہیں کرتے - دوسرا یہ کہ کبیرہ گناہوں سے نیکیاں ضبط نہیں ہوتیں - کفر سے ہوتی ہیں - تیسرا یہ کہ جس کا خاتمہ ایمان پر ہو جائے وہ یقیناً جنتی ہے خواہ اول ہی سے یا کچھ سزا پا کر -

حضرت ابوذرؓ نے تعجب کرتے ہوئے بات دہرائی کہ کیا اتنے بڑے گناہ پر بھی وہ جنتی رہے گا؟ حالانکہ یہ کام حرام ہے - ابوذرؓ کو حیرت ہوئی کہ گناہوں کا لتھڑا ہوا پاک و صاف جنت میں قدم کیسے رکھے گا - یہ پتہ نہ تھا کہ شفاعت و رحمت کا پانی گندوں کو ستھرا کر دیتا ہے -

رغم رغام سے بنا بمعنی مٹی اور خاک - عرب میں یہ لفظ ناپسندیدگی کے معنی میں استعمال ہوتا ہے - یعنی اگرچہ تم ناپسندیدگی کی بناء پر سوال کرتے کرتے زمین پر ناک بھی رگڑ دو تب بھی یہی حکم رہے گا - حضرت ابوذرؓ جب بھی یہ حدیث پاک بیان کرتے رغم انف

Marfat.com

اَبِــــیْ ذَرٍّ کے الفاظ بیان کرتے تاکہ حدیث پاک کے الفاظ پورے منقول ہوں یا بتقاضائے عشق کہ محبوب کا عتابانہ خطاب بھی عاشق کو پیارا معلوم ہوتا ہے۔ بار بار اسے یاد کر کے نیا لطف حاصل کرتا ہے۔ خیال رہے فاسق مومن آخر کار جنتی ہے۔ بے دین اور بد مذہب پر جنت حرام ہے اور اس کے لئے دوزخ میں ہمیشگی ہے۔ یاد رہے دوزخ کی کم از کم سزا یہ ہے کہ مجرم کو آگ کے جوتے پہنا دئے جائیں گے جس سے اس کا دماغ کھولنے لگے گا۔ اے ربّ کریم ہمیں آگ کے عذاب سے پناہ دے۔ آمین

(مرأت)

حدیث نمبر :- ۳

عابد اور عالم میں درجات کا فرق

عَنِ الْحَسَنِ مُرْسَلاً قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ رَجُلَیْنِ کَانَا فِیْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ اَحَدُ هُمَا کَانَ عَالِمًا یُصَلِّی الْمَکْتُوْبَۃَ ثُمَّ یَجْلِسُ فَیُعَلِّمُ ا لنَّاسَ الْخَیْرَ وَلاٰ خَرُ یَصُوْمُ النَّہَارَ وَیَقُوْمُ اللَّیْلَ اَیُّہُمَا

Marfat.com

اَيُّهُمَا اَفْضَلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضْلُ الْعَالِمِ الَّذِىْ يُصَلِّىْ الْمَكْتُوْبَةَ ثُمَّ يَجْلِسُ فَيُعَلِّمُ النَّاسَ الْخَيْرَ عَلَى الْعَابِدِ الَّذِىْ يَصُوْمُ النَّهَارَ وَيَقُوْمُ اللَّيْلَ كَفَضْلِىْ عَلٰى اَدْنَاكُمْ ☆ رَوَاهُ الدَّارِمِىُّ

(مشکوٰۃ کتاب العلم)

ترجمہ :- حضرت حسنؓ سے مرسل روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے ان دو آدمیوں کے بارے میں پوچھا گیا جو بنی اسرائیل میں تھے- ایک تو عالم تھا جو صرف فرائض پڑھتا پھر بیٹھ جاتا اور لوگوں کو علم سکھاتا تھا - اور دوسرا دن بھر روزہ رکھتا رات بھر عبادت میں کھڑا رہتا- ان دونوں میں بہتر کون ہے ؟حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ عالم جو صرف فرض نماز پڑھ کر بیٹھ جاتا ' لوگوں کو علم دین سکھاتا اس کی فضیلت اس عابد پر جو دن کو روزہ اور رات کو قیام کرتا 'ایسی ہے جیسے میری فضیلت تمہارے ادنیٰ پر ہے- (دارمی)

تشریح :- صاحب مرقات فرماتے ہیں کہ حدیثِ پاک کے راوی خواجہ حسن بصریؒ صحابی کا ذکر یا تو اس لئے چھوڑتے ہیں کہ حدیث کے راوی بہت صحابہ ہوتے ہیں- کس کس کا نام لیں یا پھر اس لئے کہ انہیں حدیث کی صحت پر یقین ہوتا ہے- الحاصل ان جیسے بزرگوں کا ارسال معتبر ہے اور ان کی مرسل روائتیں مقبول ہیں- (مرقات)

marfat.com
Marfat.com

عالم شخص کا علم دوسرے کی عبادت پر غالب تھا اور زیادہ اوقات علمی خدمات میں گزارتے تھے۔ان دو شخصوں کا واقعہ یا تو عرب میں مشہور تھا یا حضور ﷺ نے ہی بیان فرمایا ہوگا۔علم سے مراد علم دین ہے خواہ پڑھاتا تھا یا دینی کتب لکھتا تھا یا پھر دونوں مراد ہونگے یعنی پڑھاتا بھی ہوگا اور دینی کتب کی تصنیف بھی کرتا ہوگا - دوسرا عابد شخص صائم الدھر اور قائم اللیل تھا۔شاید ان کے دین میں یہ جائز ہوگا۔اسلام میں سال بھر میں پانچ روزے حرام ہیں یکم شوال اور بقرعید کی دسویں سے تیرہ تک۔ نبی اکرم ﷺ نے جواب میں اتنی لمبی بات اس لئے فرمائی تا کہ لوگوں کو ذہن نشین ہو جائے۔ورنہ جواب صرف اتنا بھی ہوسکتا تھا کہ پہلا شخص دوسرے سے افضل ہے۔

حدیث پاک کے آخر میں فرمایا کہ عالم کی فضیلت عابد پر ایسے ہے جیسے میری فضیلت تم میں سے ایک ادنیٰ پر ہے۔ خیال رہے یہ مثال نوعیت کے بیان کے لئے ہے یعنی جس قسم کی بزرگی مجھ کو تم پر حاصل ہے اسی قسم کی فضیلت عالم کو عابد پر تھی۔ جیسے رب نے فرمایا "مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ" (اس کے نُور کی مثال طاق کی طرح ہے)

لہٰذا اس سے یہ ضروری نہیں کہ عالم نبی کے برابر ہو جائے۔قارئین کرام علمِ دین یا فرضِ عین ہے یا فرضِ کفایہ اور زیادہ عبادت نفل ہے۔نیز عالم کا نفع مخلوق کو ہے اور عابد کا نفع صرف اپنی ذات تک محدود ہے۔لہٰذا عالم عابد سے افضل ہے کہ اس کے علم سے ہزاروں لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں حضرت آدم علیہ السلام عالم تھے اور فرشتے لاکھوں سال کے عابد تھے یعنی عابدوں نے عالم کو سجدہ کیا۔ (مرأت معہ اضافہ)

marfat.com

Marfat.com

شیخ نے اشعۃ میں فرمایا کہ بنی اسرائیل کے یہ دونوں شخص عالم باعمل تھے بلکہ ہوسکتا ہے کہ عابد دوسرے عالم سے زیادہ علم رکھتا ہو اور صرف عبادت میں وقت صرف کرتا تھا- پہلا فرائض کی ادائیگی کے بعد تعلیم و تعلّم میں وقت صرف کرتا تھا ' لوگوں کو علم دین سکھاتا تھا اور رشد و ہدایت کی تلقین کرتا تھا-

صاحبِ مرقات فرماتے ہیں کہ عالمِ باعمل کا چرچہ فرشتوں میں ہوتا ہے اور فرشتے اسے عظیم کہتے ہیں - (مرقات)

جس عالم میں تین باتیں جمع ہوں وہ زمانہ کا سردار ہوگا - (۱) علمِ دین کامل (۲) قناعت اور استغنا (۳) اعمالِ صالحہ

حضرت عکرمہؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ لوگوں کو ہفتہ میں ایک یا دو یا تین دن وعظ سناؤ اور لوگوں کو اکتاؤ نہیں- شوق رکھتے ہوں تو ان کو حدیث پاک سناؤ- یعنی روزانہ وعظ نہ سناؤ- ہفتہ میں ایک ' دو یا تین بار سناؤ اور وعظ لمبا نہ ہو کہ لوگ سیر ہو جائیں- بلکہ ان کا شوق باقی ہو ' تو ختم کر دیں- سبحان اللہ کیسی نفیس تربیت ہے ان حضرات کی مجلسیں گویا نارمل سکول تھیں- وہ لوگ عبرت پکڑیں جو چار چار گھنٹے وعظ کرتے ہیں- خیال رہے کہ یہ حکم وہاں ہے جہاں لوگ اُکتاتے ہوں- لیکن اگر شوق رکھتے ہوں تو روزانہ وعظ سنانے میں بھی کوئی حرج نہیں- حضور ﷺ نے ایک بار فجر سے مغرب تک وعظ فرمایا- عالم کو چاہئے کہ لوگوں کے شوق کا اندازہ رکھے-

دوسرا صرف عبادت میں رات دن مشغول رہتا - مولانا اللہ جوایاؒ رسالہ نوری میں

marfat.com
Marfat.com

فرماتے ہیں کہ دونوں کے متعلق فرق مراتب ہی کا سوال ہوا تو حضور ﷺ نے فرمایا۔

؎ سرور عالم کہیا اُسنوں پہلے شان کمالی
جیوں کر درجہ میرا ' ادنیٰ امتی نالوں عالی

☆☆☆☆☆

حدیث نمبر :- ۴

تین مساجد کے سواء کسی مسجد کے لئے سفر نہ کیا جائے۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیْ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰی ثَلٰثَةِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِ الْحَرَامِ وَ مَسْجِدِ الْاَقْصٰی وَ مَسْجِدِیْ هٰذَا ☆ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ (مشکوٰۃ باب المساجد ومواضع الصلوٰۃ)

ترجمہ :- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول

marfat.com
Marfat.com

ﷺ نے فرمایا کہ تینوں مسجدوں کے سواء کسی طرف کجاوے نہ باندھے جائیں - ایک مسجد الحرام دوسرے مسجد الاقصیٰ اور تیسرے میری یہ مسجد یعنی "مسجدِ نبویؐ"-

(بخاری و مسلم)

تشریح :- ان تین مساجد مسجدِ الحرام مسجدِ اقصیٰ اور مسجدِ نبویؐ کے سواء کسی اور مسجد کی طرف اس لئے سفر کر کے جانا کہ وہاں نماز کا ثواب زیادہ ہے ممنوع ہے - جیسے بعض لوگ جمعہ پڑھنے بدایوں سے دہلی جاتے تھے تا کہ وہاں کی جامع مسجد میں ثواب زیادہ ملے یہ غلط ہے - ہر جگہ کی مسجد میں ثواب برابر ہے - بعض حضرات نے اس کے معنی یہ سمجھے کہ سوائے ان تین مساجد کے اور طرف سفر ہی حرام ہے - لہٰذا عرس زیارتِ قبور وغیرہ کے لئے سفر حرام اگر یہ مطلب ہو تو پھر تجارت علاج دوستوں کی ملاقات اور علمِ دین سیکھنے وغیرہ تمام کاموں کے لئے سفر حرام ہونگے اور ذرائع آمد و رفت معطل ہو کر رہ جائیں گے - نیز یہ حدیث قرآن پاک کے بھی خلاف ہوگی - اور دیگر احادیث کے بھی - اللہ تعالیٰ فرماتا ہے -

"قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ"

ترجمہ :- فرمادو کہ زمین میں چل پھر کر دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا ہے -

مرقات نے اسی جگہ اور شامی نے بابِ زیارتِ قبور میں فرمایا کہ چونکہ ان تین مساجد کے سواء تمام مسجدیں برابر ہیں اس لئے دوسری مسجدوں کی طرف سفر ممنوع ہے - اور اولیاء اللہ کی قبریں فیوض و برکات میں مختلف ہیں - لہٰذا زیارتِ قبور کے لئے سفر جائز ہے -

اس ناچیز کو 1963ء میں جب حج کی سعادت نصیب ہوئی تو ایک چھوٹا سا کتابچہ

Marfat.com

دیا گیا جس میں تحریر تھا کہ حج کے بعد سفرِ مدینہ زیارت کی نیت سے منع ہے۔ ہاں اگر جانا ہو تو مسجدِ نبوی ﷺ کی زیارت کی نیت کریں۔ کیونکہ بحوالہ آثارِ قدیمہ وہاں عبرت کا سامان ہوگا۔ تعجب ہوا کہ اصل الاصول جس کے طفیل یہ سب فضیلتیں وجود میں آئیں وہ زیارت تو منع ہوئی اس ذاتِ مقدسہ کے سواء سب جائز ہوا تعجب تو یہ ہے کہ اسی حدیث کا حوالہ دیا گیا جہالت کی انتہا ہوگئی۔

تفو بر تو اے چرخ گرداں تفو

☆☆☆☆☆

حدیث نمبر :- ۵

رسول اللہ ﷺ کو علم لدنی عطا ہوا

اور اللہ تعالیٰ سے گفتگو

عَنْ مَعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ اُحْتُبِسَ عَنَّا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ غَدَاةٍ عَنْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ حَتّٰى كِدْنَا نَتَرٰى عَيْنَ الشَّمْسِ فَخَرَجَ سَرِيْعًا فَثُوِّبَ بِا

Marfat.com

لِصَلٰوۃِ فَصَلّٰے رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ تَجَوَّزَ
فِیْ صَلٰوتِہٖ فَلَمَّا سَلَّمَ دَعَا بِصَوْتِہٖ فَقَالَ لَنَا عَلٰی
مَصَافِکُمْ کَمَا اَنْتُمْ ثُمَّ اَنْفَتَلَ اِلَیْنَا ثُمَّ قَالَ اَمَا اِنِّیْ سَاحَدِ
ثُکُمْ مَا حَبَسَنِیْ عَنْکُمُ الْغَدَاۃَ اِنِّیْ قُمْتُ مِنَ اللَّیْلِ فَتَوَ
ضَّاْتُ وَ صَلَّیْتُ مَا قُدِّرَ لِیْ فَنَعَسْتُ فِیْ صَلٰوتِیْ حَتّٰی
اسْتَثْقَلْتُ فَاِذَا اَنَا بِرَبِّیْ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰی فِیْ اَحْسَنِ صُوْرَۃٍ
فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ قُلْتُ لَبَّیْکَ رَبِّ قَالَ فِیْمَ یَخْتَصِمُ الْمَلَاُ
الْاَعْلٰی قُلْتُ لَا اَدْرِیْ قَالَھَا ثَلٰثًا قَالَ فَرَءَیْتُہٗ وَضَعَ کَفَّہٗ
بَیْنَ کَتِفَیَّ حَتّٰی وَجَدْتُّ بَرْدَ اَنَامِلِہٖ بَیْنَ ثَدْیَیَّ فَتَجَلّٰی لِیْ
کُلُّ شَیْءٍ وَّ عَرَفْتُ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ قُلْتُ لَبَّیْکَ رَبِّ قَالَ
فِیْمَ یَخْتَصِمُ الْمَلَاُ الْاَعْلٰی قُلْتُ فِی الْکَفَّارَاتِ قَالَ وَمَا
ھُنَّ قُلْتُ مَشْیُ الْاَقْدَامِ اِلَی الْجَمَاعَاتِ وَالْجُلُوْسُ فِی ا
لْمَسَاجِدِ بَعْدَ الصَّلٰوتِ وَ اِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ حِیْنَ ا
لْکَرِیْھَاتِ قَالَ ثُمَّ فِیْمَ قُلْتُ فِی الدَّرَجَاتِ قَالَ وَمَا ھُنَّ
قُلْتُ اِطْعَامُ الطَّعَامِ وَلِیْنُ الْکَلَامِ وَالصَّلٰوۃُ بِاللَّیْلِ

Marfat.com

وَالنَّاسُ نِيَامٌ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيّ قَالَ مُحَمَّدُ بْنِ اِسْمَاعِيلَ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ

(مشکوۃ باب المساجد)

ترجمہ :- حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے- فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز میں تاخیر سے تشریف لائے قریب تھا کہ سورج نظر آ جائے آپ ﷺ تیزی سے تشریف لائے نماز کی تکبیر کہی گئی- حضور ﷺ نے نماز پڑھائی اور نماز میں اختصار کیا- جب سلام پھیرا تو بلند آواز سے فرمایا اپنی جگہ بیٹھے رہو جیسے بھی ہو- پھر ہماری طرف توجہ فرمائی اور فرمایا کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ آج صبح مجھے تم سے کس چیز نے روکا؟ میں رات کو اٹھا وضو کیا جس قدر مقدر میں تھا نماز پڑھی نماز ہی میں مجھے اونگھ آ گئی حتیٰ کہ نیند غالب ہوئی- اچانک میں اپنے رب کے پاس اچھی صورت میں تھا- فرمایا اے محمد ﷺ! میں نے عرض کیا میرے مولا میں حاضر ہوں- فرمایا مقرب فرشتے کس میں جھگڑتے ہیں؟ میں نے کہا میں نہیں جانتا یہ تین بار فرمایا- فرماتے ہیں میں نے رب کو دیکھا کہ اس نے اپنا دستِ رحمت میرے کندھوں کے بیچ رکھا- حتیٰ کہ میں نے اس کے پوروں کی ٹھنڈک اپنے سینہ میں پائی- تو مجھے ہر چیز ظاہر ہوگئی- اور میں نے پہچان لیا- پھر فرمایا اے محمد ﷺ! میں نے عرض کی یارب حاضر ہوں فرمایا مقرب فرشتے کس میں جھگڑتے ہیں میں نے کہا کفارات میں فرمایا وہ کون سے ہیں؟ میں نے عرض کیا جماعتوں کی طرف

Marfat.com

پیدل جانا-نمازوں کے بعد مساجد میں بیٹھنا- ناگوار حالتوں میں پورا وضو کرنا- پھر فرمایا اس کے بعد کس میں جھگڑتے ہیں ؟ میں نے عرض کیا درجوں میں- فرمایا وہ کیا چیز ہیں ؟میں نے کہا کھانا کھلانا -نرمی سے گفتگو کرنا -اور رات کو نماز پڑھنا جب لوگ سوتے ہیں-

(احمد ترمذی اور محمد بن اسماعیل بخاری نے فرمایا یہ حدیث صحیح ہے)

تشریح :- حدیث پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نہ نماز کے لئے حضور ﷺ کو جگاتے نہ حضور ﷺ کے بغیر نماز پڑھتے -ان کا عقیدہ تھا کہ آپ ﷺ کے ساتھ کی قضاء آپ ﷺ کے بغیر ادا سے افضل ہے وہ یہ بھی جانتے تھے کہ حضور ﷺ کا سونا رب کی طرف سے ہے اور آپ کا خواب وحی ہوتی ہے اور نماز کے وقت بیدار نہ ہونے میں رب کی لاکھوں حکمتیں ہیں- آپ ﷺ کی نیند تمام عالم کی بیداریوں سے کروڑوں گنا افضل ہے-خیال رہے نبی کی نینداور بیداری میں کوئی فرق نہیں -حضور ﷺ نماز کے لئے تیزی سے تشریف لائے کیونکہ وقت تنگ تھا-معلوم ہوا ایسے موقع پر نماز کے لئے بھاگ کر آنا جائز ہے-ہاں رکوع پانے کے لئے بھاگنا منع ہے-نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ تنگ وقت میں فجر کی نماز میں بھی قرأت مختصر کرنی چاہئے-صحابہ کا خیال بالکل درست تھا کہ حضور ﷺ کو غفلت نماز سے نہیں روکتی- بلکہ رب کی طرف توجہ روکتی ہے-

فرمان عالی کہ نماز میں ہی نیند آ گئی کا مطلب ہے کہ ہم نمازِ تہجد ختم کر کے سو گئے

Marfat.com

خیال رہے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں حضور ﷺ کو نام لے کر کہیں نہیں پکارا - ہر جگہ القاب ہی سے پکارا گیا تا کہ قرآن پڑھنے والے اس طرح پکارنے کی جرأت نہ کریں - اور یہاں راز و نیاز کا موقع تھا - رب نے اظہارِ کرم کے لئے نام سے پکارا - ہاتھ اور پوروں کے وہ معنی ہیں جو رب کی شان کے لائق ہیں - یعنی رحمت قدرت اور توجہ - کہا جاتا ہے کہ فلاں کام میں حکومت کا ہاتھ ہے یعنی اس کی توجہ ہے - اور ٹھنڈک پانے کا مطلب ہے کہ رحمتِ الٰہی کا اثر دل پر پہنچا -

فرمایا علوی اور سفلی عالمِ غیب و شہادت کا ہر ذرہ مجھ پر صرف ظاہر ہی نہ ہوا بلکہ میں نے ہر ایک کو الگ الگ پہچان لیا - علم اور معرفت میں بڑا فرق ہے مجمع پر نظر ڈال کر جان لینا کہ یہاں دو لاکھ آدمی بیٹھے ہیں - یہ علم ہے اور ان میں سے ہر ایک کے سارے حالات و کیفیات معلوم کر لینا معرفت ہے -

حدیث پاک سے چار چیزیں معلوم ہوئیں -

۱- حضور ﷺ کا علم کلی سارے عالم کو گھیرے ہوئے ہے -

۲- حضور ﷺ کا یہ علم کسبی نہیں بلکہ لدنی ہے -

۳- آپ ﷺ کا علم و ہدایت قرآن پر موقوف نہیں بلکہ نزول قرآن سے پہلے ہی عالم و عامل تھے -

۴- تجلی اور ہے بیان کچھ اور ہے - یہاں حضور ﷺ کو ہر چیز دکھائی گئی یعنی مشاہدہ کرایا گیا ہے - قرآن میں ہر چیز بتائی گئی اسی لئے یہاں تجلی ارشاد ہوا -

Marfat.com

وہاں فرمایا گیا کہ "تِبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ" (ہر ایک چیز بتادی گئی ہے)

اللہ تعالیٰ کا پہلی بار سوال حضور ﷺ کو علم لینے پر آمادہ کرنے کے لئے تھا۔ اور دوسری بار کا پوچھنا آپ ﷺ کو سکھا کر امتحان لینے کے لئے تھا۔ تا کہ معلوم ہو کہ محبوب سیکھ کر بھول نہ گئے ہوں۔ سکھانے والا بھی کامل اور سیکھنے والے بھی کامل ۔ خیال رہے کہ بڑے شاگرد کو بڑے استاد ہی پڑھایا کرتے ہیں۔

مشی الاقدام :- معلوم ہوا کہ مسجد کو پیدل جانا بہتر ہے اور یوں تو وضو ہمیشہ ہی پورا کرنا چاہئے مگر سردیوں میں خصوصاً جبکہ پانی بھی ٹھنڈا ہو۔ صحیح وضو کرنا بہت ثواب ہے۔ **واطعام الطعام** بعض بزرگوں کے آستانوں پر جو لنگر جاری ہوتے ہیں۔ جہاں سے ہمیشہ لوگوں کو کھانا ملتا ہے اس کی اصل یہ حدیث ہے۔ مسلمانوں سے نرم کلام اور کفار ومنافقین سے سخت کلام کرنا ثواب ہے۔

(مرأت)

شرف مرد بجود است و کرامت بسجود
ہر کے ایں ہر دو ندارد عدمش بہ ز وجود

ترجمہ آدمی کی شرافت سخاوت سے اور فضیلت سجدے سے ہے۔ جس میں یہ دونوں نہ ہوں اس کا نہ ہونا ہونے سے بہتر ہے۔

☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

حدیث نمبر :- ۶

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میری قبر کو سجدہ گاہ نہ بنانا

عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِیْ وَثَنًا يُعْبَدُ اِشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰى قَوْمٍ اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَاءِهِمْ مَسَاجِدَ ☆

رَوَاهُ مَالِكٌ مُرْسَلًا

(مشکوٰۃ باب المساجد)

ترجمہ :- حضرت عطاءؓ ابن یسار روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یاالٰہی میری قبر کو بُت نہ بنانا- جس کی عبادت کی جائے- اس قوم پر سخت غضب ہوا جنہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا- (مالک ارسالاً)

تشریح :- حدیث پاک کے راوی عطاء ابن یسارؒ مشہور تابعی ہیں- حضرت ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام ہیں- 84 سال عمر پائی اور 94ھ میں وفات پائی-

سبحان اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا ایسی قبول ہوئی کہ ہر سال لاکھوں افراد زیارت کے لئے جاتے ہیں مگر نہ کوئی قبرِ انور کو سجدہ کرتا ہے نہ کوئی اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتا ہے- حالانکہ ان افراد میں جہلاء بھی ہوتے ہیں- یہ سب اس دعا کا اثر ہے- یہود و نصاریٰ

Marfat.com

نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام وغیرہ کے ایک دو معجزے سن کر انہیں خدا یا خدا کا بیٹا کہہ دیا۔ اور ان کی عبادت کرنے لگے۔ مگر مسلمان ہزاروں معجزات سن کر بلکہ آنکھوں سے دیکھ کر بھی نہ حضور ﷺ کو خدا کہتے ہیں نہ خدا کا بیٹا۔ جاہل مسلمانوں کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ آپ ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ یہ سب حضور ﷺ کی اس دعا ہی کی برکت ہے۔

لطیفہ :۔ بعض لوگ اس حدیث کے تحت یہ کہتے ہیں کہ قبروں کی تعظیم کرنا۔ ہر سال جمع ہو کر وہاں زیارت اور چراغاں کرنا سب شرک ہے۔ کیونکہ اس طرح قبر پرستی ہے کہ قبر کو بُت بنا لیا گیا۔ مگر یہ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ سارے کام چودہ سو برس سے حضور ﷺ کی قبر انور پر ہو رہے ہیں۔ ہر سال زائرین کی بھیڑ ہوتی ہے۔ ہاتھ باندھ کر سر جھکا کر سلام پڑھا جاتا ہے۔ رات کو ایمان افروز روشنی ہوتی ہے۔ سارے علماء وصلحاء اور اولیاء یہ کام کرتے ہیں۔ فقہاء فرماتے ہیں کہ روضہ انور پر سلام کرنا اور اس طرح ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا جیسے نماز میں کھڑا ہوتا ہے۔ اگر ان میں سے کوئی کام شرک ہوتا تو حضور ﷺ کے روضۂ انور پر ہرگز نہ ہوتا۔ کیونکہ حضور ﷺ کی یہ دعا قبول ہو چکی ہے۔ لہٰذا یہ حدیث جوازِ عرس کے متعلق اہلِ سنت کی قوی دلیل ہے۔ حدیث پاک کو سمجھنے کے لئے بھی علم و عقل اور عشق کی ضرورت ہے۔

پہلی قوموں نے اس طرح کیا کہ انبیاء کی قبروں کی عبادت کرنے لگے یا انکی طرف منہ کر کے نمازیں پڑھنے لگے۔ پہلا کام شرک اور دوسرا حرام ہے۔ خیال رہے کہ اگر اتفاقاً مسجد میں قبر ہو تو نمازی اور قبر کے درمیان پوری آڑ ہونا چاہئے۔ جیسے مسجد نبوی

Marfat.com

شریف علیہ ﷺ میں روضۂ اطہر ہے۔۔جس کے چاروں طرف نمازیں ہوتی ہیں۔مگر قبرِ انور کے چوطرفہ دیواروں کی آڑیں ہیں۔ (مرأت)

☆☆☆☆☆☆

حدیث نمبر :- ۷

قرآن کے بدلے اُجرت لینا

عَنْ بُرَیْدَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ یَتَاَکَّلُ بِہِ النَّاسَ جَآءَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَ وَجْھُہٗ عَظْمٌ لَیْسَ عَلَیْہِ لَحْمٌ ☆

رَوَاہُ الْبَیْھَقِیُّ فِی شُعَبِ الْاِیْمَان

(مشکوٰۃ باب متفرق تلاوت)

ترجمہ :- حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قرآن پڑھے اور اس کے ذریعہ لوگوں سے کھائے وہ قیامت کے دِن ایسے آئے گا کہ اس کے منہ میں ہڈیاں ہوں گی۔۔گوشت نہ ہوگا۔

Marfat.com

(بیہقی شعب الایمان)

تشریح :- اس زمانہ میں یہ بات سامنے آ رہی ہے کہ بعض بھکاری مسجدوں میں بلکہ گلی کوچوں میں تلاوت کرتے پھرتے ہیں اور ہاتھ پھیلایاہوا ہوتا ہے - یہ حرام ہے- کیونکہ اس میں قرآنِ کریم کی توہین ہے-

یہ بات ذہن میں رکھی جائے کہ حفاظ کرام سے ختمِ قرآن شریف پڑھا کران کی خدمت دعوت بھی کی جاتی ہے اور کچھ نقدی بھی ی جاتی ہے یا علماء سے جلسوں میں وعظ کرا کر کرایہ یا نذرانہ یا جاتا ہے- یہ سب صورتیں اس حکم سے خارج ہیں- کیونکہ اس صورت میں ختمِ قرآن کریم اور وعظ فی سبیل اللہ ہے- اوران کی خدمت بھی فی سبیل اللہ ہے- جس طرح ینی مدارس کے اساتذہ کی تنخواہیں یا خلفائے اسلامیہ کی تنخواہیں- دَم تعویذ کی اجرت بھی اس حکم سے خارج ہے- کیونکہ یہ اجرت علاج کی ہے نہ کہ تلاوت قرآن پاک کی خلفائے راشدین نے خلافت پر تنخواہ لی اور صحابہ کرام نے سورۃ فاتحہ پڑھ کر مار گزیدہ پر دَم کیا اور اجرت میں تیس (۳۰) بکریاں لیں جن کا گوشت حضور ﷺ نے بھی ملاحظہ فرمایا-

حدیث پاک کا مطلب یہ ہے کہ کوئی بھکاری چند لقمے حاصل کرنے کے لئے کسی کے دروازے پر بجائے صدا دینے کے قرآن کریم پڑھے تا کہ اسے لوگ کچھ دے دیں- فرمایا ایسے لوگوں کے چہروں پر ذلت وخواری چھائی ہوگی- جیسے آج بھی بعض لوگوں کو یکھنے سے ہی معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ فقیر بھکاری ہے- خیال رہے کہ امتِ محمدیہ کے چھپے عیب اللہ تعالیٰ بھی چھپائے گا- شانِ ستاری کی جلوہ گری ہوگی مگر جو عیب خود ان لوگوں نے ہی علانیہ

Marfat.com

کئے ہوں وہ قباحت میں بھی علانیہ طور پر ظاہر ہوں گے- لہٰذا یہ اعتراض نہیں ہوسکتا کہ یہ بھکاری بھی تو امتِ مصطفویؐ میں سے تھا- پھر اس کا عیب کیوں ظاہر کیا جائے گا- کیونکہ یہ فقیر اظہار تو خود ہی کر چکا ہے -اللہ تعالیٰ تو کسی کا پردہ فاش نہ کرے گا-

احمد وترمذی میں ہے کہ حضرت عمرانؓ بن حصین ایک قصہ خواں پر گزرے جو قرآن پڑھتا اور لوگوں سے مانگتا تھا- آپ نے انا للہ پڑھی- قصہ خواں وہ پیشہ ور واعظ ہے جو اپنی تقریر میں احکام شرعیہ بیان نہ کرے- صرف اشعار ' قصے اور کہانیاں سنا کر لوگوں کو خوش کرنے کی کوشش کرے- اگرچہ قرآن ہی کے قصے سنائے- مگر احکام سے خالی جیسا کہ آج کل بے علم واعظین کرتے ہیں- اصل واعظ تو نصیحت کرنے والا ہوتا ہے- یہ بے علم لوگ نصیحت نہیں کرتے صرف پیسے مانگتے ہیں -حاجتمند کسی کو نصیحت نہیں کرسکتا-

حضرت عمرانؓ بن حصینؓ کو اس گناہ و بدعت وعلامتِ قیامت کو دیکھ کر سخت صدمہ ہوا اور اظہارِ رنج کے لئے آپ نے انا للہ پڑھی- (مرأت)

☆☆☆☆☆☆

حدیث نمبر :- ۸

دعا کی فضیلت وشان

عَنْ اِبْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ

Marfat.com

عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ مَنۡ فُتِحَ لَهٗ مِنۡكُمۡ بَابُ الدُّعَاءِ فُتِحَتۡ لَهٗ اَبۡوَابُ الرَّحۡمَةِ وَ مَا سُئِلَ اللّٰهُ شَيۡئًا يَعۡنِىۡ اَحَبَّ اِلَيۡهِ مِنۡ اَنۡ يُّسۡئَالَ الۡعَافِيَةَ ☆

رَوَاهُ التِّرۡمِذِيُّ (مشکوٰۃ کتاب الدعوات)

ترجمہ :- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے - فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے جس کے لئے دعا کا دروازہ کھولا جائے تو اس کے لئے رحمت کے دروازے کھول دیئے جائیں گے - عافیت سے بڑھ کر کوئی کیسی چیز اللہ سے نہ مانگی گئی جو اسے زیادہ پیاری ہو- (ترمذی)

تشریح :- جس شخص کو ہر وقت ہر حال میں دعائیں مانگنے کی توفیق ملے تو یہ اس کی علامت ہے کہ اس کے لئے رب تعالیٰ نے رحمت کے دروازے کھول دیئے ہیں - اس میں اشارتاً فرمایا گیا کہ دعا کی طرف دل کا راغب ہونا پھر دعا کے لئے اچھے الفاظ مل جانا رب تعالیٰ ہی کے کرم سے ہے - جب وہ کچھ دینا چاہتا ہے تو ہمیں مانگنے کی توفیق بخشتا ہے -

؎ میری طلب بھی تمہارے کرم کا صدقہ ہے
قدم یہ اٹھتے نہیں ہیں ' اٹھائے جاتے ہیں

(مرآت)

لمعات نے فرمایا کہ عافیت کے معنی سلامتی کے ہیں - یہاں کامل سلامتی مراد ہے -

Marfat.com

یعنی زندگی، موت، قبر اور حشر کی تمام ظاہری و باطنی، چھوٹی و بڑی آفتوں سے سلامتی و حفاظت - یہی دعا جامع دعا ہے-

صاحبِ مرقات فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مصیبتیں پیدا ہی اس لئے کی ہیں تا کہ بندہ ان سے سلامتی کی دعائیں مانگے- صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ عافیت اسی میں ہے جس میں رب راضی ہے-لہٰذا حضور انور ﷺ کا خیبر میں زہر کھالینا، حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کا مصلاءِ مصطفٰے پر خنجر کھا کر شہید ہونا، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا قرآن پاک پڑھتے ہوئے ذبح ہو جانا، حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا بے آب ودانہ مثلِ پروانہ، شمع مصطفویؐ پر نثار ہو جانا عافیت ہی تھا- لہٰذا رب تعالیٰ سے وہ عافیت مانگو جو اس کے علم میں ہمارے لئے عافیت ہے- نہ وہ جو ہمارے علم میں ہمارے لئے عافیت ہو- حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے کوئی بہترین دعا سکھایئے- فرمایا چچا جان ! اللہ تعالیٰ سے دین ودنیا کی عافیت مانگو- (مرأت)

صرف مصیبت کے وقت دعا مانگنا اور آرام میں خدا سے غافل ہو جانا خودغرضی ہے اور ہر وقت دعا مانگنا عبدیت ہے- اللہ تعالیٰ کو خودغرضی ناپسند ہے اور عبدیت پسند ہے-

امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ جیسے ڈھال ہتھیار کا وار روک لیتی ہے اور پانی پیاس بجھا دیتا ہے ایسے ہی دعا آئی ہوئی بلا کا وار روک لیتی ہے -اور لگی آگ بجھا دیتی ہے-

(مرأت)

Marfat.com

رب تعالیٰ کی بارگاہ عجیب بارگاہِ بے نیاز ہے- دوسرے سخی مانگنے والوں سے گھبرا جاتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ وہ کریم ہے کہ مانگنے والوں سے خوش ہوتا ہے- ہر دل کے ساتھ اس کا نیا راز ہے اور اس کے دروازے پر بھکاری کا نیا ناز و انداز -

اے ترا با ہر دل رازے دگر
ہر گدا را بر درت نازے دگر

ترجمہ :- تیرے ساتھ ہر بندے کا ایک اپنا راز ہے
ہر گدا کا تیرے ساتھ فخر سے سر اونچا ہے

☆☆☆☆☆☆

حدیث نمبر :- ۹

تین آدمیوں کی دعا رد نہیں ہوتی

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَةٌ لَا تُرَدُّ دَعْوَتُهُمُ الصَّائِمُ حِیْنَ یُفْطِرُ وَالْاِمَامُ الْعَادِلُ وَ دَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ یَرْفَعُهَا اللّٰهُ فَوْقَ الْغَمَامِ وَ تُفْتَحُ لَهَا اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَ یَقُوْلُ الرَّبُّ وَ عِزَّتِیْ لَاَ نْصُرَنَّکَ وَلَوْ بَعْدَ حِیْنٍ ☆

Marfat.com

(رَوَاہُ التِرمَذِیّ) (مشکوٰۃ کتاب الدعوات)

ترجمہ :- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے - فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تین آدمیوں کی دعا رد نہیں ہوتی - پہلا روزہ دار جبکہ روزہ افطار کر رہا ہو - دوسرا انصاف کرنے والے حاکم اور مظلوم کی دعا تو اللہ تعالیٰ بادلوں کے اوپر اٹھا لیتا ہے - اور اس کے لئے آسمان کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں - اور رب تعالیٰ فرماتا ہے مجھے اپنی عزت کی قسم میں تیری ضرور مدد کروں گا - اگرچہ کچھ دیر بعد ہی سہی - (ترمذی)

تشریح :- حدیث پاک میں تین آدمیوں سے مراد تین مسلمان ہیں خواہ مرد ہوں یا عورتیں - اس میں کفار داخل نہیں ہیں - دعا رد نہ ہونے کا مطلب ہے کہ یا تو مانگی چیز مل جانا یا مصیبت ٹل جانا یا درجات بلند ہونا -

افطاری کے وقت کی دعا قبول ہونا کیونکہ یہ عبادت سے فراغت کا وقت ہے اور عبادت کے بعد مانگی ہوئی دعائیں قبول ہوتی ہیں - اسی لئے نماز، حج، زکوٰۃ سے فراغت پر دعائیں کرنا چاہئیں - معلوم ہوا بعد نمازِ جنازہ بھی دعا مانگی جائے کیونکہ وہ بھی رب کی عبادت ہے اور عبادت کے بعد دعا قبول ہوتی ہے -

عادل حاکم کے متعلق صاحب مرقات فرماتے ہیں کہ مسلمان حاکم کا ایک گھڑی عدل و انصاف کرنا ساٹھ برس کی عبادت سے افضل ہے - کیونکہ اس عدل

Marfat.com

سے خلقِ خدا کا نظام قائم ہے۔

صاحب مرقات فرماتے ہیں کہ مظلوم جانور بلکہ مظلوم کافر و فاسق کی بھی دعا قبول ہوتی ہے۔ اگر چہ مسلمان مظلوم کی دعا زیادہ قبول ہوتی ہے۔ کیونکہ مظلوم پریشان و بے قرار ہوتا ہے اور بے قرار کی دعا عرش پر قرار کرتی ہے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے ''اَمَّنۡ یُّجِیۡبُ الۡمُضۡطَرَّ اِذَا دَعَاہُ'' کوئی ہے جو اپنی دعا میں بے قرار ہو۔

دعا کو بادلوں پر اٹھانا اس کے لئے آسمان کے دروازے کھولے جانے کا مطلب ہے۔ بہت جلد سننا اور اس دعا کی عزت افزائی اور اہمیت کا اظہار فرماتا ہے حین عربی میں مطلقاً وقت کو کہتے ہیں۔ مگر اکثر کم سے کم چھ ماہ اور زیادہ سے زیادہ چالیس سال پر بولتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ میں حلیم ہوں لہٰذا ظالم کو جلدی نہیں پکڑتا اسے توبہ اور مظلوم سے معافی مانگنے کا وقت دیتا ہوں۔ اگر وہ اس مہلت سے فائدہ نہ اٹھائے تو پکڑتا ہوں۔

ایک دوسری حدیث پاک میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تین دعائیں بلاشبہ مقبول ہیں۔ باپ کی دعا ' مسافر کی دعا اور مظلوم کی دعا ۔

(ترمذی 'ابوداؤد ابن ماجہ)

پچھلی حدیث میں دعا کرنے والوں کا ذکر تھا اور یہاں تین دعاؤں کا تذکرہ ہے۔ یعنی یہ تین دعائیں بذاتِ خود قابلِ قبول ہیں اور اپنے فاعلوں کی

marfat.com
Marfat.com

برکت سے لائق قبول- اسی لئے وہاں عدل اور روزے کا ذکر فرمایا جس میں فاعل بے تکلف مشقت اٹھاتا ہے- یہاں مسافر اور باپ کا ذکر ہے جس میں تکلف و مشقت نہیں- (مرأت)

اولاد کے حق میں باپ کی دعا قبول ہے اور بد دعا بھی- مگر چونکہ باپ اکثر دعائیں ہی دیتا ہے اسی لئے دعا کا ذکر ہوا- والد سے مراد ماں باپ دونوں ہیں اور دادا بھی اسی میں داخل ہے کہ بالواسطہ وہ بھی والد ہے- ماں کی دعا زیادہ قبول ہوتی ہے- اسی طرح مسافر کی بحالتِ سفر تمام ہی دعائیں قبول ہیں- مگر اپنے محسن کے لئے دعا اور اپنے ستانے والے پر بد دعا بہت قبول ہے- (مرقات)

اسی طرح مظلوم کی بد دعا قبول مگر ستانے والے کے لئے بد دعا اور مدد کرنے والے یا بچانے والے کے لئے دعا بہت قبول ہے- (مرأت)

حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہر شخص اپنے رب سے اپنی ساری حاجتیں مانگے حتیٰ کہ جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو وہ بھی رب سے مانگے- یہ نہ سوچو کہ اتنے بڑے آستانہ سے بڑی حاجت ہی مانگوں بلکہ ہر حاجت اسی سے مانگو- چھوٹی حاجت کے لئے بھی وہی دروازہ ہے- غلام آقا سے ہی ہر چیز مانگا کرتے ہیں- موسیٰ علیہ السلام نے مدین پہنچ کر رب سے روٹی کا ٹکڑا مانگا-

"رَبِّ اِنِّیْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ"

لیکن شرط یہ ہے کہ دعا مانگتے وقت دل غافل نہ ہو کہ زبان پر تو دعا کے الفاظ

marfat.com
Marfat.com

جاری ہوں اور دل میں خیالات کی بھرمار ہو۔ دعا مؤثر وہی ہوتی ہے کہ جو خشوع و خضوع تامہ کے ساتھ ہو۔

مولانا فرماتے ہیں ۔

بر زباں تسبیح و در دِل گاؤ خر
ایں چنیں تسبیح کے دارد اثر

ترجمہ :۔ زبان پر تسبیح ہو دل میں گاؤخر ہو تو ایسی تسبیح و دعا کیسے اثر کرے۔

☆☆☆☆☆☆☆

حدیث نمبر :- ۱۰

ولی کی عداوت پر اللہ کا اعلان جنگ

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قَالَ مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُہٗ بِالْحَرْبِ وَمَا تَقَرَّبَ اِلَیَّ عَبْدِیْ بِشَیْءٍ اَحَبَّ اِلَیَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَیْہِ وَمَا یَزَالُ عَبْدِیْ

marfat.com
Marfat.com

يَتَقَرَّبُ اِلَىَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰى اُحِبَّهٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُهٗ
فَكُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِىْ يَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِىْ
يُبْصِرُبِهٖ وَيَدَهُ الَّتِىْ يَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِىْ
يَمْشِىْ بِهَا وَاِنْ سَاَلَنِىْ لَاُعْطِيَنَّهٗ وَلَئِنْ اِسْتَعَاذَا
نِىْ لَاُعِيْذَنَّهٗ وَمَا تَرَدَّدْتُّ عَنْ شَىْءٍ اَنَا فَاعِلُهٗ
تَرَدُّدِىْ عَنْ نَفْسِ الْمُؤْمِنِ يَكْرَهُ الْمَوْتَ وَاَنَا اَكْرَهُ
مَسَاءَتَهٗ وَلَا بُدَّلَهٗ مِنْهُ ☆ رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ

(مشکوٰۃ باب ذکر اللہ وتقرب الیہ)

ترجمہ :- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو میرے کسی ولی سے عداوت رکھے میں اسے اعلانِ جنگ دیتا ہوں اور میرے کسی بندے کا بمقابلہ فرض عبادتوں کے دوسرے ذریعہ سے مجھ سے قریب ہونا مجھے زیادہ پسند نہیں- اور میرا بندہ نوافل کے ذریعہ سے قریب ہوتا رہتا ہے -حتیٰ کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں- پھر جب اس سے محبت کرتا ہوں تو میں اس کے کان ہو جاتا ہوں- جن سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھیں ہو جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے- اور اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے- اور اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے- اگر وہ مجھ

marfat.com
Marfat.com

سے مانگتا ہے تو اسے دیتا ہوں اور اگر میری پناہ لیتا ہے تو اسے پناہ دیتا ہوں - اور جو مجھے کرنا ہوتا ہے اس میں کبھی تردّد نہیں کرتا - جیسے کہ میں اس مومن کی جان نکالنے میں توقف کرتا ہوں جو موت سے گھبراتا ہے اور میں اسے ناخوش کرنا پسند نہیں کرتا - ادھر موت بھی اس کے لئے ضروری ہے- (بخاری)

تشریح :- ولی اللہ وہ بندہ ہے جس کا اللہ تعالیٰ والی وارث ہو گیا کہ اسے ایک آن کے لئے بھی اس کے نفس کے حوالے نہیں کرتا - بلکہ خود اس سے نیک کام لیتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "وَھُوَ یَتَوَلّیَ الصَّالِحِیْن" اور وہ بندہ ہے جو خود اللہ تعالیٰ کی عبادت کا متولی ہو جائے - پہلی قسم کے ولی کا نام مجذوب یا مراد ہے اور دوسرے کا نام سالک یا مرید ہے - وہاں ہر مراد مرید ہے اور ہر مرید مراد - فرق صرف ابتداء میں ہے یہ مقام قال سے وراء ہے حال سے معلوم ہو سکتا ہے- فرمایا جو میرے ایک ولی کا دشمن ہے وہ مجھ سے جنگ کرنے کو تیار ہو جائے 'خدا کی پناہ 'یہ کلمہ انتہائی غضب کا ہے صرف دو گناہوں پر بندے کو اللہ کی صرف سے اعلانِ جنگ دیا گیا ہے ایک سُود خور اور دوسرا دشمنِ اولیاء - رب فرماتا ہے-

"فَأْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ"

اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے اس کو جنگ کا حکم دے دو-

علماء فرماتے ہیں کہ ولی کا دشمن کافر ہے اور اس کے کفر پر مرنے کا اندیشہ ہے- (مرقات)

Marfat.com

خیال رہے کہ ایک ہے اللہ کے ولی سے اس لئے عداوت اور دشمنی کہ وہ ولی اللہ ہے -تو یہ کفر ہے اور ایک ہے کسی ولی سے اختلافِ رائے یہ نہ کفر ہے نہ فسق -لہٰذا اس حدیث کی بناء پر یوسف علیہ السلام کے بھائی اور وہ صحابہ جن کی آپس میں لڑائیاں رہیں ُان کو برانہیں کہا جا سکتا اسی لئے یہاں عَـادٰلِیْ فرمایا خَالِف نہ فرمایا اور لِیْ وَلِیًّا فرمایا وَلِیَ اللّٰہ نہ فرمایا-

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھ تک پہنچنے کے ذریعے تو بہت ہیں مگر ان تمام ذرائع سے زیادہ محبوب ذریعہ ادائے فرض ہے- اسی لئے صوفیاء فرماتے ہیں کہ فرائض کے بغیر نوافل قبول نہیں ہوتے -افسوس ہے ان لوگوں پر جو فرض عبادات میں سستی کریں اور نوافل پر زور دیں- اور ہزار افسوس ان پر جو بھنگ ُچرس کو خدا رسی کا ذریعہ سمجھیں اور نماز روزے کے قریب نہ جائیں-

فرمایا بندۂ مسلمان فرض عبادات کے ساتھ نوافل بھی ادا کرتا رہتا ہے-حتیٰ کہ وہ میرا پیارا ہو جاتا ہے- کیونکہ وہ فرائض ونوافل کا جامع ہوتا ہے- (مرأت)

اس کا مطلب یہ نہیں کہ فرائض چھوڑ کر نوافل ادا کرے -اور محبت سے مراد کامل محبت ہے- حدیث پاک کا یہ مطلب نہیں کہ خداوندِ قدوس ولی میں حلول کر جاتا ہے- جیسے کوئلہ میں آگ یا پھول میں رنگ وبُو- خدا حلول سے پاک ہے اور یہ عقیدہ کفر ہے- بلکہ اس کے چند مطالب ہیں -

یہ کہ ولی اللہ کے یہ اعضاء گناہ کے لائق نہیں رہتے- ہمیشہ ان سے نیک کام

Marfat.com

ہی سرزد ہوتے ہیں - اس پر عبادات آسان ہوتی ہیں - گویا ساری عبادتیں اس سے میں کرا رہا ہوں -

یہ کہ پھر وہ بندہ ان اعضاء کو دنیا کے لئے استعمال نہیں کرتا صرف میرے لئے استعمال کرتا ہے - ہر چیز میں مجھے دیکھتا ہے - ہر آواز میں میری آواز سنتا ہے -

یہ کہ وہ بندہ فنافی اللہ ہو جاتا ہے - جس سے خدائی طاقتیں اس کے اعضاء میں کام کرتی ہیں اور وہ ایسے کام کر لیتا ہے جو عقل سے وراء ہیں - حضرت یعقوب علیہ السلام نے کنعان میں بیٹھے ہوئے مصر سے چلی ہوئی قمیصِ یوسفؑ کی خوشبو سونگھ لی - حضرت سلیمان علیہ السلام نے تین میل کے فاصلہ سے چیونٹی کی آواز سُن لی - حضرت آصف برخیا نے پلک جھپکنے سے پہلے یمن سے تختِ بلقیس لا کر شام میں حاضر کر دیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ سے خطبہ پڑھتے ہوئے نہاوند تک اپنی آواز پہنچا دی -

حضور ﷺ نے قیامت تک کے واقعات بچشمِ خود ملاحظہ فرما لئے - یہ سب اسی طاقت کے کرشمے ہیں آج ہم تار 'وائرلیس 'ٹی وی 'ڈِش اور کیبل جیسے عجیب کرشمے دکھا رہے ہیں تو نُور کی طاقت کا کیا پوچھنا - اس حدیث سے وہ لوگ عبرت پکڑیں جو طاقتِ اولیاء کے منکر ہیں - بعض صوفیاء جوش میں سُبۡحَانِیۡ مَا اعظم شانی (سبحان اللہ میرا کتنا بڑا شان ہے) کہہ گئے - بعض نے کہا مَا فِیۡ جُبَّتِیۡ اِلاَّ اللّٰه (میرے اندر اللہ کے بغیر کچھ نہیں) یہ سب اسی فنا کے آثار

Marfat.com

تھے۔

مولاناؒ فرماتے ہیں۔

؎ چوں روا باشد انا اللہ از درخت

کے روا نہ بود کہ گوید نیک بخت

ترجمہ :- جب ایک درخت سے اَنَـا اللّٰہ کی آواز آ سکتی ہے تو کسی نیک بخت ولی سے یہ کیسے ممکن نہیں ہے ؟

فرمایا وہ بندہ مقبول الدعا بن جاتا ہے کہ مجھ سے خیر مانگے یا شر سے پناہ۔ میں اس کی ضرور سنتا ہوں۔ معلوم ہوا کہ اولیاء کرام ' اللہ تعالیٰ کی پناہ میں رہتے ہیں۔ تو جو شخص ان سے دعا کرائے اس کی قبول ہوگی اور جو اُن کی پناہ میں آئے ' وہ رب کی پناہ میں آ جائے گا۔ مولانا جامیؔ فرماتے ہیں۔

؎ یا رسول اللہ بسُوئے تو پناہ آوردہ ام

ہمچو کاہے عاجزم کوہے گناہ آوردہ ام

ترجمہ :- یارسول اللہ ﷺ میں آپ کی پناہ میں آتا ہوں کیونکہ میں ایک تنکے کی مثل عاجز ہوں اور گناہوں کے پہاڑ لایا ہوں۔

فرمایا وَمَا تَرَدَّدْتُّ (میں کبھی تردّد نہیں کرتا) سبحان اللہ حدیث پاک کا کیا ناز و انداز والا کلام ہے یعنی میں رب ہوں اور اپنے کسی فیصلہ میں نہ تو توقف

Marfat.com

کرتا ہوں نہ تامّل ' جو چاہوں حکم کروں - مگر ایک موقعہ پر ہم توقف و تامّل فرماتے ہیں وہ یہ کہ کسی ولی کا وقتِ موت آ جائے اور وہ ولی ابھی مرنا نہ چاہتا ہو تو ہم اسے فوراً نہیں مار دیتے بلکہ اسے اولاً موت کی طرف مائل کر دیتے ہیں - جنت اور وہاں کی نعمتیں اسے دکھا دیتے ہیں اور بیماریاں ' پریشانیاں اس پر نازل کر دیتے ہیں - جس سے اس کا دل دنیا سے متنفر ہو جاتا ہے - اور آخرت کا مشتاق پھر وہ خود آنا چاہتا ہے اور خوش خوش ہنستا ہوا ہمارے پاس آتا ہے - یہاں تردّد کے معنی حیرانی و پریشانی نہیں کہ وہ بے علمی سے ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ بے علمی سے پاک ہے موسیٰ علیہ السلام کی وفات کا واقعہ اس حدیث کی تفسیر ہے - حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ انبیائے کرام کو موت و زندگی کا اختیار دیا جاتا ہے وہ حضرات اپنے اختیار سے خوشی خوشی موت قبول کرتے ہیں اور یار خنداں روّ بجانبِ یار کا ظہور ہوتا ہے -

ڈاکٹر اقبالؒ فرماتے ہیں -

نشانِ مردِ مومن با تو گویم چو مرگ آید تبسّم برلبِ اوست

ترجمہ :- مردِ مومن کی نشانی یہ ہے کہ جب وہ مرتا ہے تو تبسّم اس کے لبوں پر ہوتا ہے -

الغرض ہماری موت تو چھوٹنے کا دن ہے اور انبیاء و اولیاء کی وفات پیاروں سے ملنے کا دن - اسی لئے ان کی موت کے دن کو عرس یعنی شادی (خوشی) کا دن کہا جاتا ہے - اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے ارادہ مشیّت '

Marfat.com

رضا کراہت میں بہت فرق ہے۔ بعض چیزیں اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں مگران کا ارادہ ہے۔بعض چیزیں پسند ہیں مگران کا ارادہ نہیں۔ (مرأت)

مثنوی میں مولانا فرماتے ہیں کہ جب حضرت بلالؓ کی موت قریب آئی تو اہل وعیال گھبرائے اور جزع وفزع کرنے لگے کہ آپؓ ہم سے جدا ہو چلے ہیں یہاں تو آپ کے دم قدم سے رونق و بہار تھی وہاں کیا ہوگا۔ تو حضرت بلالؓ نے فرمایا۔

گفت نے نے بلکہ اِمشب جانِ من
برسد خوشی از غریبی در وطن

ترجمہ :- فرمایانہیں نہیں تم غلط کہتے ہو آج رات تو خوش وخرم میں اپنے وطن جارہا ہوں۔

شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں۔

عروسی بود نوبتِ ماتمت
اگر نیک روزے شود خاتمت

ترجمہ :- اگر تیرا خاتمہ ایمان پر ہوا تو تیری موت کے وقت شادی کا سماں ہوگا۔ عروسی شادی کی پہلی رات کو کہتے ہیں اسی سے عرس بنا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

حدیث نمبر :- ۱۱

اسم اعظم کی ساتھ دعا مانگی جائے

عَنْ بُرَيْدَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعَ رَجُلًا يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ بِاَنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِيْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ فَقَالَ دَعَى اللّٰهَ بِاسْمِهِ الْاَعْظَمِ الَّذِيْ اِذَا سُئِلَ بِهٖ اَعْطٰى وَاِذْ دُعِيَ بِهٖ اَجَابَ ☆ رَوَاهُ التِّرْمَذِيُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ

(مشکوٰۃ کتاب اسماء اللہ تعالیٰ)

ترجمہ :- حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو یہ کہتے سنا کہ الٰہی میں تجھ سے مانگتا ہوں اس لئے کہ تو معبود ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو ایک ہے 'لائق بھروسہ ہے -جس نے نہ جنا اور نہ ہی خود جنا گیا- اور نہ ہی کوئی اس کا ہمسر ہے -تو حضور ﷺ نے فرمایا اس نے اللہ کے اسم اعظم کے ساتھ دعا کی ہے- جب اسم اعظم سے مانگا جائے تو دیتا ہے اور جب اس نام سے

Marfat.com

دعا کی جائے تو قبول کرتا ہے۔ (ترمذی ' ابوداؤد)

تشریح :- مانگنے والے نے کہا مولا تیرے ناموں کے توسّل ' وسیلہ سے تجھ سے دعا مانگ رہا ہوں - ان ناموں کے صدقے سے میری سن لے۔ یہ دعا مانگنے والے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ تھے۔ معلوم ہوا کہ وسیلہ کے ساتھ دعا کرنا بہتر ہے۔ وسیلہ خواہ اسمائے الٰہیہ کا ہو یا اس کے کسی محبوب بندے کا ہو۔

اس حدیث کے تحت بعض علماء نے فرمایا کہ اسم " اَللّٰه " اسم اعظم ہے۔ کیونکہ یہ اسم ذات ہے جو سوائے خدا کے کسی پر بولا نہیں جاتا اور بعض نے فرمایا کہ " لَا اِلٰـهَ اِلَّا اَنْتَ " اسم اعظم ہے۔ بعض کے خیال میں اللہ کے بعض نام بعض کے مقابلہ میں اسم اعظم ہیں جیسے " رحمٰن " بمقابلہ " رحیم " کے اسم اعظم ہے۔

اس حدیث پاک سے مندرجہ ذیل مسائل معلوم ہوئے۔

۱- دعا میں اَللّٰھُمَّ کہنا بہت بہتر ہے کہ اللہ اسم ذات ہے اور میم میں ان تمام ناموں کی طرف اشارہ ہے جن کے شروع میں لفظ میم ہے جیسے ملک ' مالک ' منان وغیرہ۔

۲- دعائے آداب یہ ہیں کہ پہلے حمد الٰہی کرے پھر حضور ﷺ پر درود شریف پڑھے پھر اپنے گناہوں کا اعتراف ' پھر عرضِ حاجات کرے۔

۳- اَللّٰه یا اَللّٰھُمَّ یا لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ ' اسم اعظم ہے

Marfat.com

حدیث پاک کے تحت بعض علماء فرماتے ہیں کہ ''اَللّٰھُمَّ '' اور ''لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ '' میں سے کوئی ایک اسم اعظم ہے۔ بعض نے فرمایا کہ جمعہ کی ساعت قبولیتِ دعا اور شبِ قدر کی طرح اسم اعظم بھی مخفی ہے تاکہ بندے اس کی تلاش میں رہیں اور یہ تلاش بھی عبادت ہے۔

بندہ جب دعا مانگتا ہے تو کہتا ہے مولا میں تیرے سواء کسی سے نہیں مانگتا کہ تو ہی میرا رب ہے۔ میں تیرا ہی بندہ ہوں۔ خیال رہے کہ انبیاء واولیاء سے کچھ مانگنا بالواسطہ رب ہی سے مانگنا ہے۔ جیسا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حضور ﷺ سے جنت مانگی ہے۔ (مرأت)

☆☆☆☆☆

حدیث نمبر :- ۱۲

تسبیح وتحمید کا ثواب عظیم

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَبَّحَ اللّٰهَ مِائَةً بِالْغَدَاةِ وَمِائَةً بِالْعَشِيِّ كَانَ كَمَنْ حَجَّ مِائَةَ

marfat.com
Marfat.com

حَجَّةٍ وَ مَنْ حَمِدَ اللّٰهَ مِائَةً بِالْغَدَاةِ وَ مِائَةً بِالْعَشِيِّ كَانَ كَمَنْ حَمَلَ عَلٰى مِائَةِ فَرَسٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ مَنْ هَلَّلَ اللّٰهَ مِائَةً بِالْغَدَاةِ وَ مِائَةً بِالْعَشِيِّ كَانَ كَمَنْ اَعْتَقَ مِائَةَ رَقَبَةٍ مِنْ وُلْدِ اِسْمٰعِيْلَ وَ مَنْ كَبَّرَ اللّٰهَ مِائَةً بِالْغَدَاةِ وَ مِائَةً بِالْعَشِيِّ لَمْ يَأْتِ فِيْ ذٰلِكَ الْيَوْمِ اَحَدٌ بِاَكْثَرَ مِمَّا اَتٰى بِهٖ اِلَّا مَنْ قَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ اَوْ زَادَ عَلٰى مَا قَالَ ☆ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ (مشکوۃ باب ثواب التسبیح والتحمید)

ترجمہ :- روایت ہے حضرت عمرو ابن شعیب سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے راوی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اللہ کے لئے صبح کو سو بار سُبْحَانَ اللّٰهِ پڑھے اور سو بار شام کو تو اس طرح ہوگا جو سو بار حج کرے - اور جو صبح کو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ سو بار پڑھے اور سو بار شام تو اس جیسا ہوگا جو اللہ کی راہ میں سو گھوڑے خیرات کرے - اور جو صبح کو سو بار لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه پڑھے اور سو بار شام کو تو اس طرح ہوگا جو اولادِ اسماعیل علیہ السلام سے سو غلام آزاد کردے اور جو صبح کو سو بار اَللّٰهُ اَكْبَر پڑھے اور سو بار شام کو تو کوئی اس سے زیادہ نیکیاں اس دن نہ کر سکے گا - بجز اس کے جو اتنی ہی بار یہ کلمات پڑھ لے یا اس سے زیادہ -

marfat.com
Marfat.com

(ترمذی اور کہا یہ حدیث حسن بھی ہے اور غریب بھی)

تشریح :- مقصد یہ ہے کہ دن کے شروع میں سبحان اللہ کہے اور رات کے شروع بھی سو بار تو اسے سو نفلی حج کے برابر ثواب ملے گا۔ (مرأت)

صاحب مرقات فرماتے ہیں کہ تسبیح سے مراد حضورِ دل کے ساتھ تسبیح پڑھنا ہے۔ اور حج سے مراد وہ حج ہیں جو غفلت سے کئے جائیں۔ مطلب یہ ہے کہ حضور قلبی کے ساتھ آسان نیکی غفلت کے مشکل اعمال سے افضل ہوتی ہے۔ یہ خیال رکھیں کہ حج کا ثواب ملنا اور ہے اور حج ادا کرنا کچھ اور۔ یہاں ثواب کا ذکر ہے نہ کہ ادائے حج کا۔ جیسے طبیب کہتے ہیں کہ ایک گرم کئے ہوئے منقہ میں ایک روٹی کی طاقت ہے۔ مگر پیٹ روٹی ہی سے بھرتا ہے 'کوئی شخص دونوں ت تین تین منقے کھا کر زندگی نہیں گزار سکتا۔ جو باجرے کے ایک دانے سے پانچ سات بالیاں دے سکتا ہے 'جن کے دانے ہماری شمار میں نہیں ہوتے وہ رب تسبیحوں پر بھی اتنا ثواب دے سکتا ہے۔ اس قسم کے ثوابوں کا وعدہ قرآن پاک میں بھی کیا گیا ہے۔

فرمایا :- مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الـــخ یعنی جو لوگ راہِ خدا میں اپنا مال خرچ کرتے ہیں ان کے خرچ کی مثال اس دانہ کی طرح ہے جس سے سات بالیاں پیدا ہوں اور ہر بالی سے سو دانے اور اللہ تعالیٰ جسے چاہے اس سے بھی کہیں زیادہ عطا فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ کی عطا ہمارے خیال سے بلند ہے 'اسے روکنے والا کوئی نہیں۔

marfat.com

Marfat.com

فرمایا سو غازیوں کو جہاد کرنے کیلئے سو گھوڑے دے جواُن پر سوار ہو کر جہاد کریں -
یاد رہے کہ جہاد وغیرہ کا اصلی مقصد ذکر اللہ کی اشاعت ہے -مومن صرف ملک گیری
کے لئے نہیں لڑتا بلکہ ذکر سے روکاوٹیں دور کرنے کے لئے لڑتا ہے اور حمد الٰہی یقیناً
سو جہادوں سے افضل ہے-

اولادِ اسماعیل علیہ السلام سے غلام آزاد کرنا اس لئے فرمایا کیونکہ دیگر
غلاموں سے اولادِ اسماعیلؑ کا آزاد کرنا افضل ہے- مرقات نے فرمایا کہ اولادِ
اسماعیلؑ سے مراد اہلِ عرب ہیں کہ وہ سب ان کی اولاد ہیں- چونکہ عرب حضور
ﷺ سے قُرب رکھتے ہیں اس لئے ان پر احسان کرنا افضل ' اس سے معلوم ہوا کہ
بزرگوں کی اولاد خصوصاً ساداتِ کرام سے اچھا سلوک کرنا بہتر ہے-

یہ حدیث تسبیح قادری کی اصل ہے- سلسلہ قادریہ میں روزانہ صبح و شام
سُبحَانَ اللہ سو بار 'اَلحَمدُلِلّٰہ سو بار ' لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ سو بار اور
اللّٰہُ اَکبَر سو بار پڑھا جاتا ہے- یہ وظیفہ اسی حدیث سے لیا گیا ہے-

(مرأت)

marfat.com

Marfat.com

حدیث نمبر :- ۱۳

اللہ تعالیٰ بندے کے معافی مانگنے پر

بہت خوش ہوتا ہے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَوْ لَمْ تُذْنِبُوْا لَذَهَبَ اللّٰهُ بِكُمْ وَلَجَآءَ بِقَوْمٍ یُّذْنِبُوْنَ فَیَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ فَیَغْفِرُ لَهُمْ ☆ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

(مشکوۃ باب الاستغفار والتوبہ)

ترجمہ :- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے- فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اُس کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر تم گناہ نہ کرو تو اللہ تمہیں لے جائے اور ایسی قوم لائے جو گناہ کریں پھر معافی مانگیں تو اللہ انہیں بخشے- (مسلم)

تشریح :- اس حدیث کا مقصد لوگوں کو گناہ پر دلیر کرنا نہیں بلکہ توبہ کی طرف مائل کرنا ہے- یعنی اے انسانو ! اگر تم بھی فرشتوں کی طرح سارے ہی معصوم

marfat.com
Marfat.com

(گناہ سے پاک) ہوتے تو کوئی قوم ایسی پیدا کی جاتی جو غلطی و خطاء سے گناہ کر لیا کرتی - اسے اللہ تعالیٰ معاف کرتا کیونکہ خلقت اللہ تعالیٰ کی صفات کی مظہر ہے اور جس طرح اللہ تعالیٰ کی صفت رزّاق ہے ایسے ہی اس کی صفت غفار بھی ہے- رزاقیت کا ظہور رزق و مرزوق سے ہوتا ہے- غفاریت کی جلوہ گری گناہ اور گناہگار سے ہوتی ہے- جو یہ حدیث دیکھ کر گناہ پر دلیر ہوا پھر گناہ کیا تو کافر ہوا- اور یہاں ذکر گناہ کا ہے کفر کا نہیں-

خلاصہ یہ ہے کہ اے گنہگار رب کی رحمت سے مایوس نہ ہو بلکہ توبہ کرلے وہ غفور ورحیم ہے- تجھ سے گناہ کا صدور تقاضائے حکمتِ الٰہی ہے- تم سے کوئی گناہ نہ ہو یہ ناممکن ہے- حدیث پاک میں لے جانے سے مراد ہلاک کرنا نہیں ہے بلکہ انہیں آسمانوں پر پہنچا دینا 'فرشتوں کے ساتھ رکھنا اور زمین پر دوسری قوم قابلِ گناہ کو بسانا مراد ہے- (مرأت)

حافظ اپنے دیوان میں رقمطراز ہیں-

نصیب ما است بہشت اے خدا شناش برو
کہ مستحقِ کرامت گناہ گار انند

ترجمہ :- اے خدا شناس بہشت تو ہماری ہے کہ گناگار اسی رحم وکرم کے مستحق ہیں-

Marfat.com

کر دیا زہد کو خجل مرتبۂ گناہ نے
لطف سے کی نگاہ جب رحمتِ بے پناہ نے

☆☆☆☆☆☆

حدیث نمبر :- ۱۴

اللہ کی بندے پر بے پناہ مغفرت اور کرم

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّ عَبْدًا اَذْنَبَ ذَنْبًا فَقَالَ رَبِّ اَذْنَبْتُ فَاغْفِرْہُ فَقَالَ رَبُّہٗ اَعَلِمَ عَبْدِیْ اَنَّ لَہٗ رَبًّا یَغْفِرُ الذَّنْبَ وَیَاْخُذُ بِہٖ غَفَرْتُ لِعَبْدِیْ ثُمَّ مَکَثَ مَا شَآءَ اللّٰہُ ثُمَّ اَذْنَبَ ذَنْبًا قَالَ رَبِّ اَذْنَبْتُ ذَنْبًا فَاغْفِرْہُ فَقَالَ اَعَلِمَ عَبْدِیْ اَنَّ لَہٗ رَبًّا یَغْفِرُ الذَّنْبَ وَیَاْخُذُ بِہٖ غَفَرْتُ لِعَبْدِیْ ثُمَّ مَکَثَ مَا شَآءَ اللّٰہُ ثُمَّ اَذْنَبَ ذَنْبًا قَالَ رَبِّ اَذْنَبْتُ ذَنْبًا اٰخَرَ فَاغْفِرْہُ لِیْ فَقَالَ اَعَلِمَ عَبْدِیْ اَنَّ لَہٗ رَبًّا یَغْفِرُ الذَّنْبَ وَیَاْخُذُ بِہٖ غَفَرْتُ لِعَبْدِیْ

Marfat.com

فَلْيَفْعَلْ مَاشَاءَ ☆ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

(مشکوۃ باب الاستغفار والتوبہ)

ترجمہ :- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے - فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بندہ جب کوئی گناہ کر لیتا ہے تو پھر کہتا ہے 'مولا میں نے گناہ کر لیا مجھے معافی دے دے - رب تعالیٰ فرماتا ہے کیا میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی رب ہے ؟ جو گناہ معاف بھی کرتا ہے اور اس پر پکڑ بھی لیتا ہے - میں نے اپنے بندے کو بخش دیا - پھر جتنا اللہ تعالیٰ چاہے بندہ ٹھہرا رہتا ہے - پھر کوئی گناہ کر بیٹھتا ہے 'کہتا ہے یا رب میں نے گناہ کر لیا 'بخش دے - رب فرماتا ہے کیا میرا بندہ جانتا ہے کہ میرا کوئی رب ہے ؟ جو گناہ بخشتا ہے 'اور اس کو پکڑ بھی لیتا ہے - میں نے اپنے بندے کو بخش دیا پھر بندہ ٹھہرا رہتا ہے - جتنا رب چاہے 'پھر گناہ کر بیٹھتا ہے 'عرض کرتا ہے یا رب میں نے گناہ کر لیا - مجھے معافی دے دے 'تو رب فرماتا ہے کیا میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی رب ہے ؟ جو بخشتا ہے اور پکڑ بھی لیتا ہے - میں نے اپنے بندے کو بخش دیا جو چاہے کرے - (بخاری و مسلم)

تشریح :- یعنی بندہ گناہ کا زبان سے بھی اقرار کرتا ہے اور عمل سے بھی یعنی کیے پر نادم ہوتا ہے اور آئندہ کے لئے بچنے کا عہد کرتا ہے اور طاقت کے مطابق گذشتہ گناہ کا کفارہ بھی ادا کر دیتا ہے - اللہ تعالیٰ کا یہ کلام فرشتوں سے ہوتا ہے

Marfat.com

اظہارِ کرم کے لئے - مقصد یہ ہے کہ چونکہ بندے نے اپنے آپ کو گنہگار اور مجھے غفار سمجھا - میرے دروازے پر مانگتا ہوا آیا اور میں نے اسے معاف کر دیا - بندہ دوبارہ گناہ کر کے کہتا ہے کہ توبہ کے وقت ارادہ تو یہی تھا کہ اب گناہ کبھی نہ کرونگا مگر پھر کر بیٹھا - اس حدیث پاک پر یہ اعتراض نہیں کہ یہ اس آیت کریمہ کے خلاف ہو -

" وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا "

(وہ اپنے گناہوں پر اصرار نہیں کرتے)

حدیث پاک میں گویا رب فرما رہا ہے کہ تو گناہ کرنے کا عادی اور میں بخشنے کا عادی - جب تو گناہ سے باز نہیں آتا تو میں اپنے بخشنے کی عادت کیوں چھوڑوں - تُو کرتا جا اور میں بخشتا جاؤں - یہ فرمان گناہوں کی اجازت دینے کے لئے نہیں بلکہ وسعتِ مغفرت کے اظہار کے لئے ہے - یعنی اس طرح بندہ اگر لاکھوں بار گناہ کرے گا تو میں بخش دوں گا - کہ ہر توبہ کے وقت آئندہ گناہ نہ کرنے کا ہی عہد ہو مگر پھر کر بیٹھے - توبہ کے ارادے سے گناہ کرنا کفر ہے کہ چلو گناہ میں حرج ہی کیا ہے - کل توبہ کر لیں گے - یہ توبہ نہیں بلکہ شریعت کا مذاق اڑانا ہے اور یہ کفر ہے - یا پھر یہ مطلب ہے کہ ایسے توبہ کرنے والے کو رب تعالیٰ اپنی امن میں لے لیتا ہے کہ پھر اس سے گناہ ہوتے ہی نہیں - پھر فرمایا جاتا ہے کہ جو چاہے کر - جیسے پرندے کے پَر کاٹ کر اس سے کہو کہ جا اُڑتا پھر - (مرآت)

Marfat.com

کسی شاعر نے بہت اچھا کہا ہے۔

؎ باز آ باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ
گر کافر و گبرو بُت پرستی باز آ
ایں درگہِ ما درگہِ نااُمیدی نیست
صد بار گر توبہ شکستی باز آ

ترجمہ :۔ آ جاؤ پھر بھی آ جاؤ گرچہ کافر یا بُت پرست ہو تو بھی آ جاؤ۔ ہماری اس بارگاہ میں نااُمیدی نہیں ہے۔ سو بار بھی اگر توبہ توڑ چکے ہو پھر بھی آ جاؤ پذیرائی ہو جائے گی۔

علامہ اقبالؒ کہتے ہیں۔

؎ کشادہ دستِ کرم جب وہ بے نیاز کرے
نیازمند نہ کیوں عاجزی پہ ناز کرے

☆☆☆☆☆☆

marfat.com
Marfat.com

حدیث نمبر :- ۱۵

اگر دن میں ستر بار بھی گناہ کیے

تو معاف ہو جائیں گے

عَنْ اَبِیْ بَکْرِ نِ الصِّدِّیْق قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا اَصَرَّ مَنِ اسْتَغْفَرَ وَاِنْ عَادَ فِی الْیَوْمِ سَبْعِیْنَ مَرَّةً ☆

رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاؤُدَ

(مشکوۃ باب الاستغفار والتوبہ)

ترجمہ :- حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے- فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ معافی مانگ لینے والا گناہ پر اڑیل (ڈٹا ہوا) نہیں اگرچہ دن میں ستر بار گناہ کرے- (ترمذی ' ابوداؤد)

تشریح :- یعنی قرآن پاک میں جو ہے کہ " وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا " کہ وہ اپنے گناہ پر اصرار نہیں کرتے - اڑتے نہیں- یہاں اڑنے (ڈٹ جانے) سے مراد یہ ہے کہ گناہ بار بار کرے اور توبہ کبھی نہ کرے- جو توبہ

marfat.com
Marfat.com

کرتا رہے وہ اَڑیل نہیں- توبہ کے معنیٰ ہیں کہ بوقتِ توبہ گناہ سے باز رہنے کا پورا ارادہ ہو اور اگر توبہ کے وقت ہی یہ خیال رہے کہ گناہ کرتا ہی رہوں گا - تو پھر یہ توبہ نہیں بلکہ اسلام کا مذاق ہے- (مرأت)

☆☆☆☆☆

حدیث نمبر :- ١٦

شیطان اور اللہ تعالیٰ کا مکالمہ

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الشَّیْطَانَ قَالَ وَ عِزَّتِکَ یَا رَبِّ لَا اَبْرَحُ اُغْوِیْ عِبَادَكَ مَا دَامَتْ اَرْوَاحُھُمْ فِیْ اَجْسَادِ ھِمْ فَقَالَ الرَّبُّ عَزَّوَجَلَّ وَ عِزَّتِیْ وَ جَلَالِیْ وَ اِرْتِفَاعِ مَکَانِیْ لَا اَزَالُ اَغْفِرُ لَھُمْ مَا اسْتَغْفَرُوْنِیْ ☆ رَوَاہُ اَحْمَدُ

(مشکوٰۃ باب الاستغفار والتوبہ)

ترجمہ :- حضرت ابو سعیدؓ سے روایت ہے -فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان نے کہا یارب تیری عزت کی قسم میں تیرے بندوں کو اس وقت تک بہکاؤں گا جب تک کہ ان کی جانیں ان کے جسموں میں رہیں گی-

Marfat.com

رب عزوجل نے فرمایا مجھے اپنی عزت وجلالت اور بلندئ درجات کی قسم میں انہیں بخشتا ہی رہوں گا- جب تک کہ وہ مجھ سے معافی مانگتے رہیں گے- (احمد)

تشریح :- شیطان سے مراد ابلیس ہے اور بہکانے سے مراد اچھے عقیدوں یا اچھے اعمال سے الگ کر دینا ہے- یعنی میں بندوں کے مرتے وقت تک کوشش کرتا رہوں گا کہ وہ بدعقیدہ ہو جائیں- اگر یہ نہ کر سکا تو کم از کم ان سے گناہ ہی کرا دوں گا اگر یہ بھی نہ ہو سکا تو انہیں نیکی سے روک دوں گا- اگر یہ بھی نہ ہو سکا تو بڑی نیکی سے روک کر چھوٹی نیکی میں مشغول کر دوں گا- شیطان کی یہ کوشش بندے کے مرتے وقت تک رہتی ہے -بعد موت یہ کوشش تو ختم ہو جاتی ہے 'اب قبر کے سوالات کے جوابات میں بہکاتا ہے- اسی لئے بعد دفن میت کو تلقین کرنے کا حکم ہے-

فرمایا " لَقِّنُوا مَوْتَاكُمْ بِلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه " (اپنے مُردوں کو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کی تلقین کرو) ایک دوسری حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے بعد دفن میت کے لئے شیطان سے حفاظت کی دعا فرمائی اور قرآن پاک میں ہے

" اِنَّ عِبَادِىْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ "

ترجمہ :- کہ میرے بندوں پر تو غالب نہیں -

یہ آیت کریمہ اور حدیث پاک اس حدیث کے خلاف نہیں- بہر حال کوئی شخص کسی حال میں اپنے کو شیطان سے محفوظ نہ جانے 'اللہ کی پناہ مانگے- حضرت

marfat.com
Marfat.com

آدم علیہ السلام معصوم تھے اور جنت میں تھے جو جگہ بھی محفوظ تھی مگر پھر بھی شیطان نے اپنا داؤ وہاں بھی چلا لیا۔ اور ہم نہ معصوم ہیں نہ ہی دنیا محفوظ جگہ ہے۔ پھر ہم کس چیز پر شیخی ماریں یا اللہ تیری پناہ۔

فرمایا اگر بندہ معافی مانگتا رہے تو میں بخشتا رہوں گا۔ یعنی اگر جان نکلتے نکلتے بندہ توبہ کرے تو معافی ہو جائے گی۔ معلوم ہوا اغرغرہ کی توبہ گناہ قبول ہے۔

(مرأت)

سعدی شیرازیؒ ایک حکایت لکھتے ہیں کہ کوئی فقیر مانگتا ہوا بھول کر مسجد کے دروازے پر صدا دینے لگا تو کسی نے کہا یہ اللہ کا گھر ہے یہاں کوئی بندہ نہیں۔ تو اس نے کہا کہ پھر میں اللہ کے گھر سے کیسے محروم جاؤں ۔ وہ مسجد کے اندر ہی ڈیرہ جما کر بیٹھ گیا کچھ دنوں کے بعد اس کی موت کا وقت آیا تو لوگوں نے پوچھا کیا حال ہے ؟ تو وہ کہنے لگا۔

ے ہے گفت غلغل کناں از فرح
کہ من دق باب ا لکریم الفتح

ترجمہ :۔ وہ آخری سانس میں غلغل کرتے ہوئے کہنے لگا کہ جس نے سخی کا دروازہ کھٹکھٹایا وہ کھل گیا۔ یعنی وہ جان دیتے ہوئے خوشی سے اپنی بخشش کا اعلان کر گیا کہ میں اِس در سے محروم نہیں جا رہا مجھے خیر مل گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆

marfat.com
Marfat.com

حدیث نمبر :- ۱۷

اللہ کی بخشش سے ناامید نہ ہو

عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَاءُ يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا وَّلَا يُبَالِيْ ☆

رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَفِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ يَقُوْلُ بَدَلَ يَقْرَاءُ

(مشکوٰۃ باب الاستغفار والتوبہ)

ترجمہ :- حضرت اسماء بنت یزیدؓ سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ آیت پڑھتے سنا کہ اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ' اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو - اللہ تعالیٰ سارے گناہ بخش دے گا - اور کوئی پرواہ بھی نہ کرے گا۔

(احمد ترمذی فرمایا یہ حدیث حسن غریب ہے اور شرح سنہ میں

marfat.com
Marfat.com

''پڑھتے تھے'' کی بجائے ''فرماتے تھے'' ہے)

تشریح :- حدیث پاک کی راوی حضرت اسماءؓ بنت یزید مشہور انصاریہ صحابیہ ہیں - بڑی عاقلہ 'بہادرہ تھیں - غزوہ تبوک میں نو کفار کو خیمے کی چوب سے قتل کیا -

(اشعۃ)

ظاہر یہ ہے کہ یہ قول حضور ﷺ کا اپنا ہے اور اور لفظ عباد سے مراد غلام مسلمان ہیں - (اشعۃ)

یعنی اے میرے غلامو ! جنہوں نے گناہ کر لئے وہ رب کی رحمت سے مایوس نہ ہوں 'رب تمام گناہ بخش دے گا کیونکہ تم مسلمان ہو' آیت کریمہ :- '' قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا الخ '' میں بھی محققین علماء کا یہی قول ہے کہ وہاں بھی عبادی سے حضور ﷺ کے بندے و غلام مراد ہیں کیونکہ کفار کے گناہ معافی کے قابل نہیں - اور وہ رحمتِ الٰہی سے ناامید کر دئے گئے ہیں -

مولانا اشرف علی تھانوی اپنی تفسیر بیان القرآن میں لکھتے ہیں یا عبادی کی یائے متکلم کا مرجع حضور ﷺ کی ذات گرامی ہے کہ اللہ تعالٰی فرماتا ہے کہ اپنے غلاموں کو فرما دو - '' اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ ''

ترجمہ :- جو اللہ کے ساتھ شرک کرے اس کو اللہ نہیں بخشے گا -

مولانا فرماتے ہیں -

Marfat.com

بندۂ خود خواند احمد در رشاد
جملہ عالم را بخواں قل یا عبادی

ترجمہ :- حضور ﷺ نے قرآن میں اپنا بندہ بلا کر تمام جہانوں کو یا عبادی کے خطاب سے نوازا ہے- اس سے معلوم ہوا کہ عبدالرسول ' عبدالنبی کہہ سکتے ہیں- اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "مِنْ عِبَادِکُمْ وَاِمَاءِکُمْ" تمہارے بندے اور تمہارے غلام لونڈی-

لَا یُبَالِیْ سے یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ یہ کلامِ حدیث ہے قرآن آیت نہیں کیونکہ قرآن پاک میں لَا یُبَالِیْ نہیں- لا یبالی کا معنی ہے- "مجھے کوئی پرواہ نہیں" (مرقات)

یعنی تمام گنہگار مسلمانوں کو بخش دینے میں رب کو پرواہ بھی نہیں اس سے معلوم ہوا کہ گناہِ کبیرہ وحقوق العباد بھی لائق بخشش ہیں -سوائے کفر کے ہر گناہ کی مغفرت ہو سکتی ہے- (مرأت)

حضرت فرید الدین عطا فرماتے ہیں-

مغفرت دارد امید از لطف تو
زانکہ خود فرمودہ لَا تَقْنَطُوْا

ترجمہ :- تیرے لطف وکرم سے مغفرت کی امید ہے اس لئے کہ تو

marfat.com
Marfat.com

نے خود فرمایا ہے لَا تَقْنَطُوْا یعنی میری رحمت سے نا امید نہ ہو۔

☆☆☆☆☆☆

حدیث نمبر :- ۱۸

گناہ کبیرہ کی بخشش کا ایک شعر

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ فِیْ قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی اِلَّا اللَّمَمْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنْ تَغْفِرِ

اَللّٰھُمَّ تَغْفِرْ جَمًّا وَّاَیُّ عَبْدٍلَّکَ لَا اَلَمَّا ☆

رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَ قَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ غَرِیْبٌ

ترجمہ :- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے رب کے اس فرمان کے متعلق اِلَّا اللَّمَمْ روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا الٰہی اگر تو بخشے تو بڑے گناہ بھی بخش دے گناہِ صغیرہ کس بندے نے نہیں کیے۔

(ترمذی اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے)

Marfat.com

تشریح :- آیت کریمہ یہ ہے - "وَالَّذِیْنَ یَجْتَنِبُوْنَ کَبَائِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ" یعنی جو لوگ گناہِ کبیرہ اور اور بے حیائیوں سے بچے رہتے ہیں بجز چھوٹے گناہوں کے-

علماء فرماتے ہیں کہ جن گناہوں پر حدِ شرعی مقرر ہے وہ کبیرہ ہیں اور جن پر کوئی وعید نازل ہوئی وہ فاحشہ ہیں اور جن پر ان دونوں میں سے کچھ نازل نہ ہوا صرف ممانعت ہے وہ لمم یعنی گناہِ صغیرہ ہیں-

اِنْ تَغْفِرِ اللّٰھُمَّ تَغْفِرْ جَمًّا
وَاَیُّ عَبْدٍ لَکَ لَا اَلَمًّا

یہ شعر امیہ بن ابن الصلت کا ہے اگرچہ امیہ زمانہ جاہلیت کے شعراء میں سے ہے-مگر اس کے اشعار بہت حکمت و معرفت کے ہیں-اسی لئے حضور ﷺ اس کے اشعار سنتے بھی تھے اور پڑھتے بھی تھے-چنانچہ یہ شعر حضور ﷺ نے بطور دعا پڑھا-

مطلب یہ ہے کہ اے مولیٰ تو کریم ہے اپنی بخشش میں صغیرہ گناہ کی قید نہ لگا تُو چاہے تو بڑے بڑے گناہ بھی بخش دے-گناہِ صغیرہ تو سارے ہی لوگ کرتے رہتے ہیں مولیٰ صغیرہ و کبیرہ دونوں بخش دے- بتا کہ گناہِ صغیرہ والے کس دروازے پر جائیں-ان کا ٹھکانہ بھی تیرا ہی دروازہ ہے-

Marfat.com

یہ حدیث بہت سی اسنادوں سے مروی ہے۔ بعض اسنادیں صحیح ، بعض غریب ہیں۔ لہٰذا متنِ حدیث صحیح بھی ہے غریب بھی اور حسن بھی ہے۔ اس حدیثِ پاک سے معلوم ہوا کہ حضور انور ﷺ شعر سنتے بھی تھے اور پسند بھی کرتے تھے اور خود بھی پڑھتے تھے ۔ اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا " وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ " (ہم نے آپ کو شعر نہیں سکھائے)

وہاں شعر بنانا اور شعر گا کر پڑھنا مراد ہے۔ (مرقات)

یا پھر شعر سے مراد جھوٹا کلام ہے۔ (مرأت)

اسی کے حسب حال رباعی ملاحظہ ہو۔

من بندۂ عاصیم رضائے تو کجا است
تاریک دِلم نُور و صفائے تو کجا است
ما را تو بہشت اگر بطاعت بخشی
ایں بیع بود لطف و عطائے تو کجا است

ترجمہ :- میں گنہگار بندہ ہوں تیری رضا کہاں ہے ' سیاہ دل ہوں تیری روشنی و صفائی کہاں ہے ۔ مجھے عبادت کے بدلے میں اگر جنت بخشتا ہے تو ' یہ تو بیع ہوگی تیری لطف وعنایت کہاں ہے۔

☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

حدیث نمبر :- ۱۹

بیٹے کے استغفار پر والد کی بخشش

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَ جَلَّ لَیَرْفَعُ الدَّرَجَةَ لِلْعَبْدِ الصَّالِحِ فِی الْجَنَّةِ فَیَقُوْلُ یَا رَبِّ اَنّٰی لِیْ هٰذِهٖ فَیَقُوْلُ بِاِسْتِغْفَارِ وَلَدِكَ لَكَ ☆ رَوَاهُ اَحْمَدُ

(مشکوٰۃ باب الاستغفار والتوبہ)

ترجمہ :- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نیک بندے کے جنت میں درجے بلند فرماتا ہے تو بندہ عرض کرتا ہے الٰہی مجھے یہ بلندیٔ درجہ کہاں سے ملی ؟ رب فرماتا ہے تیرے بیٹے کی تیرے لئے دعائے مغفرت کرنے کی وجہ سے۔ (احمد)

تشریح :- درجات کی بلندی اس طرح ہوتی ہے کہ پہلے تو اس کی قبر میں معمولی درجے کی جنت کی کھڑکی کھلتی ہے پھر اعلیٰ درجہ کی ' پھر اس سے اعلیٰ کی - یا پھر اس

marfat.com

Marfat.com

طرح کہ اسے خبر دی جاتی ہے کہ تیرا درجہ بلند ہو رہا ہے۔ (مرأت)

صاحبِ مرقات نے فرمایا کہ یہاں عبدِ صالح سے مراد گنہگار مسلمان ہے جو بخشش کی صلاحیت و قابلیت رکھتا ہو۔ پہلے وہ قبر کے عذاب میں گرفتار ہوتا ہے کہ اچانک عذاب موقوف ہو کر جنت کی کھڑکی قبر میں کھل جاتی ہے۔ وہ گنہگار بندہ کہتا ہے کہ میں تو قبر میں سو رہا ہوں اعمال کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ پھر یہ تبدیلی بغیر اعمال کیسے ہو رہی ہے۔ سُبْحَانَ اللّٰہ رب کی عطائیں بندے کے وہم سے بھی اونچی ہیں۔

اس حدیث پاک سے چند ایک مسائل معلوم ہوئے ' ایک یہ کہ نیک اولاد جو ماں باپ کو ان کے مرنے کے بعد دعائے ایصالِ ثواب ' استغفار وغیرہ سے یاد رکھے تو یہ صدقہ جاریہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے۔ جس کے ذریعے مردہ کو قبر میں فائدہ پہنچتا رہتا ہے۔ دوسرا یہ کہ مومنوں کی شفاعت برحق ہے۔ جس کا فائدہ میت کو پہنچتا ہے۔ پھر حضور ﷺ کی شفاعت کا تو کہنا ہی کیا۔ تیسرا یہ کہ اولاد کو چاہئے کہ ماں باپ کو دعائے خیر میں یاد رکھے حتیٰ کہ نماز میں سلام پھیرنے سے قبل رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَالِوَالِدَیَّ (اے میرے رب میری اور میرے ماں باپ کی مغفرت فرما) پڑھے ایسا بچہ نیکوکاروں میں شمار ہوگا۔ خیال رہے کہ وَلَد یعنی بچہ میں بیٹا ' بیٹی اور ان کی اولاد در اولاد سب شامل ہے۔ کبھی ساتویں پشت کی

Marfat.com

ولاد ساتویں دادا کو کام آجاتی ہے۔ (مرأت)

ایصالِ ثواب کا مسئلہ حل ہوا معلوم ہوا کہ مرنے کے بعد میت کو جو بھی پڑھ کر بخشا جائے وہ پہنچتا ہے۔ بلکہ اس کی راحت اور ترقی درجات کا سبب ہوتا ہے۔ جیسے کہ متعدد احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں اور متعدد واقعات کی روشنی میں ایسی حدیث کی تصدیق ہوتی ہے جو موت کے بعد صالحین کو مرنے والا خواب وغیرہ کے ذریعے آگاہ کرتا رہتا ہے۔ جیسے آئندہ حدیث سے واضح ہے۔

االتعالیٰ فرماتا ہے ''وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا'' ان دونوں کا باپ نیک تھا مفسرین کرام لکھتے ہیں کہ وہ دولڑکے صالح باپ کی ساتویں پشت میں تھے۔

☆☆☆☆☆☆☆

حدیث نمبر :- ۲۰

میّت کا قبر میں ایصالِ ثواب کا انتظار

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا الْمَيِّتُ فِى الْقَبْرِ اِلَّا

Marfat.com

كَالْغَرِيْقِ الْمُتَغَوِّثِ يَنْتَظِرُ دَعْوَةً تَلْحَقُهُ مِنْ اَبٍ اَوْ اُمٍّ اَوْ اَخٍ اَوْ صَدِيْقٍ فَاِذَا الْحَقَتْهُ كَانَ اَحَبُّ اِلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا وَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَيُدْخِلُ عَلٰى اَهْلِ الْقُبُوْرِ مِنْ دُعَاءِ اَهْلِ الْاَرْضِ اَمْثَالَ الْجِبَالِ وَاِنَّ هَدِيَّةَ الْاَحْيَاءِ اِلَى الْاَمْوَاتِ الْاِسْتِغْفَارُ لَهُمْ ☆

رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَان

(مشکوۃ باب الاستغفار والتوبہ)

ترجمہ :- حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے- فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میت قبر میں ڈوبتے ہوئے فریادی کی طرح ہوتی ہے- کہ ماں باپ بھائی یا دوست کی دعائے خیر پہنچنے کی منتظر رہتی ہے- پھر جب اسے دعا پہنچ جاتی ہے تو اسے یہ دعا دنیا اور دنیا کی تمام نعمتوں سے زیادہ پیاری ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ زمین والوں کی دعا سے قبر والوں کو ثواب کے پہاڑ دیتا ہے- اور یقیناً زندہ لوگوں کا مُردوں کے لئے بہترین تحفہ ان کے لئے دعائے مغفرت ہے-

(بیہقی شعب الایمان)

تشریح :- عام گنہگار مسلمان تو اپنے گناہوں کی وجہ سے اور خاص نیک مسلمان

اِس پشیمانی کی وجہ سے کہ ہم نے اور زیادہ نیکیاں کیوں نہ کرلیں۔مخصوص محبوبین اپنے چھوٹے ہوئے پیاروں کی وجہ سے ایسے ہوتے ہیں۔تازہ میت برزخ میں ایسے ہوتی ہے جیسے نئی دلہن سُسرال میں۔اگرچہ وہاں اسے ہر طرح کا عیش و آرام ہوتا ہے مگر اس کا دل میکے میں پڑا رہتا ہے۔جب کوئی سوغات یا کوئی آدمی میکے سے پہنچتا ہے تو اس کی خوشی کی حد نہیں رہتی۔پھر دل لگتے لگتے لگ جاتا ہے۔اور ظاہر یہ ہے کہ یہاں میت سے مراد تازہ میت ہے کہ اسے زندوں کے تحفے کا بہت انتظار رہتا ہے۔اسی لئے نئی میت کو جلد از جلد نیاز' قُل' دسواں' جمعرات اور چالیسویں وغیرہ سے یاد کرتے ہیں۔حدیث پاک میں دوست سے مراد خاص و عام دوست ہے یعنی ہر مسلمان بھی۔زندوں کو چاہئے کہ مُردوں کو اپنی دعاؤں وغیرہ میں یاد رکھیں۔تاکہ کل انہیں بھی دوسرے مسلمان یاد کریں۔ معلوم ہوا کہ نیاز' فاتحہ' ایصالِ ثواب سے لوگوں کو طرح طرح کے بہانوں سے روکنا جہالت ہے۔روکنے والے یہ نہیں سوچتے کہ کل انہیں بھی مرنا ہے۔

شیخ سعدی شیرازیؒ نے فرمایا۔

نامِ نیکِ رفتگاں ضائع مکن
تا بماند نامِ نیکت برقرار

ترجمہ :۔ گزرے ہوئے کا نیک نام ضائع نہ کرنا تاکہ تیرا نیک نام برقرار رہے۔

Marfat.com

زندوں کی دعا اسے دنیا و مافیھا سے اس لئے پیاری ہوتی ہے کہ یہ دو اشد حاجت کے وقت مُردہ کو پہنچتی ہے- نیز یہ پرانے وطن کا تحفہ وہدیہ ہوتا ہے- اور پردیس میں دیس کا خط بھی پیارا معلوم ہوتا ہے- صوفیاء فرماتے ہیں کہ ہر نیک عمل کا ثواب اسی شکل میں پہاڑ بن کر میت کو پہنچتا ہے- اگر روٹی خیرات کی گئی ہو تو وہ روٹی کی شکل میں اس کا ثواب میت کو ملے گا اور کپڑے کی خیرات کا ثواب کپڑے کی شکل میں- مگر اس میں رب کی طرف سے بہت برکت ہوتی ہے- دعائے مغفرت خواہ صریحاً ہو جیسے

"رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَالِوَالِدَیَّ وَلِجَمِیْعِ الْمُسْلِمِیْنَ"

(اے میرے پروردگار میری اور میرے والدین اور تمام مسلمانوں کی مغفرت فرما)

خواہ ضمناً جیسے ان کی طرف سے صدقہ وخیرات ' کہ یہ چیزیں میت کی بخشش کا ذریعہ ہیں غرضیکہ یہ حدیث قولی وعملی دونوں استغفاروں کو شامل ہے- خیال رہے کہ یہ احادیث ان آیات کے خلاف نہیں- "

لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی اور لَھَا مَا کَسَبَتْ وغیرہ

(انسان کے لئے وہی کچھ ہے جو اس نے کمالیا)

ان آیات میں بدنی عمل مراد ہیں یعنی کوئی کسی کی طرف سے فرض نماز ' روزہ نہیں رکھ سکتا- ' اپنا فرض اپنے ہی ادا کرنے سے ہوگا- یہ احادیث ثواب

Marfat.com

پہنچانے کے متعلق ہیں۔ثواب پہنچانا اور ہے اور فرض ادا کرنا اور ہے یا آیت میں ملکیت کی نفی ہے اور حدیث میں بخشش کا ثبوت ہے۔یعنی انسان کی مِلک صرف اپنے ہی اعمال ہیں۔دوسروں کا کیا بھروسہ کوئی دے یا نہ دے۔

''بغل میں توشہ منزل کا بھروسہ''

توشۂ اعمال اپنا ساتھ لے جاؤ جی
کون پیچھے قبر میں بھیجے گا سوچو تو سہی
بعد مرنے کے تمہیں اپنا پرایا بھول جائے
فاتحہ کو قبر پر پھر کوئی آئے یا نہ آئے۔

(مرأت)

☆☆☆☆☆☆

حدیث نمبر :- ۲۱

اللہ کی رضا طلب کرنے کی شان

عَنْ ثَوْبَانَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

Marfat.com

قَالَ اِنَّ الْعَبْدَ لَيَلْتَمِسُ مَرْضَاةَ اللّٰهِ فَلَا يَزَالُ بِذٰلِكَ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِجِبْرَئِيْلَ اِنَّ فُلَانًا عَبْدِیْ يَلْتَمِسُ اَنْ يُّرْضِيَنِیْ اَلَا وَاِنَّ رَحْمَتِیْ عَلَيْهِ فَيَقُوْلُ جِبْرَئِيْلُ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلٰی فُلَانٍ وَّيَقُوْلُهَا حَمَلَةُ الْعَرْشِ وَيَقُوْلُهَا مَنْ حَوْلَهُمْ حَتّٰی يَقُوْلُهَا اَهْلُ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ ثُمَّ تَهْبِطُ لَهٗ اِلَی الْاَرْضِ ☆

رَوَاهُ اَحْمَدُ

(مشکوۃ باب متفرق استغفار)

ترجمہ :- حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ سے راوی- کہ حضور ﷺ نے فرمایا- بندہ اللہ کی رضا تلاش کرتا رہتا ہے اسی جستجو میں رہتا ہے اللہ تعالیٰ حضرت جبرائیل علیہ السلام سے فرماتا ہے کہ فلاں میرا بندہ مجھے راضی کرنا چاہتا ہے- مطلع رہو کہ اس پر میری رحمت ہے- تب حضرت جبرائیلؑ کہتے ہیں کہ فلاں پر اللہ کی رحمت ہے- یہی بات حاملینِ عرش فرشتے کہتے ہیں- یہی ان کے ارد گرد والے فرشتے کہتے ہیں- حتیٰ کہ ساتویں آسمان والے کہنے لگتے ہیں پھر یہ رحمت اس کے لئے زمین پر نازل ہوتی ہے - (احمد)

Marfat.com

تشریح :- اس طرح کہ بندہ اپنے ہر دینی و دنیاوی کاموں سے رب تعالیٰ کی رضا چاہتا ہے کہ کھاتا پیتا سوتا جاگتا بھی ہے تو رضائے الٰہی کے لئے - اللہ تعالیٰ اس کی توفیق نصیب کرے-

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس پر میری کامل رحمت ہے- اس طرح کہ میں اس سے راضی ہوگیا- اللہ کی رضا تمام نعمتوں سے اعلیٰ نعمت ہے- جب خود خدا بندے سے راضی ہوگیا تو کونین بندے کے ہوگئے- اللہ تعالیٰ فرماتا ہے-

"رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ" (اللہ ان سے راضی ہوگیا وہ اللہ سے راضی ہوگئے)

پھر بندے پر وہ وقت بھی آتا ہے کہ رب تعالیٰ بندے کو راضی کرتا ہے-

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے متعلق فرماتا ہے-

"وَلَسَوْفَ يَرْضٰى" (عنقریب وہ راضی ہو جائے گا)

اللہ تعالیٰ صدیق اکبرؓ کو اتنا دے گا کہ وہ راضی ہو جائیں گے-

اللہ کی رضا تلاش کرنے والے بندے کے نام کی آسمانوں میں دھوم مچ جاتی ہے- شور برپا ہو جاتا ہے کہ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ - یہ کلمہ دعائیہ کلمہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ اس پر رحمت کرے یہ دعا یا تو فرشتوں کی محبت کی وجہ سے ہوتی ہے یا خود وہ فرشتے اپنا قربِ الٰہی بڑھانے کے لئے یہ دعائیں دیتے ہیں - اچھوں کا دعائیں دینا

Marfat.com

قرب الٰہی کا ذریعہ ہے۔ جس طرح ہمارا درود شریف پڑھنا قربِ مصطفےٰ ﷺ کا ذریعہ ہے۔

پھر اس بندے کے لئے قدرتی طور پر انسانوں کے منہ سے رَحْمَۃُ اللّٰہ عَلَیْہِ یَا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نکلنے لگتا ہے اور لوگوں کے دل خود بخود اس کی طرف کھنچنے لگتے ہیں۔ دلوں کی قدرتی کشش محبوبیت الٰہی کی دلیل ہے۔ دیکھئے حضور غوثِ پاکؒ خواجہ اجمیریؒ جیسے بزرگوں کو ہم نے دیکھا نہیں مگر سب کو ان سے دلی محبت ہے۔

مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو حضرت جبرائیلؑ سے فرماتا ہے۔ میں فلاں سے محبت کرتا ہوں تم بھی اس سے محبت کرو۔ حضرت جبرائیلؑ آسمانوں میں اعلان کر دیتے ہیں کہ فلاں سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے۔ آپ سب بھی اس سے محبت کریں۔ چنانچہ تمام فرشتے اس سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر زمین میں اس کی مقبولیت پھیلا دی جاتی ہے۔ اور یہ محبت غیبی و قدرتی محبت ہے۔ (مرأت)

جیسے کہ آیہ کریمہ "سَیَجْعَلُ لَھُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا"

اللہ تعالیٰ ان کے لئے دلوں میں محبت پیدا کر دے گا۔

کسی نے بہت اچھا شعر کہا ہے۔

Marfat.com

دیوانہ کنی و ہر دو جہانش بخشی　　دیوانہ تو ہر دو جہاں را چہ کند

ترجمہ :- اپنا دیوانہ کرتا ہے پھر دونوں جہاں بخش دیتا ہے- تیرے دیوانے کو جہانوں سے کیا سروکار ہے-

شہِ بے خودی نے عطا کیا مجھے جب لباسِ برہنگی
نہ خرد کی بخیہ گیری رہی نہ جنوں کی پردہ دری رہی

☆☆☆☆☆☆

حدیث نمبر :- ۲۲

ایمان والے سب جنتی ہیں

عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَیْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ وَّمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَیْرَاتِ قَالَ كُلُّهُمْ فِی الْجَنَّةِ ☆

رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ فِیْ كِتَابِ الْبَعْثِ وَالنُّشُوْرِ

(مشکوۃ باب متفرق الاستغفار)

Marfat.com

ترجمہ :- روایت ہے- حضرت اسامہ ابن زید رضی اللہ عنہ سے- وہ نبی کریم ﷺ سے راوی اللہ عزوجل کے اس فرمان کے متعلق کہ بعض لوگ اپنی جانوں پر ظالم ہیں اور بعض میانہ رو ہیں اور بعض بھلائیوں میں سبقت لے جانے والے- حضور ﷺ نے فرمایا یہ سب جنتی ہیں- (بیہقی کتاب البعث والنشور)

تشریح :- اس آیت کریمہ میں مسلمانوں کی تین جماعتوں کا ذکر فرمایا- ظالمین وہ جن کے گناہ نیکیوں پر غالب ہوں- میانہ رو وہ جن کے دونوں عمل برابر ہوں اور سابقین وہ جن کی نیکیاں گناہوں پر غالب ہوں- یا نیکیوں نے گناہ مٹادیئے ہوں- فرمایا سب جنتی ہیں- وہ اس طرح کہ سابقین تو بغیر حساب جنتی ہیں اور مُقۡتَصِدِیۡن آسان حساب کے بعد جنتی اور ظالمین یا تو صرف سخت حساب کے بعد یا کچھ سزا پاکر جنتی ہیں- بیہقی اور ابن مردویہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی کہ سابق تو سابق ہی ہیں اور میانہ رو نجات پانے والے اور ظالم مغفور- امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رب تعالیٰ نے ان تینوں فرقوں کو عِبَادَنَا فرماکر اپنی طرف نسبت کی اور اپنے فضل وکرم سے اللہ تعالیٰ اپنے سابقین بندوں کے طفیل سے ہم ظالمین پر رحم فرمائے- ہمارے گناہ معاف کرے-

آمین ثم آمین - (مرآت)

تیری رحمت تو وہ ہے کہ جس کی نہ حد ہے نہ حساب

Marfat.com

قاضی ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کسی نے پوچھا کہ ظالم لنفسہٖ سے کون مراد ہے تو فرمایا کہ جیسے میں ہوں۔ حالانکہ آپ قطعی جنتی ہیں کسر نفسی کی انتہا ہوگئی۔ (تفسیر مظہری)

☆☆☆☆☆☆

حدیث نمبر :- ۲۳

منافقت کا معیار کیا ہے؟

عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ الرَّبِيْعِ الْاُسَيْدِيِّ قَالَ لَقِيَنِیْ اَبُوْ بَكْرٍ فَقَالَ كَيْفَ اَنْتَ يَا حَنْظَلَةُ قُلْتُ نَافَقَ حَنْظَلَةُ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ مَا تَقُوْلُ قُلْتُ نَكُوْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُذَكِّرُنَا بِالنَّارِ وَالْجَنَّةِ كَاَنَّا رَاْیَ عَيْنٍ فَاِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَافَسْنَا الْاَزْوَاجَ وَالْاَوْلَادَ وَالضَّيْعَاتِ نَسِيْنَا كَثِيْرًا قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ فَوَاللّٰهِ اِنَّا لَنَلْقٰى مِثْلَ هٰذَا فَانْطَلَقْتُ اَنَا وَ اَبُوْ بَكْرٍ

marfat.com

Marfat.com

حَتّٰی دَخَلْنَا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ نَافَقَ حَنْظَلَۃُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَا ذَاکَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ نَکُوْنُ عِنْدَکَ تُذَکِّرُنَا بِالنَّارِ وَالْجَنَّۃِ کَاَنَّا رَأْیُ عَیْنٍ فَاِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِکَ عَافَسْنَا الْاَزْوَاجَ وَالْاَوْلَادَ وَالضَّیْعَاتِ نَسِیْنَا کَثِیْرًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوْ تَدُوْمُوْنَ عَلٰی مَا تَکُوْنُوْنَ عِنْدِیْ وَفِی الذِّکْرِ لَصَافَحَتْکُمُ الْمَلَائِکَۃُ عَلٰی فُرُشِکُمْ وَفِیْ طُرُقِکُمْ وَلٰکِنْ یَا حَنْظَلَۃُ سَاعَۃً وَّسَاعَۃً ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ☆

رَوَاہُ مُسْلِمٌ

(مشکوٰۃ باب ذکر اللہ)

ترجمہ :- حضرت حنظلہ ابن ربیع اسیدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں مجھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ملے پوچھا حنظلہ کیسے ہو۔ میں بولا کہ حنظلہ تو منافق ہوگیا۔ فرمایا سبحان اللہ کیا کہہ رہے ہو ؟ میں بولا ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس ہوتے ہیں حضور انور ﷺ جنت و دوزخ کا ذکر ہمیں سناتے ہیں تو گویا وہ ہماری آنکھوں کے

Marfat.com

سامنے ہیں- پھر جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ہٹتے ہیں تو بیوی بچوں ' مال و اسباب میں گھل مل کر بہت سا بھول جاتے ہیں- حضرت ابوبکر صدیقؓ بولے اللہ کی قسم ہم سب ہی کو یہ در پیش رہتا ہے- پھر میں اور حضرت ابوبکر صدیقؓ چلے حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں پہنچے اور میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ حنظلہ تو منافق ہو گیا- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قصہ کیا ہے- میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ہم آپ کے پاس ہوتے ہیں آپ ہمیں جنت و دوزخ کا ذکر یوں سناتے ہیں گویا وہ ہماری آنکھوں کے آگے ہیں- جب آپ ﷺ کے پاس سے ہم نکلتے ہیں تو بیوی بچوں مال و اسباب میں مشغول ہو جاتے ہیں ' بہت کچھ بھول جاتے ہیں تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس خدا کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے جو تمہارا حال میرے پاس ہوتا ہے اگر اس پر ہمیشہ رہو تو فرشتے تمہارے بستروں پر تمہارے راستوں میں تم سے مصافحہ کریں- لیکن اے حنظلہ وقتاً فوقتاً دو گھڑی- تین بار فرمایا- (مسلم)

تشریح :- حدیث پاک کے راوی حضرت حنظلہؓ غسیل الملائکہ نہیں بلکہ دوسرے صحابی ہیں جو کاتب وحی تھے- اسید ابن عمرو ابن تمیم کی اولاد سے ہیں- آپ نے بڑی عمر پائی آپ کی وفات حضرت امیر معاویہؓ کے زمانہ میں ہوئی- عرض کرتے ہیں کہ میری حالت منافقوں کی سی ہو گئی کہ یکسانیت نہیں- یہاں نفاق سے اعتقادی نفاق مراد نہیں- اور نہ ہی اس کلام میں اپنے کفر یا نفاق کا اقرار ہے ' آپ کا یہ قول انتہائی خوفِ خدا پر مبنی ہے- اقرارِ

marfat.com

Marfat.com

کفر تو کفر ہے مگر اقرارِ گناہ جو خوفِ خدا سے ہو عین تقویٰ ہے۔ حضرت یونس علیہ السلام نے عرض کیا تھا "اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْن" ۔حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا تھا "رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا" جس طرح ان بزرگوں کو ظالم نہیں کہہ سکتے ایسے ہی ان صحابی کو اس کلام کی بناء پر عاصی یا منافق نہیں کہا جا سکتا۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے حضرت حنظلہؓ سے فرمایا کہ تم سے نفاق کو کیا نسبت۔ تم صحابی رسول ﷺ ہو کاتبِ وحی ہو۔ اپنے کلام کا خود مطلب بیان کرو۔ فرماتے کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس ہوتے ہیں تو اس وقت ہم کو خوف و امید اس درجہ کی ہوتی ہے گویا ہم جنت و دوزخ دیکھ کر اس سے ڈر رہے ہیں اور اسے چاہ رہے ہیں۔ معلوم ہوا کہ صحابہ کو حضور انور ﷺ کی مجلس میں عین الیقین نصیب ہو جاتا تھا۔ نہ معلوم حضور ﷺ کے پیچھے ان کی نمازیں کیسی ہوتی ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ ان کی کچھ تجلی ہم کو بھی نصیب کرے۔ آمین۔

ضَیْعَات وہ چیز ہے جس سے روزی وابستہ ہو۔ اکثر زمین، باغات اور کھیتی باڑی کو ضَیْعَہ کہا جاتا ہے۔ مطلب یہ کہ ہم پر گھر پہنچ کر کچھ غفلت طاری ہو جاتی ہے۔ دل کا حال وہ نہیں رہتا جو حضور انور ﷺ کی مجلس پاک میں ہوتا ہے۔ دل کا یکساں حال نہ رہنا ہی حال کی منافقت ہے۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے فرمایا کہ یہ اختلاف حال صرف تمہارا ہی نہیں بلکہ تمام صحابہ کرام کا ہے تو کیا ہم سب منافق ہو گئے' یہ کیسے ہو سکتا ہے' چلو حضور ﷺ سے پوچھیں۔

Marfat.com
Marfat.com

حضور ﷺ کے بیان کا معجزہ یہ تھا کہ آپ کے بیان سے عالم غیب گویا عالم شہادت بن جاتا تھا- بعض علماء کی تقریر میں سامعین کو ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے واقعہ سامنے ہو- یہ بیان واخلاص کا کمال ہے -صحابہ کے بھول جانے سے مراد ہے توجہ تام نہ رہنا نہ کہ حفظ کا مقابل- لہذا یہ اعتراض ہو سکتا کہ صحابہ کا حافظہ اتنا کمزور تھا کہ فوراً حضور ﷺ کا فرمان بھول جاتے تھے تو ان سے روایتِ حدیث کیونکر درست ہوئی-

حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے دل کا جو حال میری مجلس میں ہوتا ہے اور جو کشف و مشاہدہ یہاں ہوتا ہے 'اگر ایسی ہی حالت ہر وقت رہے تو فرشتے تم سے علانیہ طور پر ملاقاتیں 'مصافحے کیا کریں- ورنہ صحابہ کرامؓ سے فرشتے مصافحے بھی کرتے تھے اور ملاقاتیں بھی- مگر دوسری شکلوں میں-

ساعة و ساعة فرمایا یعنی زندگی کی بعض گھڑیاں دینی انہماک کے لئے رہیں اور بعض گھڑیاں دنیاوی کاروبار کے لئے تا کہ دونوں جہان آباد و قائم رہیں-

مرغابی دریا میں آ کر تیرنے والا جانور بن جاتی ہے اور ہوا میں پہنچ کر پرندہ- پنہاری عورت دو گھڑے سر پر ایک گھڑا بغل میں لئے دوسرا ہاتھ میں لٹکائے اپنی سہیلیوں سے باتیں کرتے ہوئے راستہ طے کر لیتی ہے- بیک وقت راستہ پر بھی نظر رکھتی ہے اور گھڑوں کا دھیان بھی اور سہیلی کی طرف توجہ بھی- ایسے ہی مسلمان مسجد میں پہنچ کر فرشتہ صفت بن جائے 'بازار میں جا کر اعلیٰ درجہ کا تاجر ' دنیا و دین دونوں کو سنبھالے- خالق و مخلوق

marfat.com
Marfat.com

سب کے حقوق ادا کرتا ہوا زندگی کا راستہ طے کرے۔ سبحان اللہ کیا نفیس تعلیم ہے۔ صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ بعض لوگوں کی ہر ساعت اللہ کے ذکر میں گزرتی ہے کہ دنیاوی کاروبار انہیں ذکرِ اللہ سے غافل نہیں کرتے۔ اور بعض لوگوں کے ہاں وقت کی تقسیم ہوتی ہے۔ بعض گھڑیاں رب کے ذکر میں اور بعض گھڑیاں دنیاوی مشاغل میں ۔ صحابہ کرامؓ میں بھی انہی دو قسم کے حضرات تھے۔ حضرت حنظلہؓ دوسری جماعت سے تھے۔ اسی لئے ان سے یہ فرمایا گیا اور خطاب بھی حضرت حنظلہؓ سے تھا۔ حضرت صدیق اکبرؓ سے خطاب نہ فرمایا کہ آپؓ پہلی جماعت سے تھے۔ (مرأت)

"ہتھ کار وَل دِل یار وَل"

کسی شاعر نے بہت اچھا کہا ہے۔

از دروں شو آشنا و از بیروں بیگانہ شو
ایں چنیں زیبا روش کم مے بود اندر جہاں

ترجمہ :۔ دل آشنائی سے بھرا ہو ' باہر سے بیگانہ نظر آئے ' دنیا میں ایسی خوبصورت روش کم ہی دیکھنے میں آتی ہے۔

مولانا اللہ جوایا رسالہ نوری میں فرماتے ہیں۔

خلوت وِچ مجالس انہاں وِچ انبوہ تنہائی
ظاہر حال بیگانہ دِسن ' دل بھریا آشنائی

Marfat.com

حدیث نمبر :- ۲۴

ایک اعرابی کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرنا

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ قَالَ جَاءَ اَعْرَابِیٌّ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَیُّ النَّاسِ خَیْرٌ فَقَالَ طُوْبٰی لِمَنْ طَالَ عُمْرُهٗ وَ حُسْنَ عَمَلُهٗ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰه اَیُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ قَالَ اِنَّ تُفَارِقَ الدُّنْیَا وَ لِسَانُکَ رَطْبٌ مِنْ ذِکْرِ اللّٰهِ ☆

رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ

(مشکوٰۃ باب ذکر اللہ)

ترجمہ :- حضرت عبداللہ بن بسرؓ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں کہ ایک بدوی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' عرض کیا کون شخص اچھا ہے -فرمایا مژدہ ہواُسے جس کی عمر لمبی ہو اور اعمال اچھے ہوں -عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کون سا عمل افضل ہے فرمایا یہ کہ تم دنیا کو اس حال پر چھوڑ و کہ تمہاری زبان ذکر سے تر ہو-

احمدؒ ترمذی

Marfat.com

تشریح :- حدیث پاک کے راوی حضرت عبداللہ ؓ ' آپ کے والد بسر ' آپ کے بھائی عطیہ اور آپ کی بہن صحاب صحابی ہیں - یہ حضرات ایک ساتھ حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے -حضور ﷺ نے انہیں کھانا کھلایا اور ان کے لئے دعائے خیر فرمائی - شام میں سب سے آخری صحابی آپ ہی ہیں- (اشعتہ)

ظاہر یہی ہے کہ یہ فرمانِ خیر ہے اور طوبیٰ سے مراد مژدہ و خوشخبری ہے - بعض نے فرمایا کہ یہ کلام دعائیہ ہے اور طوبیٰ سے مراد جنت کا مشہور درخت طوبیٰ ہے یعنی جس کی عمر لمبی اور اعمال نیک ہوں خدا کرے اسے طوبیٰ درخت ملے- مگر یہ خلافِ ظاہر ہے- (مرقات)

دنیا چھوڑنے سے مراد مرنا ہے یعنی جب تمہیں موت آئے تو تمہاری زبان اللہ کے ذکر میں چل رہی ہو یا ابھی ابھی چل چکی ہو- لہٰذا اس میں وہ لوگ بھی داخل ہیں جن کی زبان مرتے وقت بند ہوتی ہے- مگر بند ہوتے وقت ذکر اللہ پر بند ہوئی تھی تر کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کا نام بآسانی اس کی زبان پر جاری ہو- تر لکڑی کو آگ نہیں جلاتی اور تر زبان کو دوزخ کی آگ انشاء اللہ تعالیٰ نہ جلائے گی- اللہ ایسی موت نصیب کرے- بعض علماء نے فرمایا کہ قلبی ذکر سے زبانی ذکر بہتر ہے- انکی دلیل یہ حدیث بھی ہے- ذکر زبانی نامۂ اعمال میں لکھا جاتا ہے جس کے فرشتے گواہ ہوتے ہیں- اور قلبی ذکر کی نہ تحریر ہوتی ہے اور نہ گواہی- (مرأت)

Marfat.com

صاحبِ مرقات یہاں فرماتے ہیں کہ طبرانی نے مرفوعاً حدیث نقل فرمائی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہر خشک وتر چیز کے پاس ذکراللہ کرو۔ تاکہ یہ چیزیں تمہارے ایمان کی گواہ بن جائیں۔ ذکراللہ روحانی غذا ہے۔ معلوم ہوا ذکرالٰہی کے جلسوں میں جانا وہاں شرکت کرنا بہت بہتر ہے۔ لہٰذا میلاد شریف 'درسِ قرآن 'گیارھویں اور عُرسِ بزرگاں میں شرکت کرنا افضل ہے۔ اور اکیلے ذکر سے جماعت میں ذکر کرنا اور سننا افضل ہے۔ ان سب اجتماعات میں اللہ اور رسول کا ذکر ہی ہوتا ہے۔

(مرأت)

مولانا فرماتے ہیں۔

یادِ اُو سرمایۂ ایمان بود
ہر گدا از یادِ اُو سلطان شود

ترجمہ :۔ اسکی یاد ایمان کا سرمایہ ہے ۔ ہر گدا اس کی یاد سے بادشاہ ہو جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆

marfat.com
Marfat.com

حدیث نمبر :- ۲۵

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے خادم طلب کرنا

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ جَاءَتْ فَاطِمَۃُ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَسْئَالُہٗ خَادِمًا فَقَالَ اَلاَ اَدُلُّکِ عَلٰی مَا ھُوَ خَیْرٌ مِنْ خَادِمٍ تُسَبِّحِیْنَ اللّٰہَ ثَلٰثًا وَ ثَلٰثِیْنَ وَتَحْمِدِیْنَ اللّٰہَ ثَلٰثًا وَّ ثَلٰثِیْنَ وَ تَکَبِّرِیْنَ اللّٰہَ اَرْبَعًا وَ ثَلٰثِیْنَ عِنْدَ کُلِّ صَلٰوۃٍ وَ عِنْدَ مَنَامِکَ ☆

رَوَاہُ مُسْلِمٌ

(مشکوۃ باب مایقول عند الصباح والماء والمنام)

ترجمہ :- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے- فرماتے ہیں کہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں خادمہ مانگنے حاضر ہوئیں تو فرمایا کہ کیا میں تمہیں وہ چیز نہ بتادوں جو خادمہ سے بہتر ہے -۳۳ بار

marfat.com

Marfat.com

سبحان اللہ ، ۳۳ بار الحمد للہ اور ۳۴ بار اللہ اکبر ہر نماز کے وقت اور سوتے وقت پڑھ لیا کرو۔ (مسلم)

تشریح :- جس وقت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ سے خادم مانگنے حاضر ہوئیں اس وقت آپ ﷺ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف فرما تھے۔ کیونکہ اس دن حضور ﷺ کا قیام انہیں کے دولت خانہ میں تھا۔ اور خاتونِ جنت ؓ کو جناب حضرت علیؓ نے یہ خبر دی کہ آج حضور ﷺ کے ہاں بہت سے لونڈی غلام آئے ہیں۔ اور حضور ﷺ مسلمانوں میں تقسیم فرما رہے ہیں۔ تم بھی جاؤ اور ایک لونڈی حاصل کر لو۔ لفظِ خادم مذکر و مؤنث دونوں کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ اور اس حدیث پاک میں خادم سے مؤنث مراد ہے۔ کیونکہ حضرت خاتونِ جنتؓ نے لونڈی مانگی تھی جو چولہے اور چکی کا کام کر سکے۔ (مرقات)

ایک دوسری حدیث میں یہ کلمات صبح و شام پڑھنے کا ذکر ہے۔ لیکن یہاں ہر نماز کا ذکر ہے۔ ممکن ہے کہ حضور ﷺ نے پہلے تو صرف صبح و شام پڑھنے کا حکم دیا ہو بعد میں ہر نماز کے بعد پڑھنے کا حکم صادر فرمایا ہو۔

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ فقر غنا سے افضل ہے اور صبر شکر سے بہتر ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ماں باپ کو چاہیے کہ اپنی اولاد کو محنتی ، عابد ، زاہد اور متقی بنائیں انہیں صرف مالدار کرنے کی کوشش نہ کریں۔ لڑکی کے لئے بہترین جہیز اعمال

marfat.com
Marfat.com

صالحہ ہیں نہ کہ صرف مال۔ یہ حدیث پاک تربیت اور تعلیم کا خزانہ ہے ۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ لڑکی تکلیف دور کرنے کے لئے سسرال کی تکالیف کی شکایت ماں باپ سے کر سکتی ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ سسرال کی تکلیف پر ماں باپ لڑکی کو گھر نہ بٹھالیں بلکہ وہاں ہی رکھیں اور صبر و شکر کی تلقین کریں۔ اس سے خانگی زندگی کے بہت سے مسائل حل ہو جاتے ہیں ۔ ۳۳ بار سُبْحَانَ اللّٰہ ' ۳۳ بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہ ' ۳۴ بار اَللّٰہُ اَکْبَر پڑھنا یہ تسبیح فاطمہ کہلاتی ہے۔ (مرأت)

☆☆☆☆☆☆

حدیث نمبر :- ۲۶

بیوی سے مجامعت کے وقت کی دعا

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْ اَنَّ اَحَدَکُمْ اِذَا اَرَادَ اَنْ یَّاتِیَ اَھْلَہٗ قَالَ بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ جَنِّبْنَا الشَّیْطٰنَ وَ جَنِّبِ ا

Marfat.com

لِلشَّيْطٰنَ مَا رَزَقْتَنَا فَاِنَّهٗ اَنْ يُّقَدَّرْ بَيْنَهُمَا وَلَدٌ فِيْ ذٰلِكَ لَمْ يَضُرَّهٗ شَيْطَانٌ اَبَدًا ☆ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

(مشکوۃ باب الدعوات فی الاوقات)

ترجمہ :- حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے- فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر تم میں سے کوئی جب اپنی بیوی کے پاس جانا چاہے تو یہ کہہ لے- ''بسم اللہ اے خدا ہم کو شیطان سے دور رکھ اور شیطان کو اس بچے سے دور رکھ جو تو ہمیں دے ''-تو اگر اس صحبت میں ان کے نصیب میں بچہ ہوا تو اسے شیطان کبھی نقصان نہ دے سکے گا- (مسلم بخاری)-

تشریح :- یہ دعا ستر (پردہ) کھولنے سے پہلے پڑھے اور حلال صحبت پر پڑھے حرام پر پڑھنا سخت جرم ہے- بلکہ اس میں کفر کا بھی اندیشہ ہے- جیسے شراب نوشی یا خنزیر کھانے یا جوئے پر بسم اللہ پڑھنا -اہل سے مراد بیوی یا لونڈی ہے- خیال رہے لونڈی سے موجودہ زمانے کی لونڈی مراد نہیں بلکہ اس سے مراد وہ لونڈی تھی جس کے ساتھ صحبت شرعی طور پر جائز تھی- یہ سلسلہ اس دور میں ختم ہو چکا ہے-

یہ دعا پڑھنے کی برکت سے اس صحبت میں شیطان شریک نہ ہوگا اور نہ بچے کو کبھی بہکائے گا- بسم اللہ سے مراد پوری بسم اللہ شریف ہے-جس طرح شیطان ہمارے ساتھ

Marfat.com

کھانے پینے میں شریک ہو جاتا ہے ' ایسے ہی صحبت میں بھی شریک ہو جاتا ہے۔ اور جس طرح کھانے پینے کی برکت شیطان کی شرکت سے جاتی رہتی ہے' ایسے ہی صحبت میں شیطان کی شرکت سے اولاد نالائق اور جناتی بیماریوں میں گرفتار رہتی ہے۔ اور جیسے بسم اللہ پڑھ لینے سے شیطان ہمارے کھانے پینے میں شریک نہیں ہوسکتا۔ ایسے ہی بسم اللہ کی برکت سے صحبت میں بھی شیطان کی شرکت نہیں ہوتی ۔ بچہ نیک ہوتا ہے اور جن آسیب وغیرہ سے بفضلہٖ تعالیٰ محفوظ بھی رہتا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ دعا بیوی اور خاوند دونوں پڑھ لیں۔ بسم اللہ وغیرہ کی برکت سے بچہ کو نہ تو ابلیس کبھی نقصان پہنچا سکے گا نہ اس کی ذریت (اولاد) اور بچہ جنون 'مرگی وغیرہ جناتی امراض سے بھی محفوظ رہے گا اور انشاء اللہ مومن بھی ہوگا۔

(مرقات)

اس لئے یہاں لفظ شیطان نکرہ فرمایا گیا ہے - ایسے بچے کو انشاء اللہ نیک اعمال کی بھی توفیق ملے گی۔ (مرأت)

☆☆☆☆☆☆☆

marfat.com
Marfat.com

حدیث نمبر :- ۴۷

اللہ سے صبر نہ مانگ عافیت مانگ

عَنْ مَعَاذِ ابْنِ جَبَلٍ قَالَ سَمِعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَدْعُوا يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ تَمَامَ النِّعْمَةِ فَقَالَ اَیُّ شَيْءٍ تَمَامُ النِّعْمَةَ قَالَ دَعْوَةٌ اَرْجُوْ بِهَا خَيْرًا فَقَالَ اِنَّ مِنْ تَمَامِ النِّعْمَةِ دُخُوْلَ الْجَنَّةِ وَالْفَوْزَ مِنَ النَّارِ وَ سَمِعَ رَجُلًا يَقُوْلُ ذَا لْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ فَقَالَ قَدِ اسْتَجِيْبَ لَكَ فَسَلْ وَ سَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا وَّ هُوَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَالُكَ الصَّبْرَ فَقَالَ سَأَلْتَ اللّٰهَ الْبَلَاءَ فَاسْئَلْهُ الْعَافِيَةَ ☆ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

(مشکوٰۃ باب ادعوات فی الاوقات)

ترجمہ :- حضرت معاذ ابن جبلؓ سے روایت ہے -فرماتے ہیں کہ نبی کریم

marfat.com
Marfat.com

ﷺ نے ایک شخص کو دعا مانگتے ہوئے یہ کہتے سنا - الٰہی میں تجھ سے پوری نعمت مانگتا ہوں تو حضور ﷺ نے فرمایا پوری نعمت کون چیز ہے؟ وہ بولا کہ یہ ایک دعا ہے جس سے میں بھلائی کی امید کرتا ہوں - فرمایا پوری نعمت جنت کا داخلہ اور آگ سے نجات ہے اور ایک شخص کو کہتے سنا اے بزرگی و اکرام والے تو فرمایا تیری دعا قبول ہوگئی اب مانگ لے اور نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو یہ کہتے سنا الٰہی میں تجھ سے صبر مانگتا ہوں تو فرمایا کہ تو آفت مانگ رہا ہے - اللہ سے عافیت مانگ -

(ترمذی)

تشریح :- تمام نعمت کا کیا مطلب ہے ؟ حضور ﷺ کا یہ سوال امتحان کے طور پر ہے کہ تیری دعا تو بڑی ہی پیاری ہے - بتا تو نے اس کا مطلب کیا سمجھا ہے اور کس نیت سے یہ دعا مانگ رہا ہے ؟ معلوم ہوا کہ دعا کے الفاظ بھی اچھے چاہئیں اور نیت بھی اعلیٰ ہونی چاہئے - الفاظ کے ساتھ ساتھ نیت بھی دیکھی جاتی ہے - بھلائی سے مراد بہت مال ہے یعنی تمام نعمت سے مراد بہت سا مال ہے - رب مجھے خوب مالدار کر دے - سچ ہے :-

فکرِ ہر کس بقدرِ ہمت اوست

اسکا جواب سن کر حضور ﷺ نے فرمایا کہ پہلے ہی جنت میں پہنچ جانا دوزخ میں بالکل نہ جانا 'یہ تمام نعمت ہے اور اگر دوزخ میں کچھ سزا پا کر جنت میں جائے تو

Marfat.com

یہ بھی اگرچہ نعمت تو ہے مگر پہلی نعمت اس سے اعلیٰ ہے۔ خیال رہے حضور ﷺ نے لفظ مِن فرما کر یہ بتایا کہ اور چیزیں بھی تمام نعمت ہیں اسلام پر جینا مرنا بھی تمام نعمت ہے۔ مقصد یہ ہے کہ صرف مال کی زیادتی تمام نعمت نہیں۔ اس کی نیت ہی نہ کیا کر بلکہ آگ سے نجات کی نیت کر۔

اس حدیث پاک کی بناء پر بعض لوگوں نے ذوالجلال والاکرام کو اسم اعظم مانا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حمدِ الٰہی قبولِ دعا کے لئے اکسیرِ اعظم ہے۔ پھر جیسی اعلیٰ حمد ہوگی ویسی ہی ویسی ہی اعلیٰ قبولیت بھی ہوگی۔ انشاء اللہ یہی درود شریف کا حال ہے۔ کہ جس قدر اخلاص کے ساتھ جیسا اعلیٰ درود ہوگا ویسی ہی دعا کی قبولیت ہوگی۔ نیز حضور ﷺ نے صبر کے متعلق فرمایا کہ تو آفت مانگ رہا ہے۔ یعنی صبر تو آفت یا مصیبت پر ہوتا ہے تو صبر مانگنا در پردہ اپنی آفتوں کا مانگنا ہے۔ بلکہ آفت آجانے پر بھی بعض اولیاء اللہ صبر نہیں مانگتے۔ بلکہ آفت کا دفعیہ مانگتے ہیں۔ ہاں بوقتِ امتحان صبر طلب کرتے ہیں۔ جیسے حضور ﷺ نے جنابِ حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر بھی دی اور صبر کی دعا بھی۔ الغرض حسب موقع اور حسب حال دعا مانگنی چاہئے۔ (مرأت)

☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

حدیث نمبر :- ۲۸

سوار ہوتے وقت کونسی دعا پڑھے

عَنْ عَلِیٍّ اَنَّهٗ اُتِیَ بِدَابَّةٍ لِیَرْکَبَهَا فَلَمَّا وَضَعَ رِجْلَهٗ فِی الرِّکَابِ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ فَلَمَّا اسْتَوٰی عَلٰی ظَهْرِهَا قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ثُمَّ قَالَ سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَلَنَا هٰذَا وَمَا کُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ثُمَّ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ثَلٰثاً وَاللّٰهُ اَکْبَرُ ثَلٰثاً سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ فَاِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ ثُمَّ ضَحِکَ فَقِیْلَ مِنْ اَیِّ شَیْءٍ ضَحِکْتَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَنَعَ کَمَا صَنَعْتُ ثُمَّ ضَحِکَ فَقُلْتُ مِنْ اَیِّ شَیْءٍ ضَحِکْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِنَّ رَبَّکَ لَیَعْجَبُ مِنْ عَبْدِهٖ اِذَا قَالَ رَبِّ ا

Marfat.com

غُفِرَ لِیْ ذُنُوْبِیْ یَقُوْلُ یَعْلَمُ اَنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ غَیْرِیْ ☆ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَ اَبُوْدَاؤُدَ

(مشکوٰۃ باب الدعوات فی الاوقات)

ترجمہ :- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ کی خدمت میں سواری کے لئے ایک گھوڑا لایا گیا - آپ نے جب رکاب میں پیر رکھا تو فرمایا بسم اللہ جب اس کی پیٹھ پر بیٹھ گئے تو فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ پھر فرمایا پاک ہے وہ رب جس نے اسے ہمارے لئے تابعدار بنا دیا جبکہ ہم اسے مطیع نہ کر سکتے تھے اور ہم اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں - پھر تین بار کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور تین بار اَللّٰہُ اَکْبَر -تو پاک ہے یقیناً میں نے اپنی جان پر ظلم کیا تو مجھے بخش دے- تیرے سوا کوئی گناہ نہیں بخشتا- پھر آپ مسکرائے -عرض کیا گیا اے امیر المؤمنین آپ کس چیز سے ہنس رہے ہیں ؟ تو فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپؐ نے وہی کیا جو میں نے کیا- پھر آپ ہنسے- میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کس چیز سے ہنستے ہیں ؟ فرمایا تمہارا رب اپنے بندے سے خوش ہوتا ہے- جب وہ کہتا ہے کہ اے میرے خدا میرے گناہ بخش دے- رب فرماتا ہے کہ میرا بندہ جانتا ہے کہ میرے سواء کوئی گناہ بخشتا نہیں - (احمد ' ترمذی 'ابوداؤد)

تشریح :- لفظ دَابَّۃٍ ہر جانور کو کہتے ہیں' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے-

Marfat.com

''وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا''

ترجمہ :- زمین میں ہر جانور کا رزق اللہ کے ذمہ ہے-

مگر اصطلاح میں دابۃ گھوڑے کو کہا جاتا ہے اور وہی یہاں مراد ہے-

حضرت علیؓ کی خدمت میں گھوڑا حاضر کیا گیا-اور رکاب بمعنی آلہ رکوب سے ہے جس میں پاؤں رکھ کر سوار ہوتے ہیں-حضرت علیؓ گھوڑے پر سوار ہوئے اور الحمدللہ پڑھا- یہ حمد سواری ملنے کے شکریہ پر ہے-یعنی اے مالک تیرا شکریہ کہ تو نے ہماری آسانی کے لئے ہم کو سواری بخشی -بہت لوگ مجبوراً پیدل سفر کرتے ہیں- پھر آپ نے قرآن پاک کی آیت کریمہ تلاوت فرمائی -جس کا مقصد یہ ہے کہ مولیٰ ان طاقتور جانوروں کا ہم کمزور انسانوں کے قبضہ میں آجانا تیری مہربانی سے ہے- ہم تو مچھر ،مکھی کو بھی تابع نہیں کر سکتے - پھر ہم پر ایسا وقت آنے والا ہے کہ ہم کو خود اپنے ہاتھ پاؤں پر بھی اختیار اور قبضہ نہ رہے گا -یعنی موت کے بعد آنے والا وہ وقت یاد ہے- ہم اس نعمت پر متکبر نہیں- تیرے شکر گزار ہیں-سبحان اللہ کیسی جامع اور برموقعہ دعا ہے- گویا علی المرتضیٰؓ بارگاہِ رب العالمین میں عرض کر رہے ہیں کہ میری خطاؤں اور گناہوں کے باوجود تو نے مجھے یہ سواری وغیرہ کی نعمتیں بخشیں - مجھے امید ہے کہ تو اپنے کرم سے مجھے معافی بھی دے گا - میں نے وہی کیا جو گنہگار کرتے ہیں-تُو وہی کر جو ستار و غفار کی شان ہے- پھر حضرت علیؓ مسکرائے- قہقہہ نہ

Marfat.com

لگایا' مسکرانا بھی اظہارِ خوشی کے لئے ہوتا ہے اور قہقہہ دل کی غفلت سے ہوتا ہے۔ اسی لئے حضور ﷺ مسکراتے بہت تھے اور آپؑ نے قہقہہ کبھی نہ لگایا۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں قولی و عملی سنتوں پر عمل کر رہا ہوں اس موقعہ پر یہ دعا مانگنا سنتِ قولی ہے اور اس وقت تبسّم کرنا سنتِ عملی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حضور ﷺ کے حالات کی نقل کرتے تھے۔ اسے ثواب سمجھتے تھے۔ اور یہ بھی پتہ چلا کہ حضور ﷺ کی ہر سنت پر عمل کرنا باعثِ ثواب ہے۔ حتیٰ کہ ہنسنا اور رونا بھی۔

فرمانِ علیؓ کا خلاصہ یہ ہے کہ میں حضور ﷺ کی موافقت میں ہنس رہا ہوں اور حضور ﷺ نے رب تعالیٰ کی موافقت میں تبسّم فرمایا تھا۔ تو یہ عملی سنتِ رسولؐ بھی ہے اور سنتِ الٰہیہ بھی۔ اللہ تعالیٰ تعجب کرنے 'ہنسنے سے پاک ہے۔ اسی لئے وہاں ان الفاظ کے معنیٰ ہوتے ہیں 'خوش ہونا' اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشی اس کی شان کے لائق ہے ہماری رضا و خوشی ہماری حیثیت کے موافق ہے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اس بندے سے بہت راضی و خوش ہوتا ہے جو اپنے کو بے کس اور گنہگار جانے ' اور اللہ تعالیٰ کو قادر و غفار جانے۔ یہی حال بارگاہِ رسالت کا ہے کہ وہاں بھی بے کس پر رحم بہت ہوتا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

گناہ نے مرتبہ کو مخجل زاہد کر دیا

پناہ نے بے رحمتِ جب نگاہ کی سے لطف

ترجمہ :- دیکھی جو بے کسی تو انہیں رحم آ گیا - گھبرا کے ہوگئے وہ گنہگار کی طرف

خیال رہے کہ گنہگار کو اللہ تعالیٰ ہی بخشتا ہے لیکن اس کے محبوب بندے شفاعت کرتے ہیں - مگر براہِ راست گناہ بخشتے نہیں مگر حقوق بندے بھی معاف کر سکتے ہیں - مثلاً میں اپنا قرض یا خون معاف کر سکتا ہوں - جہاں نبی کریم ﷺ نے لوگوں کے گناہ یا کفارے معاف فرمادیئے وہ باذنِ الٰہی تھے - ان معافیوں کی بہت مثالیں موجود ہیں - (مراۃ)

☆☆☆☆☆

حدیث نمبر :- ۲۰۹

دشمن سے بچنے کی دعا اور وظیفہ

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا اخَافَ قَوْمًا قَالَ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِهِمْ وَ نَعُوْذُ بِکَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ ☆

Marfat.com

رَوَاهُ اَحْمَدُ وَ اَبُوْ دَاؤُدَ

(مشکوٰۃ باب الدعوات فی الاوقات)

ترجمہ :- حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب کسی قوم سے خطرہ محسوس فرماتے تو کہتے اے اللہ ہم ان کے مقابل تجھے کرتے ہیں اور ان کے شر سے تیری پناہ لیتے ہیں۔ (احمد ' داؤد)

تشریح :- حضور ﷺ کو جب یہ پتہ چلتا کہ فلاں قوم ہمارے خلاف سازش یا جنگی تیاریاں کر رہی ہے تو یہ دعا پڑھتے - خوف بہت طرح کا ہے- خوفِ اطاعت و بندگی یہ صرف اللہ تعالیٰ کا ہی ہونا چاہئے اور خوفِ نفرت شیطان وغیرہ دشمنوں سے اور خوف بمعنیٰ خطرہ ' تکلیف یہ خطرناک چیز سے ہوسکتا ہے- حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وادیٔ سینا میں سانپ سے خوف ہوا ' آپ نے فرعونیوں سے خوف کیا- یہ واقعات اس آیت کے خلاف نہیں- " لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ " (ان پر کوئی خوف نہ ہوگا) آیت میں خوفِ اطاعت مراد ہے اور حدیث پاک میں خوف بمعنیٰ خطرہ ہے-

لفظ نحر سینہ کو بھی کہتے ہیں اور جانور ذبح کرنے کو بھی- " فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَ انْحَرْ " (اپنے رب کے لئے نماز پڑھ اور قربانی کیا کر) چونکہ دشمن کے مقابلہ میں سینہ تان کر ہی کھڑے ہوتے ہیں- اس مقابلہ کو اس لفظ سے تعبیر فر۔

marfat.com

Marfat.com

دیا- نیز اس میں نیک فال بھی ہے کہ اے خدا دشمن کو ذبح کردے تا کہ وہ ہمارے مقابلہ کے لائق ہی نہ رہے- اے خدا ہمارے اور دشمن کے شر کے درمیان تُو آڑ ہو جا، تا کہ ان کا شر ہم تک نہ پہنچ سکے- یہ دعا بہت ہی مجرب ہے -ایک تو دشمن کے مقابل بھی کام آتی ہے اور بہت سے دشمنوں کے مقابل بھی-

اس حدیث پاک کو نسائی ' حاکم اور ابن حبّان نے بھی روایت کیا ہے-

حصن حصین میں ہے کہ دشمن کے خوف کے وقت سورۃ قریش پڑھنا بڑی امان ہے- امام نووی نے کتاب الاذکار میں فرمایا کہ سورۃ قریش کو بہت اولیاء اللہ نے آزمایا ہے اور بہت مجرب پایا ہے- حضرت زیدؓ ابن علی عتبہ ابن غزوان عن النبی ﷺ روایت ' نیز حصن حصین نے اسے نقل کیا کہ جب مدد درکار ہو خصوصاً سفر میں تو کہے "یَا عِبَادَ اللّٰهِ اَعِیْنُوْنِیْ" (اے اللہ کے بندو میری مدد کرو) انشاءاللہ بہت جلد مدد پہنچے گی کہ بعض اللہ کے غیبی بندے اس پر معمور ہیں- مرقات نے یہاں فرمایا کہ یہ حدیث یا عباد اللہ حسن ہے- مشائخ کی مجرب ہے مسافروں کو اس کی بہت ضرورت ہے- معلوم ہؤا کہ اللہ کے بندوں کو مدد کے لئے پکارنا بھی سنت ہے اور ان سے مدد لینا بھی سنت ہے- شرک نہیں-

(مرأت)

خصوصاً حضور ﷺ کی ذات مقدس سے :-

marfat.com
Marfat.com

ادھر بھی کوئی ابرِ رحمت کا چھینٹا ادھر بھی نظر بے سہاروں کے والی
دمکتے رہیں تیرے گنبد کے جلوے سلامت رہے تیرے روضے کی جالی

☆☆☆☆☆☆

حدیث نمبر :- ۳۰

گھر سے نکلنے کی دعا

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا خَرَجَ رَجُلٌ مِنْ بَیْتِہٖ فَقَالَ بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِا اللّٰہِ یُقَالُ لَہٗ حِیْنَئِذٍ ھُدِیْتَ وَ کُفِیْتَ وَوُقِیْتَ فَیَتَنَحّٰی لَہُ الشَّیْطَانُ وَ یَقُوْلُ شَیْطَانٌ اٰخَرُ کَیْفَ لَکَ بِرَجُلٍ قَدْ ھُدِیَ وَ کُفِیَ وَ وُقِیَ ☆

رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَرَوَی التِّرْمِذِیُّ اِلٰی قَوْلِہٖ لَہُ الشَّیْطَانُ

(مشکوۃ باب الدعوات فی الاوقات)

Marfat.com

ترجمہ :- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے -فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی شخص اپنے گھر سے نکلے تو کہہ لے اللہ کے نام سے میں نے اللہ پر بھروسہ کیا ' اللہ کے بغیر نہ طاقت ہے نہ قوت -تب اس سے کہا جاتا ہے تجھے ہدایت وکفایت دی گئی اور تو محفوظ کر دیا گیا- پھر شیطان دور بھاگ جاتا ہے اور اس سے دوسرا شیطان کہتا ہے کہ تجھے اس شخص سے کیا تعلق ہے ؟ جسے ہدایت وکفایت دی گئی اور محفوظ کیا گیا ؟

(ابوداؤد اور ترمذی نے لَهُ الشَّيْطَانَ تک روایت کی)

تشریح :- گھر سے مراد رہنے کی جگہ ہے خواہ وہ گھر جس میں بال بچوں سمیت رہتا ہو یا مسجد کا حجرہ وغیرہ- غرضیکہ ہر شخص اپنے ٹھکانے سے نکلتے وقت یہ پڑھ لیا کرے یعنی اللہ کے نام سے نکلتا ہوں اور اپنے کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں- میں کمزور ہوں وہ طاقتور ہے- اس کے بغیر نہ کسی میں طاقت ہے نہ قوت- گناہ سے بچنے کی طاقت حول ہے نیکی کرنے کی طاقت قوت ہے- دنیا کے جنجال سے بچنے کی طاقت حول ہے اور ربِ کائنات تک پہنچنے کی طاقت قوت ہے- اچھے کام کرنے کی طاقت حول ہے اور مقبول کام کرنے کی طاقت قوت ہے- یاد رہے ہر مقبول اچھا ہے- ہر اچھا مقبول نہیں- مرتد ہونے سے پہلے شیطان کے سجدے اچھے تو تھے مگر مقبول نہ تھے۔

آدمی جب یہ مذکورہ دعا پڑھتا ہے تو غیبی فرشتہ اس سے خطاب کر کے کہتا

Marfat.com

ہے کہ تو نے بسم اللہ کی برکت سے ہدایت پائی اور توکل علی اللہ کے وسیلہ سے کفایت اور لاحول کے واسطے سے حفاظت- تین چیزوں پر تین نعمتیں ملیں- اگرچہ ہم فرشتہ کا یہ کلام سنتے نہیں مگر جب حضور ﷺ کی معرفت ہم تک یہ کلام پہنچ گیا تو اس کا کہنا ضائع نہ ہوا- نیز فرشتہ کے اس کلام کا عملی طور پر ظہور بھی ہو جاتا ہے کہ اس بندے کو یہ تینوں نعمتیں مل جاتی ہیں- فرشتے کے اس کہہ دینے پر اس کا قرین شیطان جو ہر وقت اس کے ساتھ رہتا ہے اس سے بھاگ جاتا ہے- پھر جب شام کو شیاطین کا سردار ابلیس اس سے دن بھر کی کارکردگی کا امتحان لیتا ہے تو یہ قرین اس بندے کی دعا کا ذکر کر کے افسوس کرتا ہے کہ میں آج اسے بہکا نہ سکا- تب ابلیس اس کی تسلی کے لئے یہ کہتا ہے کہ تجھ پر کوئی میرا عتاب نہیں تو معذور تھا- وہ بندہ فرشتہ کی امان میں آچکا تھا- حدیث پاک سے چند مسائل معلوم ہوئے- ایک یہ کہ فرشتہ کی امان میں آجانا امن وامان کا ذریعہ ہے- پھر جو شخص حضور ﷺ کی امان میں آجائے اس کا کیا کہنا- دوسرا یہ کہ ابلیس فرشتوں اور ان کی امان وحفاظت کو دیکھتا ہے- میدان بدر میں ابلیس نے امدادی فرشتوں کو دیکھا تھا اور کہا تھا "اِنِّیۡ اَرٰی مَا لَا تَرَوۡنَ" (میں وہ دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھ رہے) تیسرا یہ کہ حضور ﷺ سے کوئی ناری اور نوری مخلوق چھپی ہوئی نہیں- حضور ﷺ فرشتوں، شیاطین کو ملاحظہ بھی فرماتے ہیں اور ان کے کلام بھی سنتے ہیں- پھر ہم خاکی مخلوق حضور ﷺ سے

Marfat.com

سے کیسے چھپ سکتے ہیں۔ (مرأت)

دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان
کانِ لعلِ کرامت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆☆☆☆

حدیث نمبر :- ۳۱

غمزدہ کی دعا

عَنۡ اَبِیۡ بَکۡرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ دَعَوَاتُ الۡمَکۡرُوۡبِ اَللّٰھُمَّ رَحۡمَتَکَ اَرۡجُوۡ فَلَا تَکِلۡنِیۡ اِلٰی نَفۡسِیۡ طَرۡفَۃَ عَیۡنٍ وَ اَصۡلِحۡ لِیۡ شَاۡنِیۡ کُلَّہٗ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنۡتَ ☆ رَوَاہُ اَبُوۡ دَاؤُدَ

(مشکوۃ باب الدعوات فی الاوقات)

ترجمہ :- حضرت ابو بکرہؓ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ غمگین کی دعائیں یہ ہیں۔ الٰہی میں تیری رحمت کا امیدوار ہوں تو مجھے پلک

Marfat.com

جھپکنے کی بقدر بھی میرے نفس کے حوالے نہ کر اور میرے سارے کام بنا- تیرے سواء کوئی معبود نہیں- (ابوداؤد)

تشریح :- مکروب سے مراد وہ شخص ہے جس کو کسی خاص غم و رنج یا فکر نے گھیر لیا ہو- جس سے خلاصی کی صورت نہ بنتی ہو- چونکہ یہ دعا بہت سی دعاؤں کا مجموعہ ہے اس لئے اسے دعوات یعنی دعائیں فرمایا گیا- یہ دعا دفع رنج و غم کے لئے بہت مجرب ہے- سبحان اللہ کیسے پیارے الفاظ ہیں کہ میں صرف تیری ہی رحمت کا امیدوار ہوں اور تیرا نام رجاء السائلین بھی ہے- کوئی آس لگا کر آنے والا سائل تیرے در سے مایوس نہیں لوٹتا لہٰذا مجھے میرے نفس کے حوالے نہ کردے- کہ میرا سب سے بڑا دشمن یہی ہے اور ساتھ ہی میں کمزور بھی ہوں- میں کسی چیز میں تیری مدد کے بغیر کامیاب نہیں ہو سکتا-

اس حدیث پاک کو ابن حبان ' ابن ابی شیبہ ' ابن سنی اور طبرانی نے بھی نقل کیا-

☆☆☆☆☆

Marfat.com

حدیث نمبر :- ۳۲

غم اور قرض سے نجات کی دعاء

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیْ قَالَ قَالَ رَجُلٌ هُمُوْمٌ لَزِمَتْنِیْ وَ دُیُوْنٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَفَلَا اُعَلِّمُکَ کَلَامًا اِذَا قُلْتَهٗ اَذْهَبَ اللّٰهُ هَمَّکَ وَ قَضٰی عَنْکَ دَیْنَکَ قَالَ قُلْتُ بَلٰی قَالَ قُلْ اِذَا اَصْبَحْتَ وَ اِذَا اَمْسَیْتَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْکَسْلِ وَ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَ اَعُوْذُبِکَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّیْنِ وَ قَهْرِ الرِّجَالِ قَالَ فَفَعَلْتَ ذٰلِکَ فَاَذْهَبَ اللّٰهُ هَمِّیْ وَ قَضٰی عَنِّیْ دَیْنِیْ ☆ رَوَاهُ اَبُوْ دَاؤُدَ

(مشکوٰۃ باب الدعوات فی الاوقات)

ترجمہ :- حضرت ابو سعید خدریؓ روایت فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض

Marfat.com

کیا یارسول اللہ ﷺ مجھے غم و قرض چمٹ گئے-فرمایا تو کیا میں تمہیں وہ دعا نہ سکھا دوں کہ جب تم اسے پڑھ لو تو اللہ تمہارے غم مٹا دے اور تمہارا قرض اتار دے- فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا -ہاں ضرور-فرمایا روزانہ صبح اور شام کے وقت یہ پڑھ لیا کرو-اللھم انی اعوذ بک من الھم والحزن واعوذبک من العجز والکسل و اعوذبک من البخل والجبن و اعوذ بک من غلبۃ الدین و قھر الرجال -

فرماتے ہیں میں نے یہ عمل کیا تو اللہ نے میرا غم مٹا دیا اور میرا قرض ادا کر دیا- (ابوداؤد)

تشریح :- صاحب مرقات فرماتے ہیں کہ سائل کے اس عرض کرنے کا مقصد رسول اللہ ﷺ سے استغاثہ یعنی مدد طلب کرنا اور فریاد کرنا ہے- یعنی مجھے ایسے بڑے غم و قرض نے گھیر لیا جو کسی طرح دور نہیں ہوتے-آپ (ﷺ) سے فریاد ہے کیونکہ آپ خالق و مخلوق کے درمیان وسیلہ عظمیٰ ہیں اور ان غموں وغیرہ کو آپ کا وسیلہ عظمیٰ ہی دور کر سکتا ہے- (مرقات)

معلوم ہوا کہ مصیبتوں میں حضور ﷺ کی پناہ لینا حضور ﷺ سے مدد مانگنا سنتِ صحابہ ہے ' شرک نہیں-حضور ﷺ کی بتائی ہوئی دعا کی برکت ' وسیلہ اور آپ کی تعلیم کے اثر سے رب تعالیٰ رنج و قرض سب کچھ دور کر دے گا-کام کرتا

Marfat.com

اللہ ہی ہے مگر وسیلہ کے ذریعہ- بزرگوں سے حاصل کی ہوئی دعاؤں میں دو تاثیریں ہوتی ہیں- الفاظ کی تاثیر اور زبان کی تاثیر- تلوار سان پر رکھ کر تیز کرو پھر اس سے وار کرو-

حدیث پاک میں صبح وشام سے مراد یا تو بعد نمازِ فجر ومغرب کے اوقات ہیں یا ہمیشہ پڑھنا- (مرقات)

صوفیاءِ کرام خاص ضرورت پر ہر نماز کے بعد ایک ایک بار یہ دعا پڑھا کرتے ہیں - ھم وحزن میں کچھ فرق ہے یا دونوں لفظ ہم معنی ہیں- صحیح تر یہ ہے کہ آئندہ مصیبت کے خطرہ کو ''ھم'' کہتے ہیں اور گذشتہ نازل شدہ معیبت کی تکلیف کو ''حزن'' - اسی لئے پختہ ارادے کو ھم کہا جاتا ہے یا تکلیف دہ چیز واقع ہو جانے پر جو صدمہ ہے وہ ھم اور کسی مطلوب کے فوت ہو جانے پر صدمہ حزن - بہر حال یہ دعا بہت جامع ہے- سبحان اللہ دعا کے الفاظ کیسے پیارے ہیں یعنی نیکی پر قادر نہ ہونے اور قادر ہو کر اس کے کرنے میں بوجھل ہو جانے سے تیری پناہ- عجز وکسل میں یہی فرق ہے- نیکی پر قدرت بھی اللہ کی رحمت ہے- اور قدرت کے بعد کر لینے کا موقعہ مل جانا توفیق بھی اس کا کرم ہے-

صدقاتِ واجبہ' صدقات نفلیہ نہ ادا کرنا - سائل کو کبھی بھیک نہ دینا' مہمان نوازی نہ کرنا' حقوقِ مالیہ ادا نہ کرنا - حضور ﷺ کا نام پاک سن کر درود

Marfat.com

شریف نہ پڑھنا وغیرہ بخل ہے- اور تبلیغ کی ہمت نہ ہونا - جہاد میں بزدلی کا آجانا - رزق کے معاملہ میں اللہ پر توکل نہ ہونا ' جبن یعنی بزدلی ہے- مسلمان بھائی سے لڑنے کی ہمت نہ کرنا بزدلی نہیں- فضول خرچی سے بچنا بخل نہیں - آج لوگوں نے سخاوت وفضول خرچی ' بخل وکفایت شعاری ' بہادری اور ایذا رسانی ' بزدلی اور نرمی میں فرق کرنا چھوڑ دیا-

خیال رہے کہ قرض برا نہیں -قرض تو حضور ﷺ نے بھی لیا ہے- غلبۂ دین برا ہے جس کے ادا کی صورت نظر نہ آئے یا جس سے مقروض جھوٹ بولنے ' وعدہ خلافی کرنے پر مجبور ہو جائے- اسی لئے یہاں غلبۂ دین کا ذکر فرمایا اور قہرِ رجال میں یا تو قرض خواہوں کا غلبہ یا بادشاہ کا ظلم یا ظالموں کا گھیر لینا مراد ہے- اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو ان مصیبتوں سے محفوظ رکھے- آمین-

خیال رہے یہ دعا وہ دعا ہے جو تیر بہدف نسخہ ہے اور مجرب بھی ہے- ہر مسلمان کو چاہئے کہ ہمیشہ ہی یہ دعا ہر نماز کے بعد ایک بار ضرور پڑھ لیا کرے- انشاء اللہ قرض وظلم سے محفوظ رہے گا- (مرأت)

☆☆☆☆☆☆

marfat.com
Marfat.com

حدیث نمبر :- ۴۴

جو طاقت کے باوجود حج نہ کرے اس کے لئے وعید

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ یَمْنَعْہُ مِنَ الْحَجِّ حَاجَۃٌ ظَاہِرَۃٌ اَوْ سُلْطَانٌ جَائِرٌ اَوْ مَرَضٌ حَابِسٌ فَمَاتَ وَلَمْ یَحُجَّ فَلْیَمُتْ اِنْشَآءَ یَھُوْدِیًّا وَّ اِنْشَآءَ نَصْرَانِیًّا ☆

رَوَاہُ الدَّارِمِیْ

(مشکوٰۃ کتاب المناسک)

ترجمہ :- حضرت ابو امامہؓ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس کو حج سے کوئی ظاہری ضرورت، ظالم بادشاہ یا روکنے والی بیماری نہ روکے پھر وہ حج کئے بغیر مر جائے تو چاہے یہودی ہو کر مرے اور چاہے عیسائی ہو کر مرے۔ (دارمی)

marfat.com

Marfat.com

تشریح :- ظاہری ضرورت سے مراد فقیری یعنی توشہ و سواری پر قدرت نہ ہونا کہ ہر دونوں چیزیں وجوب حج کی شرطیں ہیں- اور ظالم بادشاہ سے مراد یا تو خود اپنے ملک کا بادشاہ ظالم ہو کہ ظلماً حج کو جانے کی اجازت نہ دیتا ہو یا راستہ میں کسی بادشاہ کی حکومت ہو وہ حجاج کو گزرنے نہ دیتا ہو یا مکہ معظمہ کا بادشاہ ظالم ہو کہ حاجیوں کو داخل نہ ہونے دے ان تینوں صورتوں میں راستہ کا امن مفقود ہے اور راستہ کا امن وجوبِ ادائے حج کی شرط ہے -ظالم کی قید سے معلوم ہوا کہ اگر بادشاہ حاجیوں کو مہربانی ومحبت سے روکے تو اس کا اعتبار نہیں حج فرض ہوگا- (مرقات)

اور بیماری سے وہ بیماری مراد ہے جو سفر سے مانع ہو- تندرستی بعض کے نزدیک شرطِ وجوب ہے- اور بعض کے ہاں شرطِ ادا- پہلی صورت میں بیمار کی طرف سے حج بدل کرانا لازم ہوگا- دوسری صورت میں نہیں- ہمارے امام صاحب کے ہاں شرط ادا ہے کہ اگر کسی کے پاس مال سخت بیماری یا معذوری کی حالت میں آیا ہو تو اس پر حج فرض نہیں- (مرقات)

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کی موت یہود و نصاریٰ کی سی ہے کہ وہ لوگ کتاب اللہ پڑھتے تھے مگر عمل نہ کرتے تھے- ایسے ہی یہ قرآن شریف پڑھتا رہا اور حج کی آیت پر بلا عذر عمل نہ کیا- (مرأت)

صوفیاء فرماتے ہیں کہ دنیا کے سفر کا توشہ مال ہے اور آخرت کے سفر کا

marfat.com
Marfat.com

توشہ نیک اعمال اور خدا تک پہنچنے کا توشہ کمال ہے۔ خیال رہے کہ حاجی گھر سے نکلتے ہی مقبول الدعاء ہے۔ اور واپس گھر میں داخل ہونے تک مستجاب الدعوات رہتا ہے۔ معلوم ہوا کہ حاجیوں کو ایئرپورٹ تک پہنچانا' وداع کرنا اور واپسی پر ان کا استقبال کرنے کے لئے جانا اور ان سے دعا کرانا یہ سب حدیث پر عمل ہے۔

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنھما روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم حاجی سے ملو تو اسے سلام کرو۔ اس سے مصافحہ کرو اور اس کے گھر میں داخل ہونے سے پہلے اپنی دعائے مغفرت کے لئے کہو کیونکہ وہ بخشا ہوا ہے۔ معلوم ہوا کہ حاجی کے آتے جاتے ہوئے راستہ کے گناہ بھی معاف ہیں۔ گھر میں آ کر گناہ شروع ہونگے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مغفور لوگوں سے دعا کرانی چاہئے۔ لہٰذا اولیاء اللہ اور چھوٹے بچوں سے دعا کرانی چاہئے۔ حضرت ابوہریرہؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو حاجی یا غازی یا عمرہ کرنے والا ہو کر گھر سے نکلا پھر راستہ میں مرگیا تو اس کے لئے غازی' حاجی اور عمرہ والے کا ثواب لکھ دیا گیا

(بیہقی شعب الایمان)

یعنی جاتے ہوئے راستہ میں مرگیا۔ اس کی تائید اس آیت کریمہ سے ہے

" وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ "

(جو اپنے گھر سے مہاجر ہو کر نکلا پھر اسے موت آ گئی تو اس کا ثواب اللہ کے ذمہ کرم

marfat.com
Marfat.com

پر ثابت ہو گیا) مگر جو حج فرض ہونے کے بعد برسوں حج کو نہ گیا پھر بڑھاپے میں گیا اور راستہ میں مر گیا تو وہ اس دیر لگانے کا گنہگار ہے۔ (مرقات)

لیکن آج کل حج کرانا حکومت کا ذمہ ہے ۔جس پر حج فرض ہوا تو اس نے اپنی طرف سے حج کے لئے درخواست دے دی لیکن حکومت نے نہ بھیجا تو ایسی صورت میں گنہگاری نہیں ہو گی۔

☆☆☆☆☆☆

حدیث نمبر :- ۳۴

یومِ عرفہ کی فضیلت

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا کَانَ یَوْمُ عَرَفَۃَ اِنَّ اللّٰہَ یَنْزِلُ اِلَی السَّمَآءِ الدُّنْیَا فَیُبَاھِیْ بِھِمُ الْمَلَائِکَۃَ فَیَقُوْلُ انْظُرُوْا اِلٰی عِبَادِیْ اَتَوْنِیْ شُعْثًا غُبْرًا ضَاجِیْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ اُشْھِدُکُمْ اِنِّیْ قَدْ غَفَرْتُ لَھُمْ فَیَقُوْلُ الْمَلَائِکَۃُ یَا رَبِّ

marfat.com
Marfat.com

فَلَانٌ كَانَ يُرْهَقُ وَ فَلَانٌ وَ فَلَانَةٌ قَالَ يَقُولُ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا مِنْ يَوْمٍ اَكْثَرُ عَتِيقًا مِنَ النَّارِ مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ ☆ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ

(مشکوٰۃ باب الوقوف بعرفہ)

ترجمہ :- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے- فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب عرفہ کا دن ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ دنیاوی آسمان کی طرف نزولِ کرم فرماتا ہے- تو حجاج کے حوالے سے فرشتوں پر فخر کرتا ہے- فرماتا ہے میرے بندوں کو دیکھو کہ میرے پاس بکھرے بال 'گرد آلود 'دُور دراز کے راستوں سے شور مچاتے آئے ہیں- میں تمہیں گواہ کرتا ہوں کہ میں نے ان سب کو بخش دیا- فرشتے عرض کرتے ہیں یا رب ! فلاں مرد اور فلاں عورت تو بدکاری کرتے رہے ہیں- فرمایا- رب تعالیٰ فرماتا ہے میں نے انہیں بھی بخش دیا- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عرفہ سے زیادہ کوئی دن لوگوں کے آگ سے چھٹکارا پانے کا نہیں-

(شرح سنہ)

تشریح :- اللہ تعالیٰ اترنے چڑھنے آنے جانے سے پاک ہے- ایسے مقام پر اللہ

marfat.com
Marfat.com

کی رحمت اس کی مغفرت کا اترنا مراد ہے اور آسمانِ دنیا سے پہلا آسمان مراد ہے۔ جو زمین سے قریب ہے چونکہ اس آسمان کے فرشتے زمین والوں سے بہت واقف ہوتے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ کی رحمتیں پہلے اس آسمان پر آتی ہیں۔ پھر زمین پر تاکہ ان فرشتوں کی نگاہ میں خصوصیت سے مسلمانوں کا وقار قائم ہو اور ان کے لئے دعائے مغفرت کیا کریں۔ یہاں حجاج سے مراد عرفہ میں ٹھہرے ہوئے حاجی ہیں اور فرشتوں سے مراد عموماً سارے فرشتے مراد ہیں۔ خصوصاً پہلے آسمان کے فرشتے۔ چونکہ فرشتے انسانوں کے گناہ دیکھتے رہتے ہیں اس لئے انہیں خصوصیات سے مسلمانوں کی نیکیاں دکھائی جاتی ہیں۔ یہ رب کی بندہ نوازی ہے کہ ہمارے گناہوں پر فرشتوں کو اس طرح اہتمام سے متوجہ نہیں کیا جاتا۔ مگر نیکیوں پر جو اسی کی توفیق سے ہیں فرشتوں کو متوجہ بھی کیا جاتا ہے اور ثواب بھی انہیں گواہ بنا کر دیا جاتا ہے۔

سبحان اللہ حدیث پاک میں کیا پیارے کلمات ہیں۔ بحالتِ احرام حجاج پراگندہ بال بھی ہوتے ہیں کہ اس حال میں کنگھی کرنا منع ہے اور گرد و غبار میں اٹے ہوئے بھی کہ وہ ریگستانی علاقہ ہے۔ حجاج زیادہ غسل بھی نہیں کر سکتے۔ دور دراز ممالک سے لبّیک کا شور مچاتے پہنچتے ہیں۔ اس حدیث پاک سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کسی برکت والی جگہ پر جانا گویا رب کے پاس جانا ہے۔ دیکھو عرفات میں پہنچنے والوں کو فرمایا گیا کہ یہ میرے پاس آئے۔ کیونکہ عرفات وہ مقام ہے جہاں انبیاء کرامؑ گزرے یا رہے ہیں۔ لہٰذا انبیاء اور اولیاء کے مزارات پر

marfat.com
Marfat.com

حاضری دینا رب کے پاس جانا ہے۔ دوسرا یہ کہ اللہ کے مقبولوں کو اچھے کام پر گواہ بنا لینا چاہئے۔ لوگوں کو یہ کہتے سنا گیا کہ نیکیاں مقبولوں کے سامنے کرو اور گناہ ان سے چھپاؤ ان سے غیرت کرو۔

فرشتوں کا یہ کہنا کہ خدایا ہم نے فلاں حاجی اور فلاں حاجن کو فسق اور بڑے بڑے گناہ گذشتہ زمانہ میں کرتے دیکھا ہے۔ کیا یہ بھی بخش دیئے گئے؟ یہ کلام اظہارِ تعجب کے لئے ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ آسمان کے رہنے والے فرشتے بھی ہمارے ہر عمل سے خبردار ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "وَيَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ" وہ جانتے ہیں جو کچھ تم کرتے ہو۔

تو اگر اللہ کے حبیب گنبدِ خضراء میں رہتے ہوئے ہمارے ہر عمل سے خبردار ہوں اور ہماری بدکاریوں کی ستاری اور ہمارے گناہوں کی شفاعت اور نیکوکاروں کی دعائے قبولیت فرماتے ہوں تو کیا تعجب ہے۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے کہتا ہے کہ اگرچہ عرفات میں آئے ہوئے کچھ لوگ برے ہیں مگر جگہ اچھی ہے۔ اچھوں کی جگہ اور اچھوں کے پاس آ گئے۔ میں نے انہیں بخش دیا کہ اچھوں کا ساتھی بھی محروم نہیں رہتا۔ کیونکہ لکڑی کے سنگ لوہا بھی تر جاتا ہے۔ حاکم کی روایت میں یوں ہے کہ اے میرے حاجی بندو! اگر تمہارے گناہ ریگستانوں کے ذروں، پانی کے قطروں اور درختوں کے پتوں کے برابر بھی ہوں تب بھی تمہیں بخش دیا۔ جاؤ میں نے تمہیں بھی بخشا اور جس کی تم سفارش کرو اس کو بھی بخشا۔ (مرقات)

marfat.com

Marfat.com

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ نویں بقرعید کو عام مسلمانوں کی بخشش ہوتی ہے۔ حاجی ہوں یا غیر حاجی۔ بقرعید کی رات کی بڑی شان ہے۔ بلکہ بعض علماء تو اس کو لیلۃ القدر سے بھی افضل مانتے ہیں۔ (مرأت)

☆☆☆☆☆☆☆

حدیث نمبر :- ۳۵

حضور ﷺ کی زیارت اور مدینہ منورہ میں قیام

عَنْ رَجُلٍ مِّنْ اٰلِ الْخَطَّابِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ زَارَنِيْ مُتَعَمِّدًا كَانَ فِيْ جِوَارِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَمَنْ سَكَنَ الْمَدِيْنَةَ وَصَبَرَ عَلٰى بَلَائِهَا كُنْتُ لَهٗ شَهِيْدًا وَّ شَفِيْعًا يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ وَمَنْ مَّاتَ فِيْ اَحَدِ الْحَرَمَيْنِ بَعَثَهُ اللّٰهُ مِنَ الْاٰمِنِيْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ☆ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ

marfat.com
Marfat.com

(مشکوۃ باب حرم المدینہ)

ترجمہ :- اولادِ خطاب ؓ کے ایک مرد سے روایت ہے - وہ نبی اکرم ﷺ سے راوی - حضور ﷺ نے فرمایا جو قصداً میری زیارت کرے وہ قیامت کے دن میری امان میں ہوگا - اور جو مدینہ منورہ میں رہے اور یہاں کی تکالیف پر صبر کرے قیامت کے دن میں اس کا شفیع اور گواہ ہونگا - اور جو دونوں حرم سے کسی حرم میں مر جائے تو وہ قیامت کے دن امن والوں سے ہوگا - (بیہقی شعب الایمان)

تشریح :- میری زیارت کرنے والا بروزِ قیامت میری امان میں ہوگا - اس جملہ کے علماء نے اور معنیٰ کئے ہیں 'عاشقوں نے کچھ اور کئے ہیں - علماء فرماتے ہیں کہ جو مدینہ منورہ صرف روضۂ رسول ﷺ کی زیارت کی نیت سے جائے 'نام ونمود یا کوئی تجارتی کاروبار 'دنیاوی کام مقصود نہ ہو تو وہ قیامت میں حضور ﷺ کا پڑوسی اور حضور کی امان میں ہوگا - مسجد نبوی کی زیارت 'بقیع اور مسجدِ قبا کی حاضری اسی کے تابع ہو - اصل مقصود حاضری بارگاہِ عالی ہو - جیسے نفل نماز میں اصل مقصود رضائے الٰہی ہے - مگر کبھی قضاء حاجات 'اداء شکر' تحیۃ الوضوء وغیرہ بھی اس سے ادا ہو جاتے ہیں مگر اس کے تابع - لیکن عشاق کہتے ہیں کہ مدینہ پاک کی حاضری میں مسجدِ نبوی شریف 'جنت البقیع وغیرہ کی حاضری کی بھی نیت نہ کرے - بلکہ بعض عشاق تو حج کے سفر میں مدینہ پاک حاضر نہ ہوئے بلکہ مدینہ منورہ کے لئے مستقل الگ سفر کیا اور

Marfat.com

اِس حدیث پاک کو ظاہری معنیٰ پر محمول فرمایا- مدینہ پاک کی حاضری صرف زیارت کے لئے ہو اس سے وہ لوگ عبرت پکڑیں جو کہتے ہیں کہ وہاں کی حاضری صرف مسجد نبوی کی نماز کی نیت سے ہو - زیارت کی نیت نہ ہو - معاذ اللہ مسجدیں تو دنیا میں ہزار ہا ہیں اس مسجد کی عظمت زیادہ کیوں ہے ؟ صرف حضور ﷺ کے دم قدم سے- معلوم ہوا کہ قیامت میں حضور ﷺ کی امان ہی کام آئے گی- وہ لوگ غور کریں جو کہتے ہیں کہ خدا کے سوا کسی کی امان نہیں- (مرقات' لمعات' اشعۃ)

سرکار عالی ﷺ نے فرمایا کہ تا قیامت اور خصوصا میری ظاہری حیات شریف کے زمانہ میں جو مدینہ پاک کی ظاہری تکالیف پر صبر کر جائے اسے کل قیامت میں میری خاص شفاعت میسّر ہو گی جو دوسروں کو نصیب نہ ہو گی- فرمایا مکہ مکرمہ یا مدینہ منورہ میں مرنے والا قیامت کی بڑی گھبراہٹ جسے فزع اکبر کہتے ہیں اس سے محفوظ رہے گا- مگر یہ فائدے صرف مسلمانوں کے لئے ہیں- (مرأت)

شاعر کہتا ہے :-

اے کعبہ از یمن قدومِ تو صد شرف
وے مردہ را ز مقدمِ پاک تو صد صفا
بطحا زنورِ طلعتِ تو صد یافتہ فروغ
یثرب ز خاک پائے تو با رونق و بہا

marfat.com
Marfat.com

ترجمہ :- اے وہ ذات کہ تیرے آنے کی برکت سے کعبے کو سو شرف ملے- صفا و مروہ کو بھی تیرے آنے سے سو عزت ملی- تیرے نُور سے وادیٔ بطحاء کو فروغ ملا - تیری خاک پائے یثرب کی ویرانی میں رونق و برکت آ گئی-

شیخ عبدالحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں کہ بعض عارفین نے حج کیا لیکن زیارت نہ کی تا کہ آنحضرت ﷺ کی زیارت حج کے طفیل اور تابع نہ ہو جائے- فرماتے ہیں کہ یہ انتہائی عشق اور شوق ہے- ورنہ حقیقت اور صواب یہ ہے کہ حج کے ساتھ زیارت کرنا بہت مناسب ہے- بہتر ہے خصوصاً دور دراز علاقہ جات کے لوگوں کیلئے جن کو حاضری کے لئے بہت محنت کرنا پڑتی ہے- علماء کا خیال ہے کہ حج کے بعد زیارت کرنا بہت مناسب ہے- (اشعۃ اللمعات)

حضرت علامہ غلام رسول رضوی تفہیم البخاری شرح بخاری میں فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے مدینہ منورہ میں آنے والے کو ملامت کیا کرتے تھے - اسلئے اس کو یثرب کہتے تھے- کیونکہ اس کی آب و ہوا غیر موافق تھی لیکن جب سرورِ کائنات ﷺ نے وہاں قدم رکھا تو یثرب شفاء کا مرکز بن گیا -

" غُبَارُ الْمَدِيْنَةِ شِفَاءٌ مِنَ الْجُذَامِ " (مدینہ منورہ کے غبار میں کوہڑوں کی شفاء ہے-)

(تفہیم البخاری)

marfat.com
Marfat.com

شارح بخاری مولانا محمد شریف الحق فرماتے ہیں کہ حضور علیہ کی دعا کی برکت سے مدینہ کی آب و ہوا صحت افزاء ہوگئی - ہوائیں نسیم سحر کی طرح جانفزاء ' پانی آب حیات کی طرح شیریں - جتنا ہلکا 'لذیذ پانی مدینہ منورہ کا ہے دنیا میں کہیں نہیں -

(نزہت القاری)

☆☆☆☆☆

حدیث نمبر :- ۳۶

حج کے بعد زیارت کرنا گویا زندگی میں زیارت کرنا ہے

عَنْ اِبْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعًا مَنْ حَجَّ فَزَارَ قَبْرِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ کَانَ کَمَنْ زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ ☆

رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَان

(مشکوٰۃ باب حرم المدینہ)

ترجمہ :- حضرت ابن عمرؓ سے مرفوعا روایت ہے کہ جو میری وفات کے بعد حج کرے پھر میری قبر کی زیارت کرے وہ اسی طرح ہوگا جو میری زندگی میں میری

marfat.com
Marfat.com

زیارت کرے۔ (بیہقی شعب الایمان)

تشریح :- لفظ ''ف'' سے معلوم ہوتا ہے کہ حج پہلے کرے مدینہ پاک بعد میں حاضر ہو -علماء کرام نے فرمایا کہ حج فرض میں پہلے حج کرنا افضل ہے اور حجِ نفل میں پہلے زیارتِ مدینہ طیبہ بہتر ہے- تا کہ مدینہ پاک سے حج کے لئے رخصت ہو نہ کہ گھر جانے کے لئے -بعض عشاق حجِ نفل میں زیارت کی نیت سے گھر سے چلتے ہیں راستہ میں مکہ مکرمہ پڑتا ہے تو حج بھی کر لیتے ہیں-

کعبہ کا نام تک نہ لیا طیبہ ہی کہا
پوچھا کسی نے ہم کو نہضت کدھر کی ہے
کعبہ بھی ہے انہیں کی تجلی کا ایک ظل
روشن انہیں کے نور سے پتلی حجر کی ہے

علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں -

تو فرمودی رہِ بطحا گرفتیم
وگرنہ جز تو ما را منزلے نیست

ترجمہ :- آپ کا فرمان تھا تو بطحا (مکہ) بھی چلا گیا- ورنہ ہماری منزل تو آپ کا آستانہ ہے-

حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس نے میری قبر کی زیارت کی گویا اس نے میری

marfat.com
Marfat.com

زیارت کی - یہ اس لئے ہے کہ حضور ﷺ اپنی قبرِ انور میں بحیاتِ حقیقی دنیاوی زندہ و حیات ہیں کہ آپ سے ہر طرح کی مدد و نصرت حاصل کی جاتی ہے-

(مرقات ' لمعات ' اشعۃ)

شہدا کی حیات معنوی ہے- حضور ﷺ کی حیات حقیقی دنیاوی ہے کہ رزق بھی ملتا ہے- (اشعۃ)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں-

ترجمہ کہ زیارت شریف کے فوائد اور بشارتوں سے ایک یہ بھی ہے کہ زائر کو صحبت معنوی اور اس کے برکات و فیوضات حاصل ہو جاتے ہیں- یہ آنحضرت ﷺ کی حیاتِ حقیقی و دنیاوی کا بیّن ثبوت ہے- بخلاف شہداء کے کہ وہ حیاتِ معنوی سے مشرف ہیں- (اشعۃ اللمعات)

☆☆☆☆☆☆

حدیث نمبر :- ۳۷

ہاتھ کی کمائی سے کھانا بہت اچھا ہے

عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ مَعْدِيكَرِبَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

marfat.com
Marfat.com

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا اَکَلَ اَحَدٌ طَعَامًا قَطُّ خَیْرًا مِنْ اَنْ یَّاکُلَ مِنْ عَمَلِ یَدَیْہِ وَاَنَّ نَبِیَّ اللّٰہِ دَاوٗدَ عَلَیْہِ السَّلَامُ کَانَ یَاکُلُ مِنْ عَمَلِ یَدَیْہِ ☆

رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ (مشکوٰۃ کتاب البیوع)

ترجمہ :- حضرت مقداد ابن معدیکربؓ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسی شخص نے کبھی کوئی کھانا اس سے اچھا نہ کھایا کہ انسان ہاتھوں کی کمائی سے کھائے - اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھوں کے عمل سے کھاتے تھے- (بخاری)

تشریح :- ہاتھوں سے مراد پوری ذات ہے ہاتھ سے کمائے یا پاؤں سے یا آنکھ یا زبان سے الغرض اپنی قوت اور طاقت سے حلال روزی کمائے - اللہ تعالیٰ فرماتا ہے -بِمَا کَسَبَتْ اَیْدِیْکُمْ (جو کچھ تمہارے ہاتھوں نے کمایا) وہاں بھی ''اَیْدِیْ'' سے مراد ہاتھوں یعنی ذات ہی مراد ہے- مقصد یہ ہے کہ دوسروں کی کمائی پر اپنا گزارہ نہ کرے -خود محنت کرے-

اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام باوجود اس کے کہ آپ بادشاہ تھے مگر آپ نے کبھی خزانہ سے اپنی ذات پر خرچ نہ کیا - بلکہ روزانہ ایک زرہ بناتے تھے- جسے چھ ہزار درہم میں فروخت کرتے تھے - دو ہزار درہم اپنے بال بچوں پر خرچ

marfat.com
Marfat.com

فرماتے اور چار ہزار درہم فقراء بنی اسرائیل پر خیرات کرتے تھے۔

(مرقات)

علماء فرماتے ہیں کہ بقدرِ ضرورت کمائی کرنا فرض ہے اور زیادہ کمانا مباح اور فخر و زیادتی مال کے لئے کمائی مکروہ ہے۔ کسبِ حلال و طلبِ معاش ایسا مبارک مشغلہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام اور عوام کو جمع فرما دیا۔ لہٰذا یہ فرضِ خداوندی بھی ہے۔ سنتِ مصطفوی ﷺ بھی اور سنتِ انبیاء بھی۔ انبیاء کرام نے مختلف پیشے اختیار فرمائے کسی نے چندہ یا سوال پر زندگی نہ گذاری۔ حضرت آدم علیہ السلام اولاً کپڑا سازی پھر کھیتی باڑی کرتے تھے۔ حضرت نوح علیہ السلام لکڑی کا پیشہ، حضرت ادریس علیہ السلام درزی کا کام حضرت ہود علیہ السلام اور حضرت صالح علیہ السلام تجارت، حضرت ابراہیم علیہ السلام کھیتی باڑی، حضرت شعیب علیہ السلام جانور پالتے تھے۔ حضرت لوط علیہ السلام کھیتی باڑی، حضرت موسیٰ علیہ السلام بکریاں چراتے تھے، حضرت داؤد علیہ السلام زرہ بناتے اور حضرت سلیمان علیہ السلام اتنے بڑے ملک کے مالک ہو کر بھی پنکھے اور زنبیلیں بنا کر گزارہ کرتے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہمیشہ سیاحی کرتے تھے۔ حتیٰ کہ ہمارے حضور ﷺ نے بکریاں بھی چرائیں اور تجارت بھی کی۔ (مرأت اسلامی زندگی)

یہ حلیمہ بھید کھلا نہیں یہ مقامِ چوں و چرا نہیں
تو خدا سے پوچھ وہ کون تھے تیری بکریاں جو چرا گئے

marfat.com

Marfat.com

بخاری شریف میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے کوئی بھی ایسا نبی نہیں بھیجا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں- اس پر صحابہ نے عرض کیا اور حضور ﷺ نے بھی فرمایا 'ہاں میں بھی قراریط پر مکے والوں کی بکریاں چراتا تھا-

شارح بخاری محمد شریف الحق فرماتے ہیں کہ جانور چرانے کا کام عرب میں حقیر نہیں تھا- بڑے بڑے شرفاء کے بچے یہ کام کرتے تھے اس سے تحمل 'بردباری' جفاکشی 'تعلیم و تربیت کے مختلف نشیب و فراز اور اصلاح و تہذیب کی بہترین مشق ہوتی ہے -اسی لئے ہر نبی کے لئے قبل نبوت اسے ضروری قرار دیا گیا- (نزہۃ القاری)

☆☆☆☆☆

حدیث نمبر :- ۳۸

دل ایک ٹکڑا ہے جو جسم کا بادشاہ ہے

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بُشَيْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْحَلَالُ بَيِّنٌ وَّالْحَرَامُ بَيِّنٌ وَ

marfat.com
Marfat.com

بَيْنَهُمَا مُشْتَبِهَاتٌ لَا يَعْلَمُهُنَّ كَثِيرٌ مِّنَ النَّاسِ فَمَنِ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ اِسْتَبْرَءَ لِدِيْنِهٖ وَ عِرْضِهٖ وَ مَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ وَقَعَ فِي الْحَرَامِ كَالرَّاعِيْ يَرْعٰى حَوْلَ الْحِمٰى يُوْشِكُ اَنْ يَّرْتَعَ فِيْهِ اَلَا وَ اِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى اَلَا وَ اِنَّ حِمَى اللّٰهِ مَحَارِمُهٗ اَلَا وَ اِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً اِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ وَ اِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ اَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ ☆ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

(مشکوۃ کتاب البیوع)

ترجمہ :- حضرت نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے- فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی ظاہر ہے اور ان کے درمیان کچھ شبہات کی چیزیں ہیں جن کو بہت سے لوگ نہیں جانتے- تو جو شبہات سے بچے گا وہ اپنا دین اور اپنی آبرو بچالے گا- اور جو شبہات میں پڑے گا وہ حرام میں واقع ہو جائے گا جیسے جو چرواہا شاہی چراگاہ کے آس پاس چرائے تو قریب ہے کہ اس میں جانور چر لیں- آگاہ رہو کہ ہر بادشاہ کی چراگاہ ہوتی ہے اور اللہ کی مقرر کردہ چراگاہ اس کے محرمات ہیں۔ آگاہ رہو کہ جسم میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے جب وہ ٹھیک ہو جائے تو

marfat.com
Marfat.com

سارا جسم ٹھیک ہو جاتا ہے اور جب وہ بگڑ جائے تو تمام جسم بگڑ جاتا ہے- خبردار وہ دل ہے- (مسلم و بخاری)

تشریح :- حدیث پاک کے راوی حضرت نعمان بن بشیرؓ بروزنِ زُبیر" ہے- آپ کم عمر صحابی ہیں -ہجرت سے چودہ ماہ بعد پیدا ہوئے- آپ انصار میں پہلے بچے ہیں جو پیدا ہوئے - جیسے مہاجرین میں پہلے حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ پہلے بچے ہیں- حضور ﷺ کی وفات کے وقت آٹھ سال سات ماہ کے تھے-کوفہ میں قیام رہا اور امیر معاویہ کی طرف سے عراق کے حاکم تھے- جب حضرت امام حسینؓ نے مسلم بن عقیلؓ کو کوفہ بھیجا تو آپ اس وقت یزید ابن معاویہ کی طرف سے کوفہ کے حاکم تھے- آپ نے حضرت مسلمؓ سے کوئی تعرض نہ کیا اس لئے یزید نے آپ کو معزول کر دیا - اور عبیداللہ ابن زیاد کو مقرر کیا- جب حضرت امام حسینؓ کا سر مبارک کوفہ سے شام بھیجا گیا اس وقت اہلِ بیت پر یہی نعمان مقرر تھے- آپ نے راستے میں اہلِ بیت کی بہت خدمات انجام دیں اور اہلِ بیتِ اطہار نے آپ کو بہت دعائیں دیں- رضی اللہ عنہ (اشعۃ)

یہ حدیث اصل اصولِ دین ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ چیزیں تین قسم کی ہیں بالکل حلال جن کی حلت نص سے ثابت ہے- دوسری بالکل حرام جن کی حرمت منصوص ہے- جیسے محرمات وفواحش اور مشتبہات جن میں حلت وحرمت کے دلائل متعارض

marfat.com
Marfat.com

ہیں یا حلت و حرمت کی دلیل نہیں - اصل حلال پر عمل کرو اصل حرام سے بچو اور مشتبہات سے احتیاطاً پرہیز کرو - کہ شاید حرام ہوں - مگر جن میں حلت کی اصل موجود ہو وہ مشتبہ نہیں انہیں حرام سمجھنا محض باطل وہم ہے - لہٰذا یہ نہیں کہہ سکتے کہ چونکہ میلاد شریف اور عُرس بزرگاں کو بعض حرام بھی کہتے ہیں لہٰذا یہ مشتبہات سے ہے-

(مرقات)

جو شخص مشتبہات سے پرہیز نہ کرے گا وہ آخرکار محرمات میں بھی پھنس جائے گا - اس لئے مشتبہات سے بچنا چاہئے - شاہی چراگاہ سے دور ہی رہتے ہیں تا کہ کوئی جانور بے قابو ہو کر اس چراگاہ میں نہ گھس جائے اور ہم مجرم ہو جائیں - مگر بے احتیاط چرواہے وہاں قریب پہنچ جاتے ہیں اور آخرکار ان کا جانور وہاں گھس جاتا ہے اور یہ مجرم ہو کر پکڑے جاتے ہیں - ایسے ہی مشتبہات میں واقع ہونے والا کبھی حرام میں بھی گرفتار ہو جائے گا - تم چرواہے ہو نفس بے سمجھ جانور ہے محرماتِ شاہی چراگاہ ہے اور مشتبہات اس چراگاہ کے متصل زمین ہے اور جسم میں گوشت کا وہ ٹکڑا جو ٹھیک ہو تو سارا جسم ٹھیک - خراب ہو تو سارا جسم بگڑ جائے -

حضور ﷺ نے فرمایا خبردار وہ دل ہے یعنی دل بادشاہ ہے جسم اس کی رعایا جیسے بادشاہ کے درست ہو جانے سے تمام ملک ٹھیک ہو جاتا ہے - ایسے ہی دل سنبھل جانے سے تمام جسم ٹھیک ہو جاتا ہے - دل ارادہ کرتا ہے جسم اس پر عمل کی کوشش کہ دل میں برے ارادے نہ پیدا ہوں اس لئے صوفیاء کرام دل کی اصلاح پر بہت زور

marfat.com
Marfat.com

دیتے ہیں۔ (اشعتہ)

یہ دل ہی تو ہے کہ اگر اللہ کے ذکر سے آباد ہو تو دنیا جنت بنا دیتا ہے۔ ورنہ غفلت شعار انسان لذات فانیہ کے چکر میں پھنس کر گرداب معاصی میں جا گرتا ہے۔ دل ویران ہو کر دنیا کو ویران اور بے سکون بنا دیتا ہے۔

دل گلستان تھا تو ہر شے سے ٹپکتی تھی بہار
دل بیاباں کیا ہوا عالم بیاباں ہو گیا

جب اس دل کی اصلاح ہوتی ہے تو اصل زندگی شروع ہوتی ہے مرنے جینے کے خوف سے وہ بے نیاز ہو جاتا ہے ۔ اس کی موت وحیات برابر ہوتی ہے ۔ سَوَآءً مَّحْيَاهُمْ وَ مَمَاتُهُمْ ۔

مولانا سعدیؒ کہتے ہیں۔

دل زندہ ہرگز نہ گردد ہلاک
تنِ زندہ دل گر بمیرد چہ باک

ترجمہ :۔ زندہ دل مرتا نہیں زندہ دل وجود اگر مر بھی جائے تو کیا حرج ہے حضرت امام ابو حنیفہؒ سے کسی نے پوچھا کہ آپ کی عمر کتنی ہے ۔ فرمایا پندرہ سال ' اس نے کہا کہ آپ کی عمر تو بہت زیادہ ہے۔ فرمایا میں اپنی عمر اس دن سے شمار کرتا ہوں جب سے میرا روحانی تعلق حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے قائم ہوا ۔ حافظ کہتے ہیں

marfat.com
Marfat.com

؎ عمر ہماں بود کہ با یار بسر رفت
باقی ہمہ بے خبری و بے حاصلی بود

ترجمہ :- عمر تو وہی تھی جو یار کے ساتھ گزری' باقی سب بے حاصل ورائیگاں ہے۔

☆☆☆☆☆☆

حدیث نمبر :- ۳۹

دودھ کی تجارت کرنا اور اس کے احکام

عَنْ اَبِیْ بَکْرِ بْنِ اَبِیْ مَرْیَمَ قَالَ کَانَتْ لِمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِیْکَرِبَ جَارِیَۃٌ تَبِیْعُ اللَّبَنَ وَ تَقِبِضُ الْمِقْدَامُ ثَمَنَہٗ فَقِیْلَ لَہٗ سُبْحَانَ اللّٰہِ اَتَبِیْعُ اللَّبَنَ وَتَقِبِضُ الثَّمَنَ فَقَالَ نَعَمْ وَ مَا بَاسٌ بِذٰلِکَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَیَاتِیَنَّ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ لَا یَنْفَعُ فِیْہِ اِلَّا الدِّیْنَارُ وَالدِّرْہَمُ ☆

رَوَاہُ اَحْمَدُ (مشکوٰۃ کتاب البیوع)

marfat.com
Marfat.com

ترجمہ :- حضرت ابو بکر ابن مریمؒ سے روایت ہے- فرماتے ہیں کہ حضرت مقدادؓ ابن معدیکرب کی ایک لونڈی تھی- جو دودھ بیچتی تھی اور حضرت مقدادؓ اس کی قیمت لیتے تھے- ان سے کہا گیا سُبْحَانَ اللّٰہ آپ دودھ بیچتے ہیں اور اسکی قیمت پر قبضہ کرتے ہیں -فرمایا اس میں کوئی مضائقہ نہیں- میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ لوگوں پر ایک وہ زمانہ آئے گا جس میں صرف روپیہ پیسہ ہی نفع دے گا- (احمد)

تشریح :- حضرت مقدادؓ مشہور صحابی ہیں- اور لونڈی سے مراد مملوکہ لونڈی ہے جسے آپ نے خرید و فروخت کیا اجازت دی تھی- اس قسم کے غلام کو فقہاء عبد ماذون کہتے ہیں-

شاید اس زمانہ میں اہلِ عرب دودھ کی تجارت کو ناپسند کرتے تھے- جیسے کچھ عرصہ قبل پنجاب میں بھی ذی حیثیت لوگ دودھ بیچنے کو ناپسند کرتے تھے- گھی فروخت کرتے تھے یا اس کا مطلب یہ ہو گا کہ آپ جیسے عظمت والے لوگوں کو چاہئے کہ دودھ مفت دیا کریں- کیونکہ اس میں خیرِ کثیر ہے- اس پر قیمت کیسی ؟

خلاصہ جواب یہ ہے کہ جس کاروبار سے اللہ و رسول ﷺ منع نہ فرمائیں وہ حلال ہے- عرف یا خیالات سے کوئی شے حرام نہیں ہو جاتی اور اب تو زمانہ ایسا آ گیا ہے کہ کمال نہیں دیکھا جاتا مال کی قدر ہوتی ہے- مالدار عالم کی تبلیغ و وعظ مؤثر

marfat.com
Marfat.com

ہے۔تو ہمیں چاہئے کہ مال کما کر کمال پھیلائیں۔اللہ اکبر جب زمانہ صحابہ میں یہ حال ہو چکا تھا تو موجودہ زمانے کا کیا پوچھنا۔ اب تو مبلغین علماء کے لئے فقیری زہر قاتل ہے۔مالدار عالم کا وعظ بھی مؤثر ہوتا ہے۔ علماء کو چاہئے کہ فقیری و ناداری سے بچیں۔حلال ذریعوں سے مال ضرور حاصل کریں۔ (مرأت)

صاحب مرقات فرماتے ہیں کہ علماء سلف فرماتے تھے۔خوب تجارتیں اور کمائیاں کرو کیونکہ تم ایسے زمانے میں ہو جبکہ حاجتمند پہلے اپنے دین کو ہی کھا جاتا ہے۔ایک بار حضرت سفیان ثوری کچھ اشرفیاں اپنے ہاتھوں میں اُلٹ پلٹ رہے تھے اور فرماتے جاتے تھے کہ اگر میرے پاس یہ مال نہ ہوتا تو بنی عباس مجھے رومال بنالیتے اور مجھ سے اپنے مَیل پونچھتے۔ (مرقات)

☆☆☆☆☆☆

حدیث نمبر :- ۴۰

تجارت میں نرمی کے بدلے جنّت

عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ رَجُلًا كَانَ فِيْمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ اَتَاهُ

marfat.com
Marfat.com

الْمَلَکُ لِيَقْبِضَ رُوحَهُ فَقِيلَ لَهُ هَلْ عَمِلْتَ مِنْ خَيْرٍ قَالَ مَا أَعْلَمُ قِيلَ لَهُ أُنْظُرْ قَالَ مَا أَعْلَمُ شَيْئًا غَيْرَ إِنِّي كُنْتُ أُبَايِعُ النَّاسَ فِي الدُّنْيَا أُجَازِيهِمْ فَأُنْظِرُ الْمُوسِرَ وَأَتَجَاوَزُ عَنِ الْمُعْسِرِ فَأَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ نَحْوَهُ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ وَأَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ فَقَالَ اللّٰهُ أَنَا أَحَقُّ بِذَا مِنْكَ تَجَاوَزُوا عَنْ عَبْدِي ☆

(مشکوٰۃ باب المساھلۃ فی المعاملۃ)

ترجمہ:- حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے - فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم سے اگلے لوگوں میں ایک شخص تھا جس کے پاس اس کی روح قبض کرنے فرشتہ آیا تو اس سے کہا گیا کہ تو نے کوئی نیکی کی ہے - وہ بولا میں نہیں جانتا - اس سے کہا گیا غور تو کر - بولا اس کے سواء اور کچھ نہیں جانتا کہ میں دنیا میں لوگوں سے تجارت کرتا تھا اور ان پر تقاضا کرتا تھا تو امیر کو مہلت دے دیتا اور غریب کو معافی - چنانچہ اللہ نے اسے جنت میں داخل فرما دیا - (مسلم و بخاری اور مسلم کی روایت اسی طرح ہے - عقبہ ابن عامر اور ابو مسعود انصاری سے پھر رب نے فرمایا کہ میں اس

marfat.com

Marfat.com

مہربانی کا تجھ سے زیادہ حقدار ہوں- میرے بندے سے درگذر کرو)

تشریح :- ظاہر یہ ہے کہ یہ سوال اس سے جانکنی کے وقت ہوا یا قبر میں اور سوال کرنے والے یا تو وہ فرشتے تھے جو جان نکالنے آئے تھے یا منکر نکیر جو قبر کا حساب لیتے ہیں- اگرچہ قبر میں صرف ایمان کا حساب ہے- اعمال کا حساب تو قیامت میں ہوگا- مگر یہ اس شخص کی خصوصیات سے ہے کہ اس سے قبر میں ہی اعمال کا حساب ہوگا- بعض شارحین نے فرمایا قیل بمعنیٰ یقال ہے اور یہ واقعہ سوال و جواب کا قیامت میں ہوگا- (لمعات اشعۃ مرقات)

معلوم ہوا کہ مرتے وقت اور قبر و حشر میں انسان کو اپنے بُرے بھلے اعمال یاد ہونگے- اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰی نَفْسِهٖ بَصِیْرَةٌ وَّ لَوْ اَلْقٰی مَعَاذِیْرَهٗ" (بلکہ انسان اپنی جان پر باخبر ہے اگرچہ بہانے عذر پیش کرے)

اس شخص نے جواب دیا کہ میرے معاملات درست تھے- ان میں اخلاق کو دخل تھا اگر امیر کو ادائے قرض میں دیر لگتی تھی تو میں صبر کرتا تھا- اس پر جلدی دینے کی سختی نہ کرتا تھا اور اگر میرا مقروض قرض ادا کرنے کے قابل نہ ہوتا تو اسے بالکل معاف کر دیتا تھا تاکہ وہ دنیا و آخرت میں پھنسا نہ رہے- اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے- ایک یہ کہ جو بندوں پر مہربانی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر کرم فرماتا ہے- کسی کو

marfat.com
Marfat.com

پھانسنے کی کوشش نہ کرو۔ بلکہ پھنسے کو نکالنے کی کوشش کرو۔ دوسرا یہ کہ معمولی نیکی کو بھی معمولی سمجھ کر چھوڑ نہ دو۔ کبھی ایک قطرہ جان بچالیتا ہے ۔ممکن ہے کہ چھوٹا عمل بخشش کا ذریعہ بن جائے اور کوئی معمولی گناہ چھوٹا سمجھ کر نہ کرو کبھی چھوٹی چنگاری سارا گھر جلا ڈالتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا - پھنسے ہوؤں کو نکالنا ' لوگوں پر رحم کرنا تو میری صفت ہے۔ جب تو اخلاقِ الٰہیہ سے موصوف ہوا تو میں بھی تجھے بخش دیتا ہوں۔ یہی اس حدیث کا مطلب ہے کہ تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰهِ (اللہ تعالیٰ کی عادات اختیار کرو) معلوم ہوتا ہے کہ انسان عبادات کے ساتھ معاملات بھی ٹھیک کرے۔ (مرأت)

☆☆☆☆☆☆

حدیث نمبر :- ۴۱

سُود کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَیَاْتِیَنَّ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ لَا یَبْقٰی اَحَدٌ

marfat.com
Marfat.com

اِلَّا اٰکِلَ الرِّبٰو فَاِنْ لَّمْ یَاْ کُلْہُ اَصَابَہٗ مِنْ بُخَارِہٖ وَ

یُرْوٰی مِنْ غُبَارِہٖ ☆

رَوَاہُ اَحْمَدُ وَ اَبُوْ دَاؤُدَ وَالنِّسَائِیُ وَ ابْنُ مَاجَۃَ

(مشکوٰۃ باب الربٰو)

ترجمہ :- حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ وہ رسول اللہ ﷺ سے راوی کہ آپ ﷺ نے فرمایا لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا جب کہ سود کھائے بغیر کوئی نہ رہے گا۔ اگر سود نہ بھی کھائے گا تو اسے سود کا اثر ضرور پہنچے گا۔ یہ بھی روایت ہے کہ اس کا غبار پہنچے گا۔ (احمد 'ابوداؤد ' نسائی 'ابن ماجہ)

تشریح :- یہ اس طرح ہوگا کہ سود کا رواج عام ہو جائے گا اور ہر شخص بلا واسطہ یا بالواسطہ کبھی نہ کبھی سود ضرور کھالے گا ۔ جیسا کہ آج کل ہو رہا ہے۔ کوئی کاروبار بغیر بینک کے نہیں چلتا اور کوئی بینک بغیر سود کے لین دین نہیں کرتا۔ اب اس سودی روپے سے جو کاروبار ہوگا اس میں سود ضرور شامل ہوگا۔

سبحان اللہ اس میں غیبی خبر ہے کہ اس زمانہ میں بعض لوگ سود لیں گے۔ بعض دیں گے۔ بعض سود کی گواہی 'تحریر وغیرہ کریں گے۔ بعض لوگ ان سودی کاروبار والوں کے گھر دعوت کھائیں گے۔ بعض لوگ ان سے دینی کاموں میں چندہ لیں گے۔ بہر حال یہ سودی پیسہ کسی نہ کسی ذریعہ ہر جگہ ضرور پہنچے گا۔ خیال رہے جس کی آمدنی

marfat.com
Marfat.com

مخلوط ہو کہ حلال بھی ہو حرام بھی اس کے ہاں ' ملازمت کر کے تنخواہ لینا ' اس سے چندہ لینا ' اس کے ہاں دعوت کھانا وغیرہ سب کچھ جائز ہے۔ ہاں خالص حرام کمائی والے کے ہاں نہ ملازمت جائز ہے نہ ان سے یہ معاملات درست۔

(کتب فقہ)

اسی لئے یہاں حضور ﷺ نے سود عام ہو جانے کی خبر دی۔ مگر ان سب لوگوں کو فاسق یا گنہگار نہ فرمایا۔ سود خوار فاسق ہے ۔ مگر جسے سود کا غبار یا بخار پہنچے اسے فاسق نہیں کہہ سکتے ۔ دیکھو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے ہاں اور حضور ﷺ کو ابو طالب کے ہاں پرورش کے لئے رکھا۔ ان کی کمائیاں یقیناً مخلوط تھیں۔ خالص حلال نہ تھیں۔ اگر مخلوط مال کی دعوت یا چندہ حرام ہوتے تو اللہ تعالیٰ اپنے کلیمؑ وحبیب ﷺ کی پرورش ان کے ہاں نہ کراتا۔ نیز اگر مخلوط مال سے یہ سارے معاملات بند کر دیے جائیں تو آج کوئی دینی ادارہ ' مدرسے ' مسجدیں ' خانقاہیں آباد نہیں رہ سکتے کہ ان میں ہر شخص سے چندہ لیا جاتا ہے۔ خالص حلال کی تحقیق نہ کرتے ہیں نہ کر سکتے ہیں۔ یہ مسئلہ ذہن میں رکھنا چاہئے۔ اس قاعدے سے آج کل کے بینک وغیرہ محکموں کی نوکریوں کا حال بھی معلوم ہو گیا۔ یہ ضرور ہے کہ اس وقت خالص حلال روزی ملنا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ (مرأت)

☆☆☆☆☆

marfat.com

Marfat.com

حدیث نمبر :- ۴۲

کسی غریب کو معاف کرنا یا مہلت دینے کا اجر

عَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یُّنَجِّیَہُ اللّٰہُ مِنْ کُرَبِ یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ فَلْیُنَفِّسْ عَنْ مُعْسِرٍ اَوْ یَضَعْ عَنْہُ ☆

رَوَاہُ مُسْلِمٌ (مشکوۃ باب الافلاس والانظار)

ترجمہ :- حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو چاہے کہ اللہ تعالیٰ اسے روزِ قیامت کی تکالیف سے نجات دے تو چاہیے کہ وہ تنگدست کو مہلت دے یا معافی دے۔ (مسلم)

تشریح :- لفظ کُرَب 'کربۃ کی جمع ہے بمعنیٰ تکلیف 'محنت' مشقت - اس لفظ میں قیامت کی دھوپ 'پیاس 'گھبراہٹ 'ملائکہ کی سختی وغیرہ سب کچھ داخل ہے- اور لفظ فَلْیُنَفِّسْ 'تنفیس سے بنا- بمعنیٰ تاخیر کرنا' دیر لگانا' مہلت دینا اور وضع سے مراد یا تو قرض بالکل معاف کر دینا اگر قرض خواہ کی طرف سے وکیل قبض کو اس کی اجازت ہو تو وہ یہ کام کر سکتا ہے- خلاصہ یہ ہے کہ تم بھی اللہ تعالیٰ کے مقروض ہو- لہذا

marfat.com
Marfat.com

اپنے مقروضوں کو معافی یا آسانی دو۔ تم پر اللہ تعالیٰ آسانی کرے گا۔ معلوم ہوا دیوالیہ کو صدقہ دینا بہتر ہے اور کسی مسلمان کی گردن چھڑانا بہت ثواب ہے۔ اپنے مقروض پر مہربانی کرنا اپنی بخشش کا ذریعہ ہے۔ غریب مقروض کو معاف کرنا یا کچھ قرض یا مہلت دینا کہ جلدی تقاضا نہ کرنا گویا یہ سب کچھ معافی میں داخل ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ مقروض جو امیر ہو مگر نادہندہ ہو اسے مہلت نہ دی جائے وہ خبیث النفس ہے اس سے وصول کرنا چاہئے۔

حدیث پاک کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر قیامت کی تکالیف سے بچنا چاہتے ہو تو لوگوں کو مصائب سے بچاؤ۔ کَمَا تَدِیْنَ تُدَانُ (جیسا کرو گے ویسا بھرو گے)

(مرأت)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ الـــخ یعنی جو اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں پھر ان کے پیچھے نہیں پڑ جاتے کہ احسان جتانے لگیں یا سختی سے تقاضا کرنے لگیں تو ان کا اجر اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔

"لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ" ان پر کوئی خوف و غم نہ ہوگا۔

☆☆☆☆☆☆

marfat.com
Marfat.com

حدیث نمبر :- ۴۳

قرض خواہ کے ساتھ نرمی کرنا

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ اَنَّ رَجُلًا تَقَاضٰی رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَغْلَظَ لَہٗ فَھَمَّ اَصْحَابَہٗ فَقَالَ دَعُوْہُ فَاِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا وَاشْتَرُوْا لَہٗ بَعِیْرًا فَاَعْطُوْہُ اِیَّاہُ قَالُوْا لَا نَجِدُ اِلَّا اَفْضَلَ مِنْ سِنِّہٖ قَالَ اشْتَرُوْہُ فَاَعْطُوْہُ اِیَّاہُ فَاِنَّ خَیْرَکُمْ اَحْسَنُکُمْ قَضَآءً ☆ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ

(مشکوۃ باب الافلاس والانظار)

ترجمہ :- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے- فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے قرض کا تقاضا کیا- تو آپ ﷺ پر سختی کی صحابہ کرامؓ نے کچھ کرنا چاہا- تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ اسے چھوڑ دو کیونکہ حق والے کو کچھ کہنے کا حق ہے اور اس کے لئے اونٹ خرید لو وہ اسے دے دو- صحابہؓ نے عرض کیا ہم تو اس کی عمر سے بہتر ہی پاتے ہیں- فرمایا وہی خرید لو اور وہی اسے دے دو کہ تم میں بہترین

marfat.com
Marfat.com

وہ ہے جو اچھی طرح قرض ادا کرے۔ (مسلم بخاری)

تشریح :- حضور ﷺ پر سختی کرنے والا قرض خواہ یا تو کوئی یہودی وغیرہ کافر ہوگا یا آداب سے ناواقف بدوی۔ جو حضور ﷺ کے احترام سے خبردار نہ تھے۔ وہ تو بغیر قرض بھی گفتگو میں بہت سختی کرتے تھے اور حضور ﷺ تحمل فرماتے تھے۔ ورنہ صحابہ کرامؓ سے یہ سختی ناممکن ہے۔ (لمعات و مرقات)

اس تقاضا کرنے والے پر صحابہ کرامؓ نے مار پیٹ یا سخت جواب یا بارگاہ عالی سے نکالنا چاہا۔ لیکن سرکارؐ نے صحابہؓ کو منع فرمادیا۔ خیال رہے قرضخواہ کو حق ہے کہ اگر مقروض غنی ہوکر ٹال مٹول کرے تو اس کے خلاف دعویٰ کردے یا اسے ظالم خائن کہے کہ تو نادہندہ بہانہ خور ہے۔ یہ قانون نادہندہ مقروضوں کے لئے ہے۔ جو حضور انور ﷺ نے اس موقعہ پر بیان فرمایا ورنہ حضور ان تمام ٹال مٹول وغیرہ سے معصوم ہیں۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ جو اونٹ اس نے آپ کو قرض دیا تھا وہ کم عمر اور دبلا تھا۔ اب بازار سے ایسے دبلے کم عمر اونٹ نہیں ملتے اس سے اچھے اور موٹے رباعیہ مل رہے ہیں۔

طبرانی' ابن حبان' حاکم اور بیہقی نے حضرت زیدؓ ابن سعنہ سے روایت کی کہ میں یہود کے بڑے پادریوں میں سے تھا۔ میں نے حضور انور ﷺ میں تمام علاماتِ نبوت تو دیکھ لی تھیں۔ دو کی آزمائش کرنا چاہتا تھا۔ ایک حلم' دوسرا سختی کے

marfat.com
Marfat.com

جواب میں نرمی۔ میں نے حضور ﷺ کو کچھ چھوہارے ادھار دیے اور وقتِ ادا سے دو دن قبل تقاضا کرنے کے لئے آ گیا۔ آپ ﷺ کی چادر پکڑ کر نہایت سختی سے بولا کہ میرا قرض دو۔ ''بنو عبدالمطلب عموماً نادہند ہوتے ہیں''۔ جنابِ عمر فاروق ؓ نے فرمایا کہ اگر اس آستانے کا ادب سامنے نہ ہوتا تو یہ تلوار تیرے سر پر ہوتی۔ حضور انور ﷺ نے فرمایا اے عمر بہتر ہوتا کہ تم مجھے قرض ادا کرنے کا مشورہ دیتے۔ تم نے الٹا میرے محسن پر سختی کی۔ جاؤ ان کا قرض ادا کرو اور بیس (۲۰) صاع زیادہ کھجوریں دے دو۔ اس سختی کے بدلے جو تم نے اس پر کی۔ میں (یہودی) نے کہا اے عمر میں نبوت کی دو علامتوں کا امتحان لے رہا تھا۔ میں نے درست پائیں میں پڑھتا ہوں۔ '' لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ '' یہ تو قرض خواہ کا معاملہ ہے آستانہ عالیہ پر بھیک مانگنے والوں نے سختی سے مانگا ہے اور حضور ﷺ نے انہیں عطائیں بھی دی ہیں اور دعائیں بھی۔ (مرقات ' مرأت)

☆☆☆☆☆

marfat.com
Marfat.com

حدیث نمبر :- ۴۴

قرض والے پر نماز جنازہ نہ پڑھنا

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُؤْتٰی بِالرَّجُلِ الْمُتَوَفّٰی عَلَیْهِ الدَّیْنُ فَیَسْئَلُ هَلْ تَرَكَ لِدَیْنِهٖ قَضَآءً فَاِنْ حُدِّثَ اَنَّهٗ تَرَكَ وَفَآءً صَلّٰی وَاِلَّا قَالَ لِلْمُسْلِمِیْنَ صَلُّوْا عَلٰی صَاحِبِکُمْ فَلَمَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَیْهِ الْفُتُوْحَ قَامَ فَقَالَ اَنَا اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ فَمَنْ تُوُفِّیَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ فَتَرَكَ دَیْنًا فَعَلَیَّ قَضَآءُهٗ وَمَنْ تَرَكَ مَالًا فَهُوَ لِوَرَثَتِهٖ ☆ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

(مشکوٰۃ باب الافلاس والانظار)

ترجمہ :- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے-فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کوئی وفات یافتہ شخص لایا جاتا جس پر قرض ہوتا تو آپ پوچھتے کیا

marfat.com
Marfat.com

اس نے ادائے قرض کے لئے کچھ چھوڑا ہے۔ پھر اگر خبر دی جاتی کہ اس نے ادائے قرض کے لئے چھوڑا ہے تو نماز پڑھ لیتے ورنہ مسلمانوں سے فرما دیتے کہ اپنے یار پر نماز پڑھ لو۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ پر کشائشیں فرمائیں تو کھڑے ہو کر فرمایا میں مسلمانوں کا ان کی جانوں سے زیادہ والی ہوں تو جو مسلمان فوت ہو۔ قرض چھوڑے تو اس کی ادا میرے ذمہ ہے۔ اور جو مال چھوڑے تو وہ اس کے وارثوں کے لئے ہے۔

(مسلم و بخاری)

تشریح :- حضور ﷺ کا یہ پوچھنا کہ مرنے والے نے ادائے قرض کے لئے کچھ چھوڑا ہے - اپنے علم کے لئے نہیں۔ حضور ﷺ تو ہر شخص کے کھلے چھپے اعمال سے خبردار ہیں۔ دو قبروں پر کھڑے ہو کر فرمایا کہ یہ چغل خور تھا اور یہ پیشاب کی چھینٹوں سے نہ بچتا تھا۔ بلکہ یہ سوال لوگوں کو بتانے کے لئے ہے کہ ہمارا نماز نہ پڑھنا قرض کی سزا میں ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بندوں سے پوچھ کر حساب و کتاب لے کر سزا و جزا دے گا۔ وہ بھی لوگوں کی تسلی کے لئے ہے نہ کہ رب کے اپنے علم کے لئے

حضور ﷺ مرنے والے پر اگر قرض نہ ہوتا تب بھی نماز پڑھ لیتے اور اگر قرض تو ہوتا مگر ادائے قرض کے لئے مال چھوڑا ہوتا تب بھی جنازہ پڑھ لیتے۔ اور اگر مرنے والے نے قرض کے لئے کچھ نہ چھوڑا ہوتا تو فرماتے ہم نہ پڑھیں گے تم پڑھ لو۔ معلوم ہوا کہ ہر مسلمان پر جنازہ پڑھا جائے گا خواہ گنہگار ہو یا حقوق العباد

marfat.com
Marfat.com

اس کے ذمہ ہوں - نماز تو حق اسلامی ہے- حضور ﷺ کی یہ سختی لوگوں کو قرض سے بچانے کے لئے تھی - جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر کشائشیں فرمائیں یعنی مالی آمدنیاں شہر و علاقے فتح فرمائے اور نیاز مندوں کے ہدیے عقیدت کے ذریعہ سے آئے پھر آقا ﷺ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی

" اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ الخ "

(نبی مسلمانوں پر ان کی جانوں سے بھی زیادہ شفقت کرنے والے ہیں)

اس سے معلوم ہوا کہ حضور انور ﷺ ہمارے تمام دینی دنیاوی امور کے مالک ہیں- آپ مالک ہیں ہم سب حضور ﷺ کے غلام ' جیسے غلام مقروض کا قرض مولیٰ چکاتا ہے ایسے ہی ہمارے دنیا و آخرت کے قرض انشاء اللہ حضور ﷺ ہی چکائیں گے- چاہیے تو یہ تھا کہ ہمارے متروکہ مال بھی حضور ﷺ ہی لیتے کہ غلام کا مال' مالک کا ہوتا ہے- مگر یہ کرم کریمانہ ہے کہ وراثت نہیں لیتے - قرض ادا کر دیتے ہیں خیال رہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے فرمایا " نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْد " ہم تمہاری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں - اور اپنے پیارے محبوب کے لئے فرمایا اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ نبی اکرم ﷺ مسلمانوں کی جانوں سے زیادہ قریب یا مالک ہیں اپنے واسطے فرمایا فِیْ اَنْفُسِكُمْ حضور ﷺ کے لئے فرمایا مِنْ اَنْفُسِكُمْ پتہ لگا کہ جس طرح بندے کا تعلق رب سے ہے اسی طرح حضور ﷺ سے تعلق ہے یعنی دینی ' ایمانی '

Marfat.com

جانی وغیرہ۔اس کو صاحب ذوق ہی سمجھ سکتا ہے۔ (مرأت)

واہ کیا جود و کرم ہے شہِ بطحا تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

☆☆☆☆☆☆

حدیث نمبر :- ۴۵

جنّت میں داخلہ اور تین چیزوں کا نہ ہونا

عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ مَّاتَ وَھُوَ بَرِیْءٌ مِّنَ الْکِبْرِ وَالْغُلُوْلِ وَالدَّیْنِ دَخَلَ الْجَنَّۃَ ☆ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنِ مَاجَۃَ وَالدَّارِمِیُّ (مشکوٰۃ باب الافلاس والانظار)

ترجمہ :- حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو اس حال میں مرے کہ وہ غرور' خیانت اور قرض سے پاک وصاف ہو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (ترمذی 'ابن ماجہ' دارمی)

marfat.com
Marfat.com

تشریح :- کبر یعنی غرور یہ ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے اور اپنے کو اونچا جانے ' یہ ممنوع ہے- کفار پر کبر خصوصاً جہاد میں ثواب ہے- انبیاء اور اولیاء پر کبر کفر ہے-غلول غل سے بنا بمعنیٰ بندھنا- چونکہ خیانت کی وجہ سے قیامت میں انسان کے ہاتھ بندھے ہوں گے' گرفتار ہوگا ' اس لئے اسے غلول کہتے ہیں-غِل بمعنیٰ عداوت وکینہ اور غَل بمعنیٰ قید و بند اگرچہ غلول غنیمت میں خیانت کو کہتے ہیں مگر یہاں مطلقاً خیانت مراد ہے-خواہ مال کی ہو یا عزت و آبرو کی یا دین و ایمان کی یا کسی کے اسرار و بھید کی- (مرقات)

اور یہاں دین سے مراد بندوں کا قرض مراد ہوگا-شریعت کا اور رب کا سب ہی ہوں-لہٰذا یہ حدیث بہت جامع ہے- (مرأت)

☆☆☆☆☆☆

حدیث نمبر :- ۴۶

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اصل قرض سے زیادہ عطا کرنا

عَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ لِیْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ

marfat.com
Marfat.com

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَيْنٌ فَقَضَانِيْ وَ زَادَنِيْ ☆

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ (مشکوٰۃ باب الافلاس والانظار)

ترجمہ :- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ پر میرا کچھ قرض تھا تو آپ ﷺ نے مجھے عطا فرمایا اور زیادہ دیا۔ (ابوداؤد)

تشریح :- غالباً یہ وہ واقعہ ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت جابرؓ سے مدینہ منورہ کے راستے میں ان کا تھکا ہوا اونٹ خریدا۔ اس کی قیمت مدینہ منورہ میں تشریف لا کر مرحمت فرمائی اور اونٹ بھی دے دیا۔ اور قیمت بھی زیادہ عطا فرمائی۔ چونکہ یہ زیادتی عقد میں مشروط نہ تھی اس لئے سود نہیں بلکہ انعام اور کرم خسروانہ ہے۔ (مرأت)

☆☆☆☆☆☆

حدیث نمبر :- ۴۷

قرض ادا نہ کرنے والے کے لئے سخت وعید

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ جَحْشٍ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا بِفِنَاءِ الْمَسْجِدِ حَيْثُ يُوْضَعُ الْجَنَائِزُ وَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ بَيْنَ ا

marfat.com
Marfat.com

ظَهْرَيْنَا فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَصَرَهٗ قِبَلَ السَّمَآءِ فَنَظَرَ ثُمَّ طَأْطَأَ بَصَرَهٗ وَوَضَعَ يَدَهٗ عَلٰى جَبْهَتِهٖ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ مَا ذَا نَزَلَ مِنَ التَّشْدِيْدِ قَالَ فَسَكَتْنَا يَوْمَنَا وَلَيْلَتَنَا فَلَمْ نَرَ اِلَّا خَيْرًا حَتّٰى اَصْبَحْنَا قَالَ مُحَمَّدٌ فَسَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا التَّشْدِيْدُ الَّذِىْ نَزَلَ قَالَ فِى الدَّيْنِ وَالَّذِىْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَوْ اَنَّ رَجُلًا قُتِلَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ عَاشَ ثُمَّ قُتِلَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ عَاشَ ثُمَّ قُتِلَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ عَاشَ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ مَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يُقْضٰى دَيْنُهٗ ☆ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَفِى شَرْحِ السُّنَّةِ نَحْوَهٗ (مشکوۃ باب الافلاس والانظار)

ترجمہ :- حضرت محمد بن عبداللہ بن جحشؓ سے روایت ہے- فرماتے ہیں کہ ہم مسجد کے صحن میں بیٹھے تھے جہاں جنازے رکھے جاتے تھے- اور رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان تشریف فرماتھے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی نگاہ آسمان کی طرف اٹھائی پھر کچھ دیکھا پھر اپنی نگاہ شریف جھکا لی اور اپنا ہاتھ اپنی پیشانی پر رکھا- فرمایا سبحان اللہ

Marfat.com

سبحان اللہ کیسی سختی نازل ہوئی - فرماتے ہیں ہم ایک دن رات خاموش رہے - ہم نے بھلائی کے سواء کچھ نہ دیکھا - حتیٰ کہ سویرا ہو گیا - محمد (راوی) فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا وہ کون سی سختی تھی جو نازل ہوئی ؟ فرمایا قرض کے متعلق - اس کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر کوئی شخص اللہ کی راہ میں مارا جائے پھر زندہ ہو ' پھر اللہ کی راہ میں مارا جائے پھر زندہ ہو ' پھر اللہ کی راہ میں مارا جائے پھر زندہ ہو - حالانکہ اس پر قرض ہو تو جنت میں داخل نہیں ہو سکتا - حتیٰ کہ اس کا قرض ادا کر دیا جائے - (احمد اور شرح سنہ میں اس کی مثل ہے)

تشریح :- ہم اس جگہ بیٹھے ہوئے تھے جس جگہ جنازے رکھ کر نماز جنازہ پڑھی جاتی تھی - اس سے معلوم ہوا کے زمانہ نبویؐ میں نماز جنازہ داخلِ مسجد میں نہ ہوتی تھی - بلکہ خارج مسجد میں ہوا کرتی تھی - یہی امام اعظمؒ کا قول ہے کہ نمازِ جنازہ داخلِ مسجد میں منع ہے - لہٰذا یہ امام صاحب کی دلیل ہے - ظاہر یہ ہے کہ خارج مسجد میں جنازے صرف نماز کے لئے رکھے جاتے ہیں نہ کہ کسی اور مقصد کے لئے - امام شافعیؒ کے ہاں مسجد میں بھی جنازہ کی نماز درست ہے - (مرقات)

راوی فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ ہم سے اتنے قریب تھے کہ گویا پشت سے پشت ملی ہوئی تھی - ہماری بیٹھوں کے بیچ تھے - اسی لئے لفظ ظھرینا فرمایا -

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی نگاہوں سے غیبی حجاب اٹھے

marfat.com
Marfat.com

ہوئے تھے کہ وہاں ہی تمام صحابہ کرامؓ حاضر ہیں اور اسی جگہ حضور انور ﷺ تشریف فرما ہیں۔ مگر جو کچھ حضورؐ دیکھ رہے ہیں دوسرے نہیں دیکھ رہے ہیں۔ سرکار ﷺ کا یہ سبحان اللہ فرمانا اظہارِ تعجب کے لئے ہے۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ سختی کسی خاص شکل میں تھی جو آنکھوں سے نظر آ رہی تھی ۔ کوئی خاص وحی نہ تھی کیونکہ وحی کا تعلق کان سے ہے۔ ہم لوگ خواب میں آفتوں مصیبتوں کو کالی عورت ' حملہ کرنے والے سانپ کی شکل میں دیکھتے ہیں۔ شاہِ مصر نے قحط کے سات سال سات گائیوں اور سات بالیوں کی شکل میں دیکھے تھے۔ صحابہ کرامؓ کا خیال تھا وہ سمجھے کہ کوئی آسمانی وبال یا مصیبت فوری آنے والی ہے۔ ایک دن رات فکر وتردد میں گزارا مگر بفضلہٖ تعالیٰ کوئی آفت نہ آئی۔ یہ کوئی وبال یا غیبی آفت نہ تھی۔ بلکہ قرض کی سختی تھی جو مقروض پر ہوگی۔

لفظ یقضی کی دو قرأتیں ہیں معروف ومجہول یعنی خود مقروض ادا کرے یا اس کے ورثاء اس کی طرف سے ادا کریں۔ معلوم ہوا شہادت جیسی عبادت سے بھی قرض معاف نہیں ہوتا۔ وہ جو روایت میں ہے کہ حج سے قرض بھی معاف ہو جاتا ہے۔ وہاں ادائے قرض کی بے اعتدالیاں مراد ہیں۔ یعنی ادائے قرض میں جو مقروض کی طرف سے وعدہ خلافی ' ٹال مٹول ہو جاتی ہے وہ معاف ہو جائے گی۔ ورنہ قرض ادا کر کے حج کو جانا چاہیے۔ (مرأت)

☆☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

حدیث نمبر :- ۴۸

صحابہؓ کا دم کرنا اور اس کی اجرت لینا

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ نَفَرًا مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرُّوْا بِمَآءٍ فِيْهِمْ لَدِيْغٌ اَوْ سَلِيْمٌ فَعَرَضَ لَهُمْ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الْمَآءِ فَقَالَ هَلْ فِيْكُمْ مِنْ رَّاقٍ اِنَّ فِى الْمَآءِ رَجُلًا لَدِيْغًا اَوْ سَلِيْمًا فَانْطَلَقَ رَجُلٌ مِّنْهُمْ فَقَرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتٰبِ عَلٰى شَآءٍ فَبَرَاءَ فَجَآءَ بِالشَّآءِ اِلٰى اَصْحَابِهٖ فَكَرِهُوْا ذٰلِكَ وَ قَالُوْا اَخَذْتَ عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ اَجْرًا حَتّٰى قَدِمُوْا الْمَدِيْنَةِ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَخَذَ عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ اَجْرًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحَقَّ مَا اَخَذْتُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا كِتَابُ اللّٰهِ ☆

رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ وَ فِىْ رِوَايَةٍ اَصَبْتُمْ اَقْسِمُوْا وَ اضْرِبُوْا اِلٰى مَعَكُمْ سَهْمًا ۔

marfat.com
Marfat.com

(مشکوٰۃ باب الاجارۃ)

ترجمہ :- حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے صحابہؓ کی ایک جماعت کسی گھاٹ پر گزری- جن میں ایک سانپ یا بچھو کا ڈسا ہوا تھا تو گھاٹ والوں میں سے ایک شخص ان کے پاس آ کر بولا کیا تم میں کوئی دم کرنے والا ہے ؟ گھاٹ میں ایک شخص بچھو یا سانپ کا کاٹا ہوا ہے- تو صحابہؓ میں سے ایک صاحب کچھ بکریوں کی شرط پر چلے گئے- سورۃ فاتحہ پڑھ دی وہ اچھا ہو گیا- وہ اپنے ساتھیوں کے پاس کچھ بکریاں لائے- صحابہ نے ناپسند کیں- وہ بولے تم نے کتاب اللہ پر اجرت لی ہے- یہاں تک کہ مدینہ منورہ آئے- بولے یا رسول اللہ ﷺ انہوں نے کتاب اللہ پر اجرت لی ہے- تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یقیناً اجرت لینے کے سب سے زیادہ لائق کتاب اللہ ہے- (بخاری)

اور ایک روایت میں یوں ہے کہ تم نے ٹھیک کیا بانٹ لو اور اپنے ساتھ ہمارا حصہ بھی رکھو -

تشریح :- جس گھاٹ پر صحابہؓ ٹھہرے وہاں ایک قبیلہ آباد تھا- اب بھی عرب میں کنوؤں پر بستیاں آباد ہوتی ہیں- جو پانی کی تجارت سے گزارہ کرتی ہیں- عربی میں لَدِیْغٌ بچھو کاٹے کو کہتے ہیں اور سَلِیْمٌ سانپ کاٹے ہوئے کو- حدیث پاک سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جھاڑ پھونک دم درود زمانۂ صحابہ میں تھا- دوسرا یہ

marfat.com
Marfat.com

کہ لوگوں کو پتہ تھا کہ صحابہ کرامؓ دم درود کرتے تھے اور قرآن شریف اور دعاؤں میں تاثیر ہے۔ وہ گھاٹ والے مسلمان نہ تھے۔ صحابہ کرامؓ نے دم کے عوض بکریاں لینے کو پسند نہ کیا۔ وہ سمجھے کہ یہ فروخت کی صورت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے "وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰیٰتِیْ ثَمَنًا قَلِیْلًا" (میری آیات تھوڑی قیمت کے عوض فروخت نہ کرو) لہٰذا اصحابہ کرامؓ کے خیال میں یہ معاوضہ درست نہ ہوا۔ حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ قرآن کریم پڑھنا یا اس سے علاج کرنا منع نہیں تو اس کی اجرت کیوں منع ہوگی۔ مزید چند مسائل معلوم ہوئے۔

۱۔ قرآنی آیات سے علاج جائز ہے۔ خواہ دم کر کے ہو یا تعویذ لکھ کر یا دھاگے وغیرہ پر دم کرے اور دھاگہ مریض کو باندھے۔ اور اس علاج پر اجرت لینا جائز ہے۔

۲۔ قرآن کریم یا احادیث یا فتویٰ لکھنے کی اجرت لینا جائز ہے۔

۳۔ قرآن پاک کی تجارت درست ہے۔ یعنی قرآن پاک کی فروخت۔ ان مسائل پر سب کا اتفاق ہے۔

۴۔ قرأتِ قرآن، تعلیم قرآن پر اجرت لینا درست ہے۔ مگر امام اعظمؒ اور امام زہری و اسحاق کا اس پر اختلاف ہے۔ لیکن باقی آئمہ کے ہاں درست ہے۔ (مرقات)

لیکن اب تعلیمِ قرآن پر اجرت بھی بالاتفاق جائز ہے۔ اور متاخرینِ احناف

Marfat.com

کا فتویٰ بھی یہی ہے تا کہ دین ختم نہ ہو جائے۔ (اشعتہ)

کیا دم اور تعویذ پر نذرانہ وصول کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ اس کے لئے بخاری و مسلم' ترمذی و دیگر کتب احادیث میں منقول حضرت ابو سعید خدریؓ کی روایت سے دلیل کافی ہے۔ جو پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ نے تفسیر ضیاء القرآن جلد پنجم میں تحریر فرمائی ہے۔ کہ حضورﷺ نے ایک مہم پر اپنے چند صحابہؓ کو بھیجا جن میں حضرت ابو سعید خدریؓ بھی تھے۔ ان کا گزر ایک بستی سے ہوا جہاں ایک عرب قبیلہ سکونت پذیر تھا۔ انہوں نے اس قبیلہ سے اپنے لئے کھانے کا مطالبہ کیا۔ لیکن انہوں نے کوئی بھی چیز دینے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ مسلمانوں نے بغیر کچھ کھائے رات بسر کی۔ اسی اثناء میں قبیلہ کے سردار کو کسی زہریلے بچھو نے ڈنگ مار دیا۔ جب اس کی تکلیف حد سے زیادہ بڑھی تو وہ لوگ مسلمانوں کے پاس آئے اور کہا کہ ہمارے سردار کو بچھو نے کاٹا ہے وہ درد سے تلملا رہا ہے۔ اگر تم لوگوں کے پاس کوئی دوا یا دم کر سکتا ہو تو وہ آ کر اسے دم کرے۔

حضرت ابو سعیدؓ نے فرمایا کہ ہمارے پاس اس کا علاج تو ہے لیکن تم نے بڑی بے مروّتی کا سلوک کیا ہے۔ ہمیں کھانا تک نہیں دیا۔ لہٰذا اب ہم بغیر معاوضہ علاج نہیں کریں گے۔ انہوں نے وعدہ کر لیا کہ اگر ہمارے سردار کو آرام آ گیا تو ہم بکریوں کا ایک ریوڑ دیں گے۔ حضرت ابو سعید خدریؓ گئے سورۃ فاتحہ پڑھی اور اپنا لعاب دہن اس پر ملا۔ درد جاتا رہا۔ ان کا سردار بالکل تندرست ہو گیا قبیلے والوں

marfat.com
Marfat.com

نے وعدہ کے مطابق ریوڑ جس میں تیس (۳۰) بکریاں تھیں مسلمانوں کو دیا - جب
حضرت ابو سعیدؓ وہ ریوڑ لے کر مسلمانوں کے پاس واپس آئے تو انہوں نے یہ فیصلہ کیا
کہ جب تک حضور نبی اکرم ﷺ سے مسئلہ دریافت نہ کرلیں اس وقت تک ہمیں
یہ بکریاں استعمال میں نہیں لانی چاہئیں۔ جب یہ حضرات واپس مدینہ منورہ پہنچے تو
سارا قصہ عرضِ خدمت کیا تو مدنی لجپال ﷺ نے مسکراتے ہوئے فرمایا تمہیں یہ کس
طرح پتہ چلا کہ یہ سورۃ پڑھ کر دم کیا جاتا ہے۔ بکریاں لےلو اور ان میں سے میرا حصہ
بھی نکالو۔ اس روایت کے بعد مزید کسی دلیل کی ضرورت نہیں۔

(ضیاء القرآن جلد ۵ صفحہ ۷۲۷)

اس میں اشارتاً یہ بتایا گیا ہے کہ مسافر لوگ آپس میں مل بانٹ کر چیزیں
کھائیں۔ اکیلے کھالینا مروّت و اخلاق کے خلاف ہے۔ (لمعات ' مرقات)

یہ بھی معلوم ہوا کہ اپنے خدام سے کچھ مانگنا نہ تو ناجائز ہے اور نہ ہی اس
میں کوئی ذلت۔ یہ تو خدام کے لئے باعثِ فخر و عزت ہے۔

کلاہ گوشہ دہقان بآفتاب رسید
کہ سایہ بر سرش افگند چوں تو سلطانے

ترجمہ :۔ اگر تجھ جیسے بادشاہ کی نظرِ عنایت کسی غریب پر ہو جائے تو اس کا
سرِ فخر آسمان تک چلا جائے گا۔ ☆☆☆☆☆☆☆☆

marfat.com
Marfat.com

حدیث نمبر :- ۴۹

حضرت عبادہؓ کا قرآن پر ہدیہ لینا اور ممانعت

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ رَجُلٌ اَهْدٰى اِلَيَّ قَوْسًا مِمَّنْ كُنْتُ اُعَلِّمُهُ الْكِتَابَ وَالْقُرْآنَ وَلَيْسَتْ بِمَالٍ فَارْمِىْ عَلَيْهَا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَالَ اِنْ كُنْتَ تُحِبُّ اَنْ تَطَوَّقَ طَوْقًا مِنْ نَارٍ فَاقْبَلْهَا ☆

رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ وَبْنِ مَاجَةَ (مشکوٰۃ باب الاجارہ)

ترجمہ :- حضرت عبادہ ابن صامتؓ سے روایت ہے- فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ جن کو میں کتاب اللہ یعنی قرآن سکھاتا تھا ان میں سے ایک شخص نے مجھے کمان دی ہے- یہ کوئی بڑا قیمتی مال نہیں ہے- اس سے میں اللہ کی راہ میں تیر پھینکوں گا- فرمایا اگر تم آگ کا ہار پہنایا جانا پسند کرتے ہو تو اسے قبول کرلو-

(ابوداؤد ' ابن ماجہ)

تشریح :- فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی کہ ایک طالب علم نے مجھے بطور ہدیہ کمان دی ہے- جو ایک معمولی چیز ہے اور میں نے بھی جہاد کے لئے رکھی ہے- اس

marfat.com
Marfat.com

کی تجارت نہیں کرتا - حکم فرمائیں کہ مجھے اس کا لینا درست ہے یا نہیں اور آیا کمان تعلیمِ قرآن کی اجرت ہے یا کچھ اور - فرمایا یہ کمان بظاہر ہدیہ ہے مگر در حقیقت گذشتہ تعلیم کی اجرت ہے - اور تعلیمِ قرآن پر اجرت لینا ممنوع ہے - یہ حدیث حضرت امام اعظمؒ وغیرھم کی دلیل ہے کہ تعلیمِ قرآن پر اجرت لینا ممنوع ہے بلکہ وہ حضرات تو مطلقاً علم دین سکھانے پر اجرت لینے سے منع فرماتے ہیں - متاخرین احناف نے اسے جائز فرمایا تا کہ دین ضائع نہ ہو جائے - خیال رہے پچھلی حدیث میں قرآن پاک سے دم درود پر اجرت جائز فرمائی گئی تھی اور یہاں تعلیمِ قرآن کی اجرت سے ممانعت ہے احادیث میں تعارض نہیں - اشعۃ اللمعات میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ وہ حدیث بیان جواز کے لئے تھیں اور یہ حدیث بیان استحباب کے لئے یعنی تعلیمِ قرآن پر اجرت جائز تو ہے مگر بہتر نہیں - یا یہ مطلب ہے کہ تم نے قرآن شریف فی سبیل اللہ پڑھایا تھا اس وقت تمہاری نیت اجرت کی قطعاً نہ تھی - جو کام اللہ کے لئے کر چکے ہو اب اس پر اجرت لے کر اسے بگاڑتے کیوں ہو ؟ واللہ اعلم

(اشعۃ)

مرقات کے مطابق الکتاب سے مراد یا تو قرآنِ پاک ہے یا کتابت یعنی لکھنے کی تعلیم - (مرقات)

☆☆☆☆☆☆

marfat.com

Marfat.com

حدیث نمبر :- ۵۰

کن کن چیزوں کا روک لینا ناجائز ہے

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الشَّیْءُ
اَلَّذِیْ لَا يَحِلُّ مَنْعُهٗ قَالَ اَلْمَآءُ وَالْمِلْحُ وَالنَّارُ قَالَتْ
قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا الْمَآءُ قَدْ عَرَفْنَاهُ فَمَا بَالُ
الْمِلْحِ وَالنَّارِ قَالَ يَا حُمَيْرَآءُ مَنْ اَعْطٰى نَارًا فَكَاَنَّمَا
تَصَدَّقَ بِجَمِيْعِ مَا اَنْضَجَتْ تِلْكَ النَّارُ وَ مَنْ اَعْطٰى
مِلْحًا فَكَاَنَّمَا تَصَدَّقَ بِجَمِيْعِ مَا طَيَّبَ تِلْكَ الْمِلْحُ
وَمَنْ سَقٰى مُسْلِمًا شَرْبَةً مِنْ مَّآءٍ حَيْثُ يُوْجَدُ الْمَآءُ
فَكَاَنَّمَا اَعْتَقَ رَقَبَةً وَّمَنْ سَقٰى مُسْلِمًا شَرْبَةً مِّنْ مَّآءٍ
حَيْثُ لَا يُوْجَدُ الْمَآءُ فَكَاَنَّمَا اَحْيَاهَا ☆

رَوَاهُ ابْنِ مَاجَه (مشکوٰۃ باب الاحیاء الموات والشرب)

ترجمہ :- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے عرض کیا یا رسول

marfat.com
Marfat.com

اللہ ﷺ کونسی چیز ہے جس سے منع کرنا حلال نہیں - فرمایا پانی ' نمک اور آگ -
فرماتی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ پانی کو تو ہم سمجھ گئے - مگر نمک اور آگ کا
یہ حکم کیوں ہے ؟ فرمایا اے حمیراء جس نے کسی کو آگ دی اس نے گویا اس آگ
سے پکا ہوا سارا کھانا خیرات کیا اور جس نے کسی کو نمک دیا اس نے گویا سارا وہ کھانا
خیرات کیا - جسے اس نمک نے لذیذ بنایا اور جس نے کسی مسلمان کو ایک گھونٹ پانی
پلایا جہاں پانی عام ملتا ہو گویا اس نے غلام آزاد کیا اور جس نے کسی مسلمان کو
وہاں ایک گھونٹ پانی پلایا جہاں پانی نہ ملتا ہو - گویا اس نے اسے زندگی بخشی کو وہاں
ایک گھونٹ پانی پلایا جہاں پانی نہ ملتا ہو - گویا اس نے اسے زندگی بخشی - (ابن ماجہ)

تشریح :- شاید ام المؤمنین ؓ اس آیت کریمہ کی تفسیر پوچھ رہی ہیں کہ -
"وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْن" اور عرض کر رہی ہیں کہ مَاعُوْن کیا چیزیں ہیں
جن کا منع کرنا برا ہے ؟ حدیث پاک میں پانی سے مراد ایک دو گلاس پانی ہے - جس
سے پیاس بجھ سکے اور اپنی ضرورت سے زائد ہو اور نمک سے بھی یہی مراد ہے
کہ ایک آدھ ہانڈی کا نمک کسی کو دے دینا جبکہ اپنے پاس ضرورت سے زائد ہو
اور آگ سے بھی مراد وہ آگ ہے جو ایک آدھ چنگاری یا تیلی کسی کو دے دی جائے
جس سے آگ روشن ہو سکے - ان چیزوں کو دینے میں اپنا کچھ نقصان نہیں ہوتا
دوسرے کا بھلا ہو جاتا ہے اس کی ضرورت پوری ہو جاتی ہے اور دینے والے کو بے

Marfat.com

حساب اجر مل جاتا ہے- پانی ایک معمولی قیمتی چیز ہے مگر اس سے دوسرے کی جان بچ جاتی ہے- اس لئے اس کا منع کرنا واقعی برا ہے- مگر نمک و آگ کا تو یہ حال نہیں- گویا حضرت عائشہ صدیقہؓ پوچھ رہی ہیں کہ پانی کم قیمت جبکہ نمک و آگ پر پیسے خرچ ہوتے ہیں اور اس سے دوسرے کی زندگی وابستہ نہیں-

حضور ﷺ نے فرمایا کہ ان مسائل میں اپنی قیاس آرائی نہ کرو کہ نمک و آگ قیمتی چیز ہے اور اس پر دوسرے کی زندگی کا دارومدار نہیں بلکہ اس اجر کو دیکھو جو اللہ تعالیٰ اس معمولی چیز پر عطا فرماتا ہے- اس معمولی چیز سے باز رہ کر اتنے بڑے اجر سے محروم رہ جانا عقلمندی نہیں- اللہ تعالیٰ کی عطائیں ہمارے وہم و خیال اور سمجھ سے وراء ہیں -

"عطاء حق بہانہ ے جوید بہانے جوید"

ترجمہ :- اللہ کی عنایات بہانہ کی تلاش میں ہیں بدلہ نہیں مانگتے

اس فرمان پاک کا تجربہ اسے ہوگا جس نے کبھی عراق و نجد کے ریگستان کا نظارہ کیا ہو- وہاں ایک گلاس پانی کی قیمت ایک جان ہے- بعض دفعہ کسی فقیر کو خطیر رقم خیرات دینے کی وہ خوشی نہیں ہوتی جو ایک پیالہ پانی دینے کی خوشی ہوتی ہے- واقعی ایک پیالہ پانی جان بچالیتا ہے- (مرأت)

☆☆☆☆☆☆☆

marfat.com

Marfat.com

حدیث نمبر :- ۵۱

تحفہ ملنے پر شکریہ ادا کرنا

عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اُعْطِیَ عَطَاءً فَوَجَدَ فَلْیَجْزِ بِہٖ وَمَنْ لَّمْ یَجِدْ فَلْیُثْنِ فَاِنَّ مَنْ اَثْنٰی فَقَدْ شَکَرَ وَمَنْ کَتَمَ فَقَدْ کَفَرَ وَمَنْ تَحَلّٰی بِمَا لَمْ یُعْطَ کَانَ کَلَابِسِ ثَوْبَیْ زُوْرٍ ☆ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاؤُدَ (مشکوۃ باب متفرق عطایا)

ترجمہ :- حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جسے کوئی عطیہ دیا جائے اگر ہو سکے تو اس کا بدلہ دے دے اور جس کے پاس کچھ نہ ہو وہ اس کی تعریف کر دے۔ کیونکہ جس نے تعریف کر دی اس نے شکریہ ادا کیا اور جس نے چھپایا اس نے ناشکری کی اور جو ایسی چیز سے ٹیپ ٹاپ کرے جو اسے نہ دی گئی ہو وہ فریب کے کپڑے پہننے والے کی طرح ہے۔ (ترمذی ابوداؤد)

تشریح :- سبحان اللہ کیسی پیاری واعلیٰ تعلیم ہے کہ برابر والا برابر والے کو عوض دے فقیر امیر کو دعائیں دیں ہم لوگ رات دن حضور انور ﷺ پر درود شریف کیوں

marfat.com
Marfat.com

پڑھتے ہیں؟ اس لئے کہ ہم پر ہمارے آقا ﷺ کے بے حد وحساب انعامات ہیں۔ نبی پاک ﷺ کے امت کی خاطر ایک ایک انسو کے عوض اللہ نے ہم گنہگاروں پر بے شمار کرم نوازیاں فرمائیں۔ زندگی بھر اس محبوبِ کریم کی تعریفیں کریں تو ان نعمتوں کا کروڑوں حصہ بھی عوض نہیں دے سکتے۔ تو دعائیں دیں کہ اللہ تعالیٰ ان کا بھلا کرے۔ ان کے بال بچوں صحابہ کو شاد رکھے۔ یہ درود شریف بھی اسی حدیث پر عمل ہے۔

مولانا فرماتے ہیں۔

؎ چونکہ ذاتش ہست محتاج الیہ
زاں سبب فرمود حق صلو علیہ

ترجمہ :- چونکہ آپ کی ذات گرامی اسی کی محتاج ہے اسی لئے اللہ فرماتا ہے کہ میرے نبی پر درود بھیجا کرو۔

فرمایا حمد وثناء شکر کی ایک قسم ہے۔ شکر دلی بھی ہوتا ہے زبانی بھی اور ارکانی بھی۔ حمد وثناء زبانی شکر یہ ہے جس سے اور زیادہ نعمتیں ملتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

"لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ" (اگر شکر کرو گے تو اور زیادہ دوں گا)

حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو ایسی چیز سے ٹیپ ٹاپ کرے جو اسے نہ دی گئی ہو وہ فریب کے کپڑے پہننے والے کی طرح ہے۔ یہ فرمانِ عالی اس عورت سے فرمایا گیا تھا جس نے عرض کیا تھا کہ میری سوکن ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ اسے جلانے کے لئے اعلیٰ لباس، عمدہ زیور پہنا کروں تا کہ وہ سمجھے کہ مجھے یہ سب کچھ میرے خاوند

marfat.com
Marfat.com

نے دیا ہے- اور وہ مجھ سے زیادہ محبت کرتا ہے' اس پر یہ ارشاد ہوا - فریب کے کپڑوں کی کئی صورتیں ہیں - غریب آدمی تکبر کے طور پر امیروں کے کپڑے پہنے- جاہل آدمی ریا کے طور پر علماء وصوفیاء کا لباس پہنے- فاسق آدمی دھوکہ دینے کے لئے متقیوں کا سا لباس رکھے- تاکہ اس کی جھوٹی گواہی مان لی جائے- یہ سب کچھ دھوکے فریب کے لئے ہو- (مرقات)

ایسا آدمی بہروپیا ہے اور اس کی یہ حرکت بری ہے- اگر اچھی نیت سے علماء کا لباس پہنے تو اچھا کیونکہ اچھوں کی نقل بھی اچھی ہے- (مرآت)

حضرت اسامہ بن زیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس کے ساتھ کوئی بھلائی کی جائے وہ بھلائی کرنے والے سے کہہ دے "جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا" اللہ تجھے جزائے خیر دے تو اس نے تعریف حد تک پہنچا دی- (ترمذی)

کیونکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ میں تو بدلہ سے عاجز ہوں - رب تعالیٰ تجھے دین ودنیا میں اس سلوک کی جزائے خیر دے- اس مختصر سے جملہ میں اس کی نعمت کا اقرار بھی ہوگیا - اپنے عجز کا اظہار بھی اور اس کے حق میں دعائے خیر بھی - اور شکریہ کا مقصد بھی یہی ہوتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ دینے والے کی جھوٹی تعریف اور خوشامدانہ گفتگو نہ کرے- فاسق کو ولی نہ کہے- جاہل کو عالم نہ بتائے- فقیر کو شہنشاہ نہ کہے کہ جھوٹ بولنا گناہ بھی ہے- اور بے فائدہ بھی - یوں ہی اگر کوئی تم سے بد

marfat.com
Marfat.com

سلوکی کرے تو اسے گالیاں نہ دو- برا بھلا نہ کہو بلکہ غَفَرَ اللّٰہُ لَکَ اَصْلَحَ حَالَکَ اللہ تجھے بخشے اور تیری اصلاح کرے-

شیخ سعدیؒ کہتے ہیں-

بدی را بدی سہل باشد جزاء
اگر مردی احسن الیٰ من اساء

ترجمہ :- برائی کا بدلہ برائی سے دینا آسان ہے- تو اگر مرد ہے تو برا کرنے والے کے ساتھ نیکی کر-

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ برائی کا بدلہ نیکی سے دے- پھر دیکھے گا کہ مخالف کی دشمنی دوستی میں بدل جائے گی-

☆☆☆☆☆☆☆

حدیث نمبر :- ۵۲

جو لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ گویا خدا کا ناشکرا ہے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ یَشْکُرِ النَّاسَ لَمْ یَشْکُرِ اللّٰهَ ☆

marfat.com
Marfat.com

رَوَاهُ اَحْمَدُ وَ التِّرمِذِیُّ (مشکوٰۃ باب متفرق عطایا)

ترجمہ :- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو لوگوں کا شکریہ ادا نہ کرے وہ اللہ کا شکریہ بھی ادا نہ کرے گا۔

(احمد و ترمذی)

تشریح :- سبحان اللہ کتنا عالی مقام ہے بندوں کا ناشکرا رب کا بھی ناشکرا یقیناً ہوتا ہے۔ بندے کا شکریہ ہر طرح کا چاہئے۔ دلی، زبانی، عملی یونہی رب کا شکریہ بھی ہر قسم کا کرے۔ بندوں میں ماں باپ کا شکریہ اور ہے، استاد کا شکریہ اور ہے اور شیخ یا بادشاہ کا شکریہ کچھ اور ہے۔ (مرآت)

مثلاً ماں باپ کا شکریہ یہ ہے کہ ان کی خدمت و اطاعت میں کوئی کسر نہ چھوڑے۔ استاد کا شکریہ یہ ہے کہ احترام و عزت کا پورا احساس رکھے اور شیخ کا شکریہ یہ ہے کہ اس کے لئے محبت و اعتقاد میں گم ہو جائے۔ محبت محض للہ فی اللہ ہو تا کہ راہ ہدایت و سلوک میں کمی نہ آئے۔ دنیاوی اغراض کی کسی آلائش میں ملوث نہ ہو اسلئے کہ اپنے محسن حقیقی اللہ تعالیٰ کا شکریہ اس کی عبادت اور اس کے احسانات کا زبانی و قلبی اقرار و احساس سے ہوتا ہے۔ اس کے انعام و اکرام سے دل سے شکر گزار ہو۔ واللہ اعلم۔

marfat.com

Marfat.com

حدیث نمبر :- ۵۳

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تحفہ ملنے پر خوش ہونا

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اُتِیَ بِبَا کُوْرَۃِ الْفَا کِھَۃِ وَضَعَھَا عَلٰی عَیْنَیْہِ وَعَلٰی شَفَتَیْہِ وَقَالَ اَللّٰھُمَّ کَمَا اَرَیْتَنَا اَوَّلَہٗ فَاَرِنَا اٰخِرَہٗ ثُمَّ یُعْطِیْھَا مَنْ یَّکُوْنُ عِنْدَہٗ مِنَ الصِّبْیَانِ ☆ رَوَاہُ الْبَیْھَقِیُّ فِی الدَّعْوَاتِ الْکَبِیْر

(مشکوۃ باب متفرق تخیش)

ترجمہ :- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے- فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ کے پاس نیا پھل لایا جاتا تو اسے آپ اپنی آنکھوں اور لبوں پر رکھتے اور عرض کرتے الٰہی جیسے تو نے ہم کو اس کی ابتداء دکھائی ایسے ہی ہم کو اس کی انتہا بھی دکھا- پھر وہ پھل اس بچے کو عطا فرما دیتے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہوتا- (بیہقی دعوات کبیر)

تشریح :- محبوب دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم اس پھل کو چوم کر آنکھوں سے لگاتے- نعمت

marfat.com

Marfat.com

الہیہ کا احترام فرماتے ہوئے' جیسا کہ پہلی بارش کے قطرے اپنے منہ اور سینہ شریف پر لیتے تھے اس میں اللہ تعالیٰ کی نعمت کی قدر دانی ہے- اور اس کا شکریہ بھی- اور پھل کی انتہا سے مراد یا تو آخری موسم کے پھل ہیں- یعنی ہماری زندگی اتنی دراز فرما کہ ہم بہار کا آخر بھی دیکھ لیں یا جنت کے پھل ہیں کہ دنیا کے پھل وہاں کا نمونہ ہیں- یعنی ہم کو ایمان وتقویٰ نصیب فرما کہ ہم آخرت میں جنت میں جائیں اور وہاں کے پھل دیکھیں اور کھائیں- (مرقات)

چونکہ بچوں کو پھل وغیرہ سے بہت رغبت ہوتی ہے نیز وہ بھی انسان کا پہلا پھل ہے اس مناسبت سے پہلا پھل پہلے بچوں کو عطا فرماتے تھے- حدیث پاک سے چند مسائل معلوم ہوئے ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کو چومنا' آنکھوں سے لگانا سنت ہے- لہٰذا قرآن پاک' حدیث شریف حضور ﷺ کے تبرکات چومنا سنت سے ثابت ہے- بعض لوگ روٹی چومتے ہیں ان کی دلیل یہ حدیث ہے- دوسرا یہ کہ کھانا ہاتھ میں لے کر یا سامنے رکھ کر اللہ کا ذکر یا دعا سنت ہے- لہٰذا مروجہ ختم' فاتحہ بھی نہ صرف جائز بلکہ سنت ہے- اس کا ماخذ یہ حدیث ہے- سرکار عالی ﷺ قربانی فرما کر جانور سامنے رکھ کر دعا کرتے تھے- تیسرا یہ کہ ختم شریف کا پھل وغیرہ کھانا' بچوں میں تقسیم کرنا سنت سے ثابت ہے- جس کی اصل یہ حدیث ہے- اور چوتھا یہ کہ نئے پھل پر فاتحہ پڑھ کر بچوں میں تقسیم کرنا- حضور ﷺ کے عمل شریف سے ثابت ہے-

marfat.com
Marfat.com

جیسے کچھ لوگ شیرینی وغیرہ پر فاتحہ پڑھ کر بچوں میں تقسیم کر دیتے ہیں اور بعض بزرگوں کا بھی طریقہ ہے۔

علامہ جزری نے حصن حصین شریف میں یوں روایت فرمائی کہ حضور ﷺ پہلا پھل ملاحظہ فرماتے تو یوں فرماتے "اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي ثَمَرِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِي مُدُنِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِي مُدِّنَا"

اور جب آپ ﷺ کی خدمت میں وہ پھل لایا جاتا تو کسی بچہ کو عطا فرما دیتے۔ (مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ عن ابو ہریرہ)

(مرقات، مرأت معہ اضافہ)

☆☆☆☆☆☆

حدیث نمبر :- ۵۴

دنیا میں بہترین سامان نیک زوجہ ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدُّنْيَا كُلُّهَا مَتَاعٌ وَخَيْرُ

marfat.com
Marfat.com

مَتَاعِ الدُّنْيَا اَلْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ ☆ رواہ مسلم

(مشکوٰۃ کتاب النکاح)

ترجمہ :- حضرت عبداللہ ابن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دنیا ایک برتنے کا سامان ہے اور دنیا کا بہترین سامان نیک بی بی ہے- (مسلم)

تشریح :- انسان دنیا کو برت کر چھوڑ جاتا ہے -اللہ تعالیٰ نے فرمایا" قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ "(فرمادیجئے کہ دنیا کی متاع بہت تھوڑی ہے)

صوفیاء فرماتے ہیں کہ اگر دنیا دین سے مل جائے تو لازوال دولت ہے- قطرے کو ہزار خطرات ہیں لیکن اگر قطرہ دریا سے مل جائے تو روانی 'طغیانی سب کچھ اس میں آجاتی ہے اور خطرات سے باہر ہو جاتا ہے-

فرمانِ رسول ﷺ کہ دنیا کا بہترین سامان نیک بی بی ہے بالکل برحق ہے کیونکہ نیک بیوی مرد کو بھی نیک بنا دیتی ہے- وہ اُخروی نعمتوں سے ہے- حضرت علیؓ نے رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً کی تفسیر میں فرمایا کہ خدایا ہمیں دنیا میں نیک بیوی دے اور آخرت میں اعلیٰ حُور عطا فرما اور آگ یعنی خراب بیوی کے عذاب سے بچا- (مرقات)

جس طرح اچھی بیوی خدا کی رحمت ہے اسی طرح بری بیوی خدا کا عذاب

marfat.com
Marfat.com

ہے- دین دار ماں دین دار بچے جنے گی- ماں فاطمۃ الزہرا ؓ جیسی ہو تو اولاد حسنین ؓ جیسی ہوتی ہے- دنیا میں مردوں کے لئے عورتیں بڑے فتنہ کا باعث ہیں کہ عورت کے سبب آپس کی عداوت لڑائی جھگڑے بلکہ خون ریزی بھی ہوتی ہے- عورت ہی دنیا کی محبت کا ذریعہ ہے- اور محبتِ دنیا تمام گناہوں کی جڑ ہے-

مشاہدہ کرلو آج بھی عورتوں کی وجہ سے فساد وقتل وخون بہت ہو رہے ہیں- علماء فرماتے ہیں کہ زمین پر پہلا قتل عورت کی وجہ سے ہوا کہ قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو اقلیما عورت کی وجہ سے مار ڈالا-

جھگڑے کی بنیادیں تین ہیں- ''زن' زر اور زمین'' عورتوں کے فتنہ سے بچنے کا واحد ذریعہ شریعتِ اسلامیہ کی مضبوطی سے پیروی ہے- (مرأت)

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ فِتْنَةُ النِّسَآءِ - (اے اللہ میں عورتوں کے فتنہ سے تیری پناہ مانگتا ہوں) یہ دعا بھی مانگنی چاہئے-

صاحب مرقات فرماتے ہیں کہ جو شخص کسی عورت کا اونچا خاندان دیکھ کر اس سے نکاح کرے گا وہ ذلیل ہوگا اور جو دین دیکھ کر نکاح کرے گا اسے برکت دی جائے گی- (مرقات)

افسوس کہ آج ہمیں سرکار ﷺ کا فرمانِ عالی بھول گیا اور ہم ذلیل وخوار ہونے لگے- حضور ﷺ نے فرمایا کہ ''عورت سے چار وجوہات کی بناء پر نکاح کیا جاتا ہے - مال ' خاندان ' حسن اور دین ' تم دین والی عورت اختیار کرو ''

Marfat.com

مال ایک جھٹکے میں جا سکتا ہے۔ حسن و جمال ایک بیماری میں جاتا رہتا ہے مگر دین ہمیشہ انسان کا ساتھ دیتا رہے گا۔ (مرأت معہ اضافہ)

حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو عورت کا صرف مال دیکھ کر نکاح کرے گا وہ فقیر رہے گا۔ شارح بخاری شریف الحق امجدی فرماتے ہیں کہ نکاح انسان کی فطری ضرورت ہے۔ انسان کسی بھی قوم ' مذہب یا ملک کا ہو وہ اپنے طور پر شادی اور بیاہ کو اہم قرار دیتا ہے۔ اگر مرد و عورت بغیر نکاح اختلاط رکھیں تو پوری دنیا اس کو معیوب جانتی ہے گویا تمام عقلائے عالم و مذاہب دنیا کی بنیاد نکاح پر ہے۔ شہوت کا زیادہ غلبہ نہ ہو اور نان و نفقہ پر قدرت ہو تو نکاح سنتِ مؤکدہ ہے۔ اگر بوجہ غلبۂ شہوت حرام کاری میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہو اور نان و نفقہ کی قدرت بھی ہو تو نکاح واجب ہے۔ اگر یہ یقین ہو کہ بغیر نکاح حرام کاری میں ضرور مبتلا ہو جائے گا تو پھر نکاح کرنا فرض ہے۔ دنیا میں جو پہلا رشتہ وجود میں آیا وہ زن و شوہر کا ہے (آدمؑ و حوا کا نکاح) نکاح کے حقوق ادا کرنا اور اولاد کی تربیت میں مشغول رہنا نفلی عبادت سے بہتر ہے۔ (بہارِ شریعت ہفتم ' نزہۃ القاری)

☆☆☆☆☆☆☆

marfat.com

Marfat.com

حدیث نمبر :- ۵۵

دنیا احتیاط کی جگہ ہے

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلدُّنْیَا حُلْوَۃٌ خَضِرَۃٌ وَاِنَّ اللّٰہَ مُسْتَخْلِفُکُمْ فِیْھَا فَیَنْظُرُ کَیْفَ تَعْمَلُوْنَ فَاتَّقُوا الدُّنْیَا وَاتَّقُوا النِّسَآءَ فَاِنَّ اَوَّلَ فِتْنَۃَ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ کَانَتْ فِی النِّسَآءِ ☆ رَوَاہُ مُسْلِمٌ

(مشکوۃ کتاب النکاح)

ترجمہ :- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دنیا میٹھی اور ہری بھری ہے اور یقیناً اللہ تعالیٰ تم کو اس میں دوسروں کے پیچھے مالک کرے گا - تو دیکھے گا کہ کیا عمل کرتے ہو لہٰذا دنیا سے احتیاط کرو اور عورتوں کے بارے میں محتاط رہو کیونکہ بنی اسرائیل کا پہلا فتنہ عورتوں کے متعلق ہوا - (مسلم)

تشریح :- دنیا دیکھنے میں بھلی معلوم ہوتی ہے دل کو پسند آتی ہے چونکہ اہلِ

marfat.com
Marfat.com

عرب سبزے کو بہت ہی پسند کرتے تھے اس لئے اسے سرسبز فرمایا گیا- نیز دنیا کو سبز فرمانے میں اشارہ ہے کہ دنیا قریب الفناہ ہے- جیسے سبزہ بہت جلد خشک ہو جاتا ہے ایسے ہی دنیا بہت جلد ختم ہو جاتی ہے-فرمایا کہ تم اپنے باپ داداؤں کے بعد دنیا میں مالک بنادئے جاؤ گے-یعنی دنیا تم سے پہلے دوسروں کے پاس تھی پھر ان سے منتقل ہو کر تمہارے پاس آئی -تم گذشتہ لوگوں کے خلیفہ بنے ' ایسے ہی تم سے منتقل ہو کر دوسروں کے پاس پہنچے گی-

ے چناں کہ دست بدست آمد است ملک بما
بدست یک دگراں ہم چنیں بخواہد رفت

ترجمہ :- جیسا کہ ہاتھوں ہاتھ یہ ملک ہمارے پاس آیا- دوسروں کے پاس بھی ہاتھوں ہاتھ ہی چلا جائے گا-

تم پچھلوں کے خلیفہ ہو آئندہ نسلیں تمہاری خلیفہ بنیں گی- یا یہ مطلب ہے کہ دنیا کا مالکِ حقیقی تو حق تعالیٰ ہی ہے-تم سب اس کے برتنے میں اس کے خلیفہ یا وکیل ہو- لہٰذا مالک کی مرضی کے بغیر اسے استعمال نہ کرو یا صحابہ کرامؓ کے لئے پیش گوئی ہے کہ میرے بعد عرب وعجم کی دولتیں 'ممالک تمہارے قبضہ میں آنے والے ہیں - ذرا درست رہنا جیسے کہ ساری دنیا نے ملاحظہ کیا- دنیا سے دھوکہ نہ کھاؤ یا ناجائز طور پر اس کو استعمال نہ کرو یا اس میں مشغول ہو کر بھول نہ جاؤ- اسے دینا بھی آتا ہے

marfat.com
Marfat.com

اور لینا بھی' جو ہی سکتا ہے وہ ادھیڑ بھی سکتا ہے۔

ے ہر کہ داند دوخت او داند درید

دنیا کو ایسے استعمال نہ کرو۔ ذرا غور کرو شہد کی مکھی کنارہ میں رہ کر شہد چوس لیتی ہے۔ اگر اس میں گرے تو مر جائے۔ دنیا جسم پر رہے دل میں نہ آئے۔ تم دنیا میں رہو تم میں دنیا نہ رہے۔ **(مرأت)**

حدیث پاک کے آخر میں اس قصہ کی طرف اشارہ ہے کہ ایک اسرائیلی نے اپنے چچا سے درخواست کی کہ مجھے اپنی بیٹی بیاہ دو۔ اس نے انکار کر دیا۔ بھتیجے نے چچا کو قتل کر دیا تا کہ اس کے مرنے کے بعد اس کی بیٹی سے نکاح کرے اور اس کے مال کا وارث بن جائے۔ اسی واقعہ پر ذبح گائے کا واقعہ پیش آیا جو سورۃ بقرہ میں ہے۔ **(مرقات ولمعات)**

یا پھر بنی اسرائیل کے دوسرے واقعہ بلعام ابن باعورا کے واقعہ کی طرف اشارہ ہے جسے اسم اعظم یاد تھا اور وہ مقبول الدعا تھا۔ جب موسیٰ علیہ السلام نے قوم جبارین پر لشکر کشی کی تو بلعام کی قوم نے موسیٰؑ پر بددعا کرنے کے لئے اس سے درخواست کی' وہ نہ مانا تب قوم نے اس کے سامنے حسینہ عورت پیش کی اور کہا کہ اگر تو موسیٰ علیہ السلام پر بددعا کرے تو ہم اس کا نکاح تجھ سے کر دیں گے۔ تب اس نے موسیٰؑ پر بددعا کرنی چاہی جو خود اس پر پڑی۔ اور اس کی زبان کتے کی طرح باہر نکل پڑی جس کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ الْكَلْبِ

marfat.com
Marfat.com

(پس اس کی مثال ایسے ہے جیسے کتے کی مثال)

اس صورت میں یا تو فتنہ سے مراد بڑا فتنہ ہے یا اوّلیت سے مراد اضافی اوّلیت ہے نہ کہ حقیقی کیونکہ بنی اسرائیل میں معمولی فتنے اس سے قبل بھی ہو چکے تھے۔

(مرأت)

امام مالکؒ نے فرمایا کہ کفو صرف دین میں ہے تمام مسلمان ایک دوسرے کے کفو ہیں امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ جو مہر ادا کرنے اور نان نفقہ پر قادر نہ ہو وہ کبھی کفو نہیں ہو سکتا۔قریش ایک دوسرے کے کفو ہیں۔حوالی میں سے کوئی عربوں کا کفو نہیں۔حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نحوست " عورت ' مکان اور گھوڑے میں ہوتی ہے۔مکان کی نحوست یہ ہے کہ وہ تنگ ہو اور اس کا ہمسایہ بُرا ہو۔گھوڑے کی نحوست یہ ہے کہ وہ جنگ کے قابل نہ ہو اور دوڑ نہ سکے۔بسا اوقات بہت سست پڑ جائے ۔اور عورت کی نحوست یہ ہے کہ اس کا بدخلق ہونا ' بچہ پیدا نہ کرنا اور شوہر کی نافرمانی کرنا۔ (تفہیم البخاری)

☆☆☆☆☆☆

marfat.com
Marfat.com

حدیث نمبر :- ۵۲

ایک شادی میں حضور ﷺ کا تشریف لے جانا

عَنِ الرُّبَیِّعُ بِنْتِ مُعَوَّذِ بْنِ عَفْرَآءَ قَالَتْ جَآءَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ حِیْنَ بُنِیَ عَلَیَّ فَجَلَسَ عَلٰی فِرَاشِیْ کَمَجْلِسِکَ مِنِّیْ فَجَعَلَتْ جُوَیْرِیَاتٌ لَّنَا یَضْرِبْنَ بِالدُّفِّ وَ یَنْدُبْنَ مَنْ قُتِلَ مِنْ اٰبَآئِیْ یَوْمَ بَدْرٍ اِذْقَالَتْ اِحْدٰھُنَّ وَ فِیْنَا نَبِیٌّ یَّعْلَمُ مَا فِیْ غَدٍ فَقَالَ دَعِیْ ھٰذَا وَ قُوْلِیْ بِا الَّذِیْ کُنْتِ تَقُوْلِیْنَ ☆

رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ (مشکوٰۃ باب اعلان النکاح)

ترجمہ :- حضرت ربیعؓ بنت معوذ ابن عفراء سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں کہ جب میری رخصتی کی گئی تو نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور جیسے تم میرے پاس بیٹھے ہو ویسے ہی حضور ﷺ میرے بستر پر بیٹھ گئے تو ہماری بچیاں دف بجانے لگیں اور میرے باپ دادے جو بدر کے دن شہید ہوئے تھے ان کا مرثیہ کہنے لگیں۔ کہ جب ان میں سے ایک نے یہ شعر کہا کہ ہم میں وہ نبی ہیں جو کل کی بات جانتے ہیں۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا یہ

Marfat.com

چھوڑ دو ہی کہو جو پہلے کہتی تھیں۔ (بخاری)

تشریح :- حضرت ربیعؓ خالدؓ ابن زکوان سے فرما رہی ہیں کہ جیسے تم میرے بستر پر میرے پاس بیٹھے ہو اسی طرح حضور ﷺ میرے پاس میرے بستر پر تشریف فرما ہوئے تھے۔ ظاہر یہ ہے کہ آپ اس وقت باپردہ ہونگی اور گھر مہمانوں سے بھرا ہوگا کیونکہ رخصتی کا دن تھا۔ اور اگر بے پردہ بیٹھی ہوں تو یہ واقعہ پردہ فرض ہونے سے پہلے کا ہوسکتا ہے۔ یا پھر حضور ﷺ کی خصوصیات سے ہے کہ عورتوں کا آپ ﷺ سے پردہ نہیں۔ (مرقات ولمعات)

گانے والی بچیاں نابالغ اور غیر مراہقہ تھیں اور صرف دف بجا کر گاتی تھیں جھانج یا کوئی باجہ نہ تھا۔ اشعار گندے نہ تھے اس سے معلوم ہوا کہ نکاح یا رخصتی پر ننھی بچیوں کا ایسا گانا درست ہے۔ یہ شعر کہ ہم میں وہ نبی ہیں جو کل کی بات جانتے ہیں نہ تو کسی کافر کا ہے نہ ان بچیوں کا۔ کیونکہ کافر کو حضور ﷺ کی نعت سے کیا تعلق اور بچیاں اشعار بنانا جانتی نہیں۔ یقیناً یہ شعر کسی صحابی کا ہے ۔معلوم ہوا کہ صحابہ کرامؓ حضور ﷺ کے علمِ غیب کے معتقد تھے۔ حضور ﷺ کی ازواج مطہرات نے پوچھا تھا کہ آپ ﷺ کے بعد ہم میں سب سے پہلے کون آپ کے پاس پہنچے گی؟ شہیدوں کی مائیں پوچھتی تھیں کہ میرا بچہ کہاں ہے؟ کس حال میں ہے؟ بہرحال صحابہ کرامؓ علمِ غیب کے معتقد تھے اور حضور ﷺ نے اس شاعر کو مشرک یا کافر نہ فرمایا

marfat.com

Marfat.com

اور نہ ہی شعر کو برا کہا- حضور ﷺ نے منع یا تو اس لئے فرمایا کہ دف یا کھیل کے دوران نعت شریف نہ پڑھنی چاہئے کہ اس میں بے ادبی ہے- (اشعۃ)

یا پھر اس لئے منع فرمایا کہ مرثیہ کے دوران نعت نہ پڑھو- نعت اور مرثیہ ملانا اچھا نہیں- یا اس لئے کہ ہمارے سامنے ہماری تعریف کیوں کرتی ہو- یا علمِ غیب کی نسبت ہماری طرف نہ کرو- اگرچہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں علمِ غیب دیا مگر ہمیں عالم الغیب وغیرہ نہ کہو- (مرقات)

غور فرماؤ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خالق نہیں کہتے مگر قرآن کریم میں ہے اَنِّیْٓ اَخْلُقُ لَکُمْ مِّنَ الطِّیْنِ (میں تمہیں مٹی سے پیدا کرتا ہوں یہ فرمان عیسیٰؑ کا ہے) الغرض معلوم ہوا کہ یہ گیت درست تھے اور ان کا گانا ان بچیوں کے لئے مُباح تھا یہ امر اباحت کا ہے- (مرأت)

شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہے (ایں حدیث دلالت دارد برآنکہ ضرب دف وانشاءِ اشعار جائز است' آں حضرت زناں راازاں منع نہ کرد بلکہ فرمود بگو ہماں راکہ میگفتی-

ترجمہ :- یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ دف یعنی مزامیر بجا کر اشعار گانا جائز ہیں حضور رسالتمآب ﷺ نے عورتوں کو منع نہ فرمایا بلکہ فرمایا کہو جو کہہ رہی تھیں-

بعض اکابرین چشت کا مزامیر پر قوالی وغیرہ سننا غالباً اسی سے ثابت کرتے ہیں-

☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

حدیث نمبر :- ۵۷

شادی نکاح میں گیت وغیرہ گانے کا جواز

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَنْکَحَتْ عَائِشَةُ ذَاتَ قَرَابَةٍ لَّهَا مِنَ الْاَنْصَارِ فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَهْدَیْتُمُ الْفَتَاتَ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ اَرْسَلْتُمْ مَّعَهَا مَنْ تُغَنِّیْ قَالَتْ لَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْاَنْصَارَ قَوْمٌ فِیْهِ غَزَلٌ فَلَوْ بَعَثْتُمْ مَّعَهَا مَنْ یَّقُوْلُ اَتَیْنَا کُمْ اَتَیْنَا کُمْ فَحَیَّنَا وَ حَیَّا کُمْ ☆ رَوَاهُ ابْنِ مَاجَةَ

(مشکوۃ باب اعلان النکاح)

ترجمہ :- حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے- فرماتے ہیں کہ جناب عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی ایک قرابت دار انصاری کا نکاح کیا- رسول اللہ ﷺ تشریف لائے فرمایا کیا تم نے لڑکی کو بھیج دیا؟ عرض کیا ہاں- پھر پوچھا کیا اس کے ساتھ اس کو بھیجا جو گیت گائے؟ عرض کی نہیں حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ انصار ایسی قوم

marfat.com
Marfat.com

ہے جس میں غزل خوانی کا رواج ہے۔تم اس کے ساتھ بھیجتیں جو کہتا ہم آ گئے' ہم آ گئے اللہ ہم کو بھی اور تم کو بھی زندگی دے۔ (ابن ماجہ)

تشریح :- لجپال آقا ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کیا اس لڑکی کا صرف نکاح کیا ہے یا رخصتی بھی کر دی اور کیا لڑکی خاوند کے پاس بھیج بھی دی ؟ معلوم ہوتا ہے کہ مہاجرینِ مکہ میں شادی کے موقعہ پر گیت وغزل کا رواج نہ تھا - انصارِ مدینہ میں رواج تھا- ایسے موقعہ پر ان گیتوں کی اجازت دی گئی جو پاکیزہ گیت ہوں- گیت کیا ہے حمدِ الٰہی ہے- تبلیغ ہے دعا ہے- اور پیاروں سے ملنے پر خوشی کا اظہار ہے- ایسے اشعار تو ایک طرح عبادت ہیں- لیکن خیال رہے کہ ان احادیث کی بناء پر موجودہ زمانہ کے فلمی اور فحش گانوں کا جواز ثابت کرنا سخت حماقت ہے اور منکرینِ حدیث کا انکار کرنا جہالت ہے- (مرأت)

ابن حبانؒ کی روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ میرے پاس ایک انصاری لڑکی تھی جس کا میں نے نکاح کیا تو حضور رسول کریم ﷺ نے فرمایا اے عائشہؓ تم گیت کیوں نہیں گاتیں- کیونکہ یہ قبیلہ انصار گیت پسند کرتے ہیں- (مرأت)

یہ گیت اس زمانہ میں بوقتِ نکاح مروّجہ تھا جیسے آج کل بعض گیت شادی بیاہ کے لئے مخصوص ہیں- (اشعۃ)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

marfat.com
Marfat.com

حدیث نمبر :- ۵۸

نکاح میں اعلان کا حکم ڈھول کا جواز

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْلِنُوْا هٰذَا النِّكَاحِ وَاجْعَلُوْهُ فِي الْمَسَاجِدِ وَاضْرِبُوْا عَلَيْهِ بِالدُّفُوْفِ ☆

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

(مشکوٰۃ باب الاعلان النکاح)

ترجمہ :- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان نکاحوں کا اعلان کرو اور نکاح مسجدوں میں کرو اور ان پر دف بجاؤ-

(ترمذی اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے)

تشریح :- حدیث شریف میں اگر اعلان سے مراد گواہوں کی موجودگی میں نکاح کرنا ہے تو یہ حکم واجب ہے کیونکہ نکاح کے لئے گواہ شرط ہیں اور اگر اس سے مراد مشہور کرنا ' دف بجانا ہے تو یہ حکم مستحب ہوگا- (مرقات)

فقہاء فرماتے ہیں کہ مستحب یہ ہے کہ نکاح جمعہ کے دن بعد نماز جمعہ جامع مسجد

marfat.com
Marfat.com

میں تمام نمازیوں کے سامنے ہوتا کہ نکاح کا اعلان بھی ہو جائے اور ساتھ ہی جگہ اور وقت کی برکت بھی حاصل ہو جائے - کیونکہ نکاح عبادت ہے اور عبادت کے لئے عبادت خانہ یعنی مسجد موزوں ہے- صاحب مرقات فرماتے ہیں کہ نکاح کے وقت نکاح کی جگہ دف بجانا بہتر ہے- لیکن اگر نکاح مسجد میں ہو تو پھر مسجد سے باہر دف بجائی جائے - لہٰذا اس حدیث پاک کی وجہ سے مسجدوں میں دف بجانے کی حلت بالکل درست نہیں- (مرقات)

فقہاء فرماتے ہیں کہ باجوں میں جھانجھ (رقص) حرام ہے جو کسی طرح جائز نہیں- اس کے سواء دوسرے باجے اگر کھیل کود کے لئے ہوں تو حرام اگر اعلان وغیرہ صحیح مقصد کے لئے ہوں تو پھر حلال ہیں- (مرقات و فتح القدیر)

دف تاشہ کو موجودہ زمانہ کا ڈھول وغیرہ کہا جا سکتا ہے-

☆☆☆☆☆☆

حدیث نمبر :- ۵۹

حلال و حرام میں فرق کرنے والا ڈھول ہے

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَاطِبِ الْجُمَحِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَصْلُ مَا بَيْنَ الْحَلَالِ

marfat.com

Marfat.com

وَالْحَرَامِ اَلصَّوْتُ وَالدَّفُّ فِی النِّکَاحِ ☆

رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَالنِّسَائِیُّ وَابْنِ مَاجَۃ

(مشکوٰۃ باب اعلان النکاح)

ترجمہ :- حضرت محمدؓ ابن حاطب جمحی روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حلال وحرام کے درمیان فرق نکاح میں آواز اور دف (ڈھول) ہے-

(احمد' ترمذی 'نسائی' ابن ماجہ)

تشریح :- حدیث پاک کے راوی محمدؓ ابن حاطب کی پیدائش حبشہ میں ہوئی - بہت چھوٹی عمر میں اپنے چچا خطاب ابن حارث ابن معمر کے ساتھ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی اور بہت چھوٹی عمر میں حضور اکرم ﷺ کی زیارت کی- امت میں سب سے پہلے انہی کا نام محمد رکھا گیا - ۷۴ھ کو مکہ مکرمہ میں وفات پائی - وہاں ہی مدفون ہوئے- (اشعۃ)

حدیث شریف میں آواز سے مراد اعلانچی یا گولے وغیرہ کی آواز ہے اور دف (ڈھول) میں تاشہ بھی داخل ہے اس کا مطلب یہ نہیں کہ بغیر دف تاشہ یا اعلان کے نکاح ہوتا ہی نہیں بلکہ اعلانِ نکاح کی ترغیب مقصود ہے- مطلب یہ ہے کہ حلال نکاح اعلانیہ ہوتے ہیں- اور مشکوک وحرام چھپ کر کئے جاتے ہیں کہ نہ کسی کو خبر ہو نہ کوئی اعتراض کرے- جیسے نکاح پر نکاح یا عدت میں نکاح وغیرہ- (مرآت)

marfat.com
Marfat.com

ایک اور حدیث محمدؒ ابن حاطب سے مروی ہے کہ حضور علیہ نے فرمایا حلال وحرام میں فرق کرنے والا آواز یعنی گانا بجانا اور ڈھول ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے حدیث مروی ہے کہ میں نے اپنی لونڈی کا نکاح ایک انصاری سے کر دیا۔ حضور علیہ کو معلوم ہوا تو فرمایا کہ تونے گانا و سرود کیوں نہ کیا کیونکہ یہ انصاری لوگ تو غنا وغیرہ کو پسند کرتے ہیں۔ اس کو ابن حبان نے اپنے صحیح میں روایت کیا ہے جو اس کا خاص بیاض ہے۔ (اشعۃ اللمعات)

☆☆☆☆☆☆

حدیث نمبر :- ۲۰

شادی کے موقعہ پر لہو ولعب کی اجازت

عَنۡ عَامِرِ بۡنِ سَعۡدٍ قَالَ دَخَلۡتُ عَلٰی قُرۡظَةَ بۡنِ كَعۡبٍ وَّ اَبِیۡ مَسۡعُوۡدِ الۡاَنۡصَارِیِّ فِیۡ عُرۡسٍ وَّ اِذَا جَوَارٍ یُّغَنِّیۡنَ فَقُلۡتُ اَیۡ صَاحِبَیۡ رَسُوۡلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ وَ اَهۡلِ بَدۡرٍ یُّفۡعَلُ هٰذَا عِنۡدَكُمۡ فَقَالَا

marfat.com
Marfat.com

اَجۡلِسۡ اِنۡ شِئۡتَ فَاسۡمَعۡ مَعَنَا وَاِنۡ شِئۡتَ فَاذۡهَبۡ فَاِنَّهٗ قَدۡ رَخَّصَ لَنَا فِی اللَّهۡوِ عِنۡدَ الۡعُرۡسِ ☆

رَوَاهُ النِّسَائِیُّ (مشکوٰۃ باب اعلان النکاح)

ترجمہ :- حضرت عامر ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ روایت فرماتے ہیں کہ میں قرظہ بن کعب اور ابو مسعود انصاری کے پاس ایک شادی میں گیا تو اچانک دیکھا کہ کچھ بچیاں گا رہی تھیں- میں نے کہا اے رسول اللہ ﷺ کے صحابیو! اور اے بدر والو! تمہارے پاس یہ کام کیا جا رہا ہے تو وہ دونوں صاحب بولے اگر تم چاہو تو ہمارے ساتھ بیٹھ کر سنو اور اگر چاہو تو چلے جاؤ - ہم کو شادی کے موقع پر لہو ولعب کی اجازت دی گئی ہے- (نسائی)

تشریح :- حدیث شریف کے راوی عامر ابن سعدؒ ابن ابی وقاص مشہور تابعی ہیں اور قرظہ ابن کعبؓ اور ابو مسعودؓ دونوں بدری صحابی ہیں-

حضرت عامرؒ کا خیال تھا کہ گانا اسلام میں مطلقاً حرام ہے- اسی لئے حضراتِ صحابہؓ کی خدمت میں عرض کر رہے ہیں کہ تمہارے سامنے بچیاں گا رہی ہیں تم دونوں جلیل القدر صحابی ہو کر منع نہیں کرتے لوگ تمہارے منع نہ کرنے کی وجہ سے اسے جائز سمجھیں گے- دونوں صحابہ کرامؓ نے فرمایا کہ اگر تمہاری مرضی ہو تو ہمارے ساتھ بیٹھ کر سن سکتے ہو ورنہ چلے جاؤ- شادی بیاہ میں ننھی بچیوں کو جائز گیت گانے

marfat.com
Marfat.com

کی اجازت ہے۔ ہم جائز کام کو کیوں روکیں۔ (مرأت)

خیال رہے جوان عورتوں کا بناؤ سنگھار کر کے غیر محرم مردوں کے سامنے گانا بجانا ' رقص کرنا سراسر حکمِ اسلام کے منافی ہے۔

پیر محمد کرم شاہ تفسیر ضیاء القرآن میں آیت کریمہ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِىْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ کے تحت لکھتے ہیں کہ علامہ پانی پتی نے اس طرح تفسیر بیان فرمائی کہ فقہائے کرام نے غناء کو حرام فرمایا ہے۔ اور یہ آیت اس کی حرمت کی دلیل ہے۔ کیونکہ غناء لھوالحدیث ہے اور حرام ہے' اس کے بعد آپ لکھتے ہیں کہ صوفیاءِ کرام نے اپنے سماع کے جواز کے لئے چند شرطیں مقرر کی ہیں۔

۱۔ سُننے والے کا دل ذکر الٰہی سے مطمئن ہو۔ اسی کی یاد میں مستغرق ' غیر کی طرف توجہ نہ ہو۔

۲۔ گانے والا محلِ شہوت نہ ہو یعنی عورت یا نوخیز لڑکا نہ ہو۔

۳۔ محفلِ سماع اغیار سے خالی ہو۔

۴۔ نماز یا دیگر عبادات کی ادائیگی کا وقت بھی نہ ہو۔

جب یہ شرطیں پائی جائیں تو سماع جائز ہے۔ بلکہ مستحب ہے کیونکہ سماع کی یہ تاثیر ہے کہ دل میں محبت کا جو جذبہ چھپا ہوا ہوتا ہے سماع اس محبت کی آگ کو بھڑکا دیتا ہے۔ جن لوگوں کے دلوں میں عورتوں کا عشق سمایا ہوتا ہے ان کے لئے سماع حرام ہے کیونکہ وہ نفس کو برائی پر بھڑکاتا ہے۔ لیکن جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی محبت خیمہ

marfat.com
Marfat.com

زن ہوتی ہے سماع ان کے ذوق وشوق میں اضافہ کا موجب ہوتا ہے۔ ان کے لئے سماع مستحب ہے۔ وہ نصوص جن سے غناء کی حرمت ثابت ہوتی ہے ان کا جواب دیتے ہوئے علامہ پانی پتیؒ فرماتے ہیں کہ آیت میں لھوالحدیث کو حرام کیا گیا اور صوفیاء کا سماع لھوالحدیث کے زُمرہ میں نہیں۔ وہ احادیث جن سے غناء کی حرمت ثابت ہوتی ہے وہ بھی مخصوص بالبعض ہیں۔ کیونکہ ایسی احادیث بھی ہیں جن سے اس کا مباح اور جائز ہونا ثابت ہوتا ہے۔ دونوں قسم کی احادیث میں تطبیق اس طرح کریں گے کہ جو غناء فسق وفجور کا محرک ہو وہ حرام ہے اور جو یادِ الٰہی کی آگ کو بھڑکا دے وہ جائز ہے۔ (ضیاءالقرآن)

گذشتہ صفحات میں چند احادیث ایسی ہی ہیں جن سے غناء کا مباح ہونا ثابت ہوتا ہے۔ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ العوارف میں فرماتے ہیں کہ السماع یستجلب الرحمة من اللہ الکریم سماع اللہ تعالیٰ کی رحمت کا جاذب ہے لیکن یہ سب اسی وقت جائز ہے جب مذکورہ شرائط کا سختی سے التزام کیا جائے۔ الحاصل وہ غناء حرام ہے جو فسق وفجور کا باعث بنے اور ذکر اللہ سے غافل کردے اور جو غناء ایسا نہیں وہ حرام نہیں۔ (ضیاءالقرآن)

اسی جگہ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ لکھتے ہیں۔

ترجمہ :۔ کہ معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں غناء کی حرمت وکراہت متعارف و مشہور تھی۔ عید یا خوشی کے موقعہ کی تخصیص بعض صحابہ کرامؓ کو معلوم نہ تھی۔ ورنہ یہ

marfat.com

Marfat.com

اعتراض نہ کیا جاتا' فَافْهَمْ

☆☆☆☆☆☆☆

حدیث نمبر :- ۲۱

حلیمہ سعدیہؓ کے لئے حضور ﷺ کا چادر بچھانا

عَنْ اَبِی الطُّفَیْلِ الْغَنَوِیِّ قَالَ کُنْتُ جَالِسًا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رِدَآءَہٗ حَتّٰی قَعَدَتْ عَلَیْہِ فَلَمَّا ذَهَبَتْ قِیْلَ هٰذِہٖ اَرْضَعَتِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ☆ رَوَاہُ اَبُوْ دَاؤُدْ

(مشکوٰۃ باب المحرمات)

ترجمہ :- حضرت ابوطفیل غنویؓ روایت فرماتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ ایک بی بی صاحبہ آئیں تو نبی کریم ﷺ نے اپنی چادر بچھادی حتیٰ کہ وہ اس پر بیٹھ گئیں جب وہ چلی گئیں تو کہا گیا کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو دودھ پلایا ہے۔

(ابوداؤد)

Marfat.com

تشریح :- حدیث پاک کے راوی حضرت علیؓ کے ساتھ ان کی تمام جنگوں میں ساتھ رہنے والے ابوطفیل کا نام عامر ابن واثلہ ہے- لیثی کنانی ہیں- کنیت ابوطفیل ہے- آٹھ سال حضور ﷺ کی خدمت میں رہے- مکہ مکرمہ **102ھ** میں انتقال ہوا روئے زمین پر آپ آخری صحابی ہیں جن کی وفات پر صحابیت ختم ہوئی- (مرقات)

حضور ﷺ کا کھڑے ہو کر اپنی چادر پیش کرنا اظہارِ احترام اور اظہارِ مسرت کے لئے تھا- معلوم ہوا کہ قیامِ تعظیمی جائز ہے- اور انسان خواہ کتنی ہی عظمت والا ہو مگر اپنے مربی کا احترام کرے- دیکھو یہ وہ آستانہ ہے کہ جہاں جبرائیلؑ بھی خادمانہ شان سے حاضری دیتے ہیں- مگر ان بی بی صاحبہ کے لئے چادر شریف بچھائی گئی- اس میں ہمارے لئے تعلیم ہے کہ جب دودھ پلانے والی دائی کا یہ ادب و احترام ہے تو سگی ماں کا ادب واحترام کیسا ہونا چاہئے- یہ واقعہ خاص جنگِ حنین کے دن کا ہے کہ حضور ﷺ اس جنگ سے فارغ ہوئے تھے- جماعتِ صحابہؓ میں تشریف فرما تھے کہ بی بی حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں آقاء نامدار ﷺ ان کے لئے کھڑے ہو گئے اور جو چادر شریف اوڑھے ہوئے تھے ان کے لئے بچھا دی- جب تک حلیمہ سعدیہ بیٹھی رہیں آپ ﷺ نے کسی اور سے کلام نہ فرمایا- ان کی طرف ہی متوجہ رہے- جب واپس جانے لگیں تو بہت ہدایا تحفے عطا فرمائے اور ان کے ساتھ کچھ دور تک ساتھ تشریف لے گئے- پھر خود حضور ﷺ یا کسی اور صحابی نے حاضرین سے فرمایا یہ کہ حضور ﷺ کی رضاعی ماں ہیں- جنہوں نے آپ ﷺ کو

Marfat.com

دودھ پلایا ہے۔ آج کے نوجوان یہ احادیث پڑھیں اور عبرت حاصل کریں کہ ہم لوگ سگی ماں کا بھی ادب نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ والدین کی نافرمانی سے بچائے۔ آمین۔ (مرأت)

☆☆☆☆☆☆☆

حدیث نمبر :- ۲۲

حضرت عائشہ صدیقہؓ کا گڑیوں کے ساتھ کھیلنا

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اَلْعَبُ بِالْبَنَاتِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ لِيْ صَوَاحِبُ يَلْعَبْنَ مَعِيَ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ يَتَقَمَّعْنَ مِنْهُ فَيُسَرِّبُهُنَّ اِلَيَّ فَيَلْعَبْنَ مَعِيَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ (مشکوٰۃ باب عشرۃ النساء)

ترجمہ :- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس گڑیوں سے کھیلتی تھی اور میری کچھ سہیلیاں تھیں جو میرے ساتھ کھیلتی تھیں۔ رسول

marfat.com
Marfat.com

اللہ ﷺ جب تشریف لاتے تو یہ چلی جاتیں- پھر حضور ﷺ انہیں میری طرف بھیج دیتے اور وہ میرے ساتھ کھیلتیں- (بخاری و مسلم)

تشریح :- بنات یا تو حضرت عائشہؓ کے ساتھ کھیلنے والی لڑکیاں مراد ہیں یا گڑیاں مراد ہے- یہ گڑیاں یا تو آپ اپنے میکے سے لائی تھیں یا حضور ﷺ کے ہاں آ کر خود بنائی تھیں یا پھر خود سرکارِ عالی ﷺ نے بنوائی تھیں- بہر حال اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بچیوں کے لئے گڑیاں بنانا ان سے کھیلنا اچھا ہے کہ یہ دراصل سینے پرونے اور کھانا تیار کرنے کی تعلیم کا ذریعہ ہے- اسی حدیث کی بناء پر بعض علماء نے بچوں کے کھلونے اگرچہ تصویر والے ہوں جائز فرمائے- لہٰذا یہ کھلونے تصاویر کی ممانعت کے حکم سے الگ ہیں- خلاصہ یہ ہے کہ ام المؤمنین فرما رہی ہیں کہ محلے کی بچیاں میرے ساتھ گڑیوں سے کھیلتی تھیں- جب سرکارِ عالی ﷺ تشریف لاتے تو وہ چھپ جاتیں یا اپنے اپنے گھر چلی جاتیں اور جب حضور ﷺ باہر تشریف لے جاتے تو بچیوں کو ان کے گھروں سے میرے پاس بھیج دیتے تا کہ میرے ساتھ کھیلیں- (مراٰت)

معلوم ہوا کہ بچوں کے لئے کھیلوں کا سامان یا خود کھلونے مہیا کرنا سنّت نبوی سے ثابت ہے-

☆☆☆☆☆☆☆☆

marfat.com
Marfat.com

حدیث نمبر :- ۲۳

عزل کرنے کے احکام

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الْعَزْلِ فَقَالَ مَا مِنْ کُلِّ الْمَآءِ یَکُوْنُ الْوَلَدُ وَاِذَا اَرَادَ اللّٰہُ خَلْقَ شَیْءٍ لَمْ یَمْنَعْہُ شَیْءٌ ☆ رَوَاہُ مُسْلِمٌ

(مشکوٰۃ باب المباشرۃ)

ترجمہ :- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے عزل کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ ہر منی سے بچہ پیدا نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ جب کوئی چیز پیدا کرنا چاہتا ہے تو اسے کوئی چیز روک نہیں سکتی۔ (مسلم)

تشریح :- عزل کے معنی ہیں علیحدگی و دوری - اپنی بیوی سے الگ رہنا صحبت نہ کرنا یا صحبت تو کرنا مگر پانی الگ گرا دینا تا کہ بیوی حاملہ نہ ہو- یوں سمجھ لو کہ موجودہ دور کی خاندانی منصوبہ بندی-

فرمانِ رسول ﷺ بالکل برحق ہے- چونکہ ایسا ہوتا ہے کہ بارہا صحبت کے

Marfat.com

باوجود حمل نہیں ٹھہرتا اوراس عورت سے کبھی صرف ایک بار صحبت کی جائے تو حمل قائم ہو جاتا ہے۔ حالانکہ مرد بھی وہی ہوتا ہے ,عورت بھی وہی۔

لفظ شی ء میں بڑی وسعت ہے یعنی عزل ' فرنچ لیدر (French Lather) (ساتھی) ' مانع حمل دوائیں خاندانی منصوبہ بندی ' کیپسول گولیاں وغیرہ کوئی چیز آنے والے بچہ کو نہیں روکتی - تقدیر کے سامنے سائنس بھی سر ٹیک جاتی ہے۔

خیال رہے کہ اپنی بیوی سے عمر میں ایک بار صحبت کرنا فرض ہے اور چار ماہ میں ایک بار ضروری - اس کے سوا بقدرِ طاقت - حالتِ حیض و نفاس میں صحبت حرام ہے - جمعہ کی نماز سے قبل صحبت مستحب اور جن حالات میں صحبت نقصان دہ ہو صحبت مکروہ ہے۔ عورت کی دُبر میں وطی کرنا تمام دینوں میں حرام ہے اسلام میں حرامِ قطعی - کیونکہ اس کا انکار کرنے والا کافر ہے۔ عزل اپنی بیوی کی اجازت سے جائز ہے - بلا اجازت مکروہ ہوگا - یہی مذہب ہے - عام علماء اور صحابہؓ کا تسلسل ہے۔

(مرقات' مرأت معہ اضافہ)

بہرحال عام علماء و صحابہؓ اور حضور ﷺ نے عزل سے منع نہیں فرمایا -

پروفیسر ڈاکٹر عبدالرحیم عمران اپنی کتاب '' اسلامی میراث میں خاندانی منصوبہ بندی '' میں بحوالہ جامع مسند امام اعظم لکھتا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ اور آپ کے دو شاگرد ابو یوسف ' محمد شیبانی عزل کو بیوی کی رضامندی سے جائز قرار دیتے ہیں - طحاوی اپنی

Marfat.com

کتاب "شرح معانی الآثار" میں کہتے ہیں کہ عزل مکروہ نہیں ہے جب عزل کے بارے میں آنحضرت ﷺ سے پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے اس کے خلاف حکم صادر نہیں فرمایا۔

مالکی فقہا کی بھاری اکثریت نے مانع حمل کے لئے بیوی کی رضامندی کے ساتھ عزل کا جواز ثابت کیا ہے۔ امام مالکؒ نے فرمایا کوئی آدمی اپنی بیوی کی رضامندی کے بغیر عزل نہیں کرسکتا۔ شافعی مذہب کے مطابق بیوی کی اجازت کے بغیر جائز ہے۔ امام غزالیؒ کی رائے میں عزل مطلقاً جائز ہے۔ حنفی مذہب کی اکثریت کے مطابق بھی عزل (منصوبہ بندی) بیوی کی اجازت سے جائز ہے۔ مسلم میں حضرت جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ ہم عزل (منصوبہ بندی) کیا کرتے تھے اور قرآن نازل ہو رہا تھا اگر ممانعت ہوتی تو قرآن ہمیں اس سے روک دیتا۔

(اسلامی میراث میں تذکرہ منصوبہ بندی)

☆☆☆☆☆☆

marfat.com
Marfat.com

حدیث نمبر :- ۲۴

اللہ کے بغیر سجدہ کرنے کی ممانعت

عَنْ قَيْسِ ابْنِ سَعْدٍ قَالَ اَتَيْتُ الْحِيرَةَ فَرَ
اَيْتُهُمْ يَسْجُدُوْنَ لِمَرْزُبَانٍ لَهُمْ فَقُلْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَقُّ اَنْ يَّسْجُدَ لَهٗ فَاَتَيْتُ
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ اِنِّىْ اَتَيْتُ ا
لْحِيرَةَ فَرَأَيْتُهُمْ يَسْجُدُوْنَ لِمَرْزُبَانٍ لَّهُمْ فَاَنْتَ اَحَقُّ
بِاَنْ يَّسْجَدَلَكَ فَقَالَ لِىْ اَرَاَيْتَ لَوْ مَرَرْتَ بِقَبْرِىْ
اَكُنْتَ تَسْجُدُ لَهٗ فَقُلْتُ لَا فَقَالَ لَا تَفْعَلُوْا لَوْ كُنْتُ اٰمُرُ
اَحَدًا اَنْ يَّسْجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ النِّسَآءَ اَنْ يَّسْجُدْنَ
لِاَزْوَاجِهِنَّ لِمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَهُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ حَقٍّ ☆

رَوَاهُ اَبُوْ دَاؤُدَ وَ رَوَاهُ اَحْمَدُ عَنْ مَعَاذِ بْنِ جَبَلٍ

(مشکوٰۃ باب عشرۃ النسآء)

marfat.com
Marfat.com

ترجمہ :- حضرت قیس ابن سعد رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ میں مقامِ حیرہ گیا وہاں لوگوں کو دیکھا کہ اپنے سردار کو سجدہ کرتے ہیں۔ تو میں نے کہا رسول اللہ ﷺ سجدہ کرانے کے زیادہ حقدار ہیں پھر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں حیرہ گیا وہاں دیکھا کہ لوگ اپنے سردار کو سجدہ کرتے ہیں تو زیادہ حقدار ہیں کہ آپ کو سجدہ کیا جائے۔ تو فرمایا بتاؤ تو اگر تم میری قبر پر گزرو تو کیا تم قبر کو سجدہ کرو گے۔ میں نے عرض کیا نہیں۔ فرمایا یہ بھی نہ کرو اگر میں کسی کو حکم کرتا کہ کسی کو سجدہ کرے تو عورتوں کو حکم دیتا کہ اپنے خاوندوں کو سجدہ کریں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خاوندوں کا ان پر حق قرار دیا ہے۔

(ابوداؤد اور احمد نے معاذ ابن جبل سے روایت کیا)

تشریح :- حدیث پاک کے راوی قیسؓ سعد ابن عبادہؓ کے بیٹے ہیں۔ انصاری خزرجی ہیں۔ دس سال حضور ﷺ کی صحبت پاک میں رہے اور حضرت علیؓ کی طرف سے مصر کے حاکم رہے۔ ۶۰ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ حیرہ کوفہ سے ملا ہوا ایک مشہور شہر ہے۔ ظاہر ہو رہا ہے کہ حیرہ کے باشندے مشرکین تھے جو اپنے بادشاہ یا سردار کو تعظیمی سجدہ کرتے تھے۔ حضرت قیس کو خیال ہوا کہ حضور ﷺ تمام خلق سے افضل ہیں اور تمام کے محسنِ اعظم جب ایک علاقے کے سردار کو سجدہ کیا جاتا ہے۔ تو ہم جہاں بھر کے سردار کو سجدہ کیوں نہ کریں؟ عرض کیا حضور ﷺ سجدے

marfat.com
Marfat.com

کی اجازت دیں کہ ہم آپ کو سجدہ کیا کریں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میری قبر کو سجدہ نہ کرو گے تو مجھے بھی سجدہ نہ کرو۔ اس کلام کا مقصد یہ ہے کہ سجدہ اسے لائق ہے جس کو نہ موت آئے نہ اس کی قبر ہو ' ہمیشہ زندہ رہے وہ صرف رب تعالیٰ کی ذات ہے۔ بندہ آج زندہ ہے ' زمین پر ہے ' کل مرکر زمین میں دفن ہوگا۔ جب بعد موت قبر کو سجدہ نہیں ہوسکتا تو زندگی میں بھی سجدہ بندے کو نہیں ہوسکتا۔ اس سے معلوم ہوا کے قبر کو سجدہ حرام ہے۔ اس پر تمام اہلِ اسلام کا اتفاق ہے۔ اگر سوائے خدا کے کسی کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو بیوی اپنے خاوند کو سجدہ کرتی۔ کیونکہ خاوند کے حقوق عورت پر بہت ہیں اور احسانات بھی زیادہ۔ جب عورت خاوند کو سجدہ نہیں کر سکتی تو اور کوئی بھی کسی بندے کو سجدہ نہیں کرسکتا۔ خیال رہے کہ سجدۂ عبادت کسی دین میں بھی غیر خدا کو جائز نہ تھا۔ مگر سجدۂ تعظیمی بعض گذشتہ دینوں میں جائز تھا۔ جیسے حضرت یعقوب علیہ السلام اور ان کے گیارہ بیٹوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو سجدہ کیا۔ مگر اسلام میں سجدۂ تعظیمی بھی حرام ہے ۔ وہ جاہل پیر عبرت پکڑیں جو اپنے مریدوں سے سجدہ کراتے ہیں۔ جب حضور ﷺ کو سجدہ حرام ہوا تو کسی اور کو کیسے جائز ہوگا۔ خیال رہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کسی شریعت کا حکم نہ تھا کہ اس وقت دنیا میں نہ تو شریعت آئی تھی اور نہ نبی کی نبوت اور حضرت یعقوبؑ کا حضرت یوسفؑ کو سجدہ کرنا شرعی حکم نہ تھا بلکہ خواب کی تعبیر پوری کرنے کے لئے تھا۔ جیسے فرزند کا ذبح کرنا دینِ ابراہیمیؑ کا مسئلہ نہ تھا۔ بلکہ خواب کی تعبیر پوری کرنے کو تھا۔

marfat.com
Marfat.com

گر مان لیا جائے کہ وہ سجدہ شریعتِ یعقوبی کا مسئلہ تھا تو چاہئے کہ پھر پیر اپنے مریدوں کو سجدہ کریں نہ کہ مرید پیروں کو۔ کیونکہ حضرت یعقوبؑ نے اپنے بیٹے کو سجدہ کیا۔ (مرأت)

☆☆☆☆☆☆☆

حدیث نمبر :- ۲۵

ایک اونٹ کا حضور ﷺ کو سجدہ کرنا اور صحابہؓ کا مسئلہ پوچھنا

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ نَفَرٍ مِّنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ فَجَآءَ بَعِيْرٌ فَسَجَدَ لَهٗ فَقَالَ اَصْحٰبُهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَسْجُدُ لَكَ الْبَهَآئِمُ وَالشَّجَرُ فَنَحْنُ اَحَقُّ اَنْ نَّسْجُدَ لَكَ فَقَالَ اُعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَاَكْرِمُوْا اَخَاكُمْ وَلَوْ كُنْتُ اٰمُرُ اَحَدًا اَنْ

marfat.com
Marfat.com

يَسْجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ الْمَرْأَةَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا وَلَوْاَ
مَرَهَا اَنْ تَنْقِلَ مِنْ جَبَلٍ اَصْفَرَ اِلٰى جَبَلٍ اَسْوَدَ وَمِنْ
جَبَلٍ اَسْوَدَ اِلٰى جَبَلٍ اَبْيَضَ كَانَ يَنْبَغِيْ لَهَا اَنْ
تَفْعَلَهُ ☆ رَوَاهُ اَحْمَدُ (مشکوۃ باب عشرۃ النساء)

ترجمہ :- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مہاجرین وانصار کی ایک جماعت میں تھے کہ ایک اونٹ آیا اس نے آپ ﷺ کو سجدہ کیا۔ تو حضور ﷺ کے صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کو جانور اور درخت سجدہ کرتے ہیں تو ہم زیادہ حقدار ہیں کہ آپ ﷺ کو سجدہ کریں۔ تو فرمایا اپنے رب کی عبادت کرو اور اپنے بھائی کی تعظیم کرو اور اگر میں کسی کو حکم دیتا کہ وہ کسی کو سجدہ کرے تو عورت کو حکم دیتا کہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔ اور اگر خاوند حکم کرے کہ پیلے پہاڑ کو کالے پہاڑ کی طرف اور کالے پہاڑ کو سفید پہاڑ کی طرف منتقل کر دو تو وہ ایسا ہی کرے۔ (احمد)

تشریح :- یہاں صاحب مرقات فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کو جانوروں اور درختوں نے اس لئے سجدے کئے کہ وہ رب تعالیٰ کی طرف سے اس کے لئے مامور تھے۔ جیسے فرشتے سجدۂ آدم علیہ السلام کے لئے مامور تھے۔ معلوم ہوا کہ جانور اور درخت بھی حضور ﷺ کی عظمت جانتے پہچانتے ہیں۔ جو انسان ذی عقل ہو کر انہیں

marfat.com
Marfat.com

اپنے جیسا کہے اپنے اور نبی میں فرق نہ کرے وہ جانوروں سے بدتر ہے- صوفیاء فرماتے ہیں کہ ہر چیز کو عقل سے پہچانو- مگر جناب مصطفیٰ ﷺ کو عشق سے مانو- عقل والا ابوجہل پہچان نہ سکا مگر بے عقل اونٹ پہچان گئے- بقول اقبالؒ -

بہتر ہے دل کے ساتھ رہے پاسبانِ عقل
لیکن کبھی کبھی اسے تنہا بھی چھوڑ دے

درختوں یا جانوروں کا یہ سجدہ صرف ایک بار ہی نہ ہوا بلکہ بار ہا ہوتا - جسے حضرات صحابہؓ دیکھتے تھے- اسی لئے لفظ تسجد مضارع استمراری استعمال ہوا- صحابہ کرامؓ نے عرض کیا اونٹ بے عقل ہے ہم انسان عقل رکھتے ہیں- اپنے محسن کو جانتے پہچانتے ہیں نیز بمقابلہ جانوروں اور دوسری مخلوق کے آپ کے احسانات انسان پر خصوصاً ہم پر بہت زیادہ ہیں تو ہم اگر آپ کو سجدہ نہ کریں تو بہت ناشکرے ہیں سرکار ﷺ نے فرمایا اپنے رب کی عبادت کرو یعنی تمام عبادات میں نماز اعلیٰ ہے اور تمام ارکان نماز میں سجدہ افضل 'لہٰذا سجدہ صرف رب تعالیٰ کو ہی کرنا چاہئے' غیر خدا کو ہرگز سجدہ نہ کرو- (مرقات)

حضور ﷺ کا اپنے کو بھائی فرمانا تواضع وانکساری ہے ورنہ آپ ﷺ کی نعلین مبارک پر تمام جہان کے ماں باپ قربان - (مرقات)

حضور ﷺ بہت سے احکام میں امت کے والد ہیں- اسی لئے حضور ﷺ کی بیویاں مسلمانوں کی مائیں ہیں- بھابھیاں نہیں- مطلب یہ ہے کہ میں تمہاری طرح

marfat.com
Marfat.com

خالص بشر اولادِ آدم ہوں- نہ خدا ہوں نہ خدا کا بیٹا اور سجدہ صرف خدا کے لئے چاہئے تو پھر سجدہ کیسے کر سکتے ہو- خیال رہے کہ یہاں اکـرمـوا امر ہے وہ بھی مطلق جس میں کوئی قید نہیں- جس سے معلوم ہوا کہ سوائے سجدہ وغیرہ عبادات کے باقی ہر طرح کی تعظیم وتکریم کرو- اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَ تُعَزِّرُوْہُ وَ تُوَقِّرُوْ (اور اسے قوت دو اور اس کی تعظیم کرو) لہٰذا ہر تعظیم حضور ﷺ کی کی جائے- امام بوصیریؒ قصیدہ بُردہ شریف میں فرماتے ہیں-

دع مـا ادعتـه الـنـصـارى فـى نبيهم
واحـكـم بـمـا شـئـت مـن شـرف و من عظم
فـان فـضـل رسـول الله لـيـس لـه
حـد فيـعـرب عـنـه نـاطـق بـفـم

یعنی عیسائیوں نے اپنے نبی کے متعلق جو کہا وہ تم نہ کہو- باقی جو چاہو کہو- تعظیم وتوقیر کے الفاظ کہو- کیونکہ حضور ﷺ کے فضائل کی حد ہی نہیں ' جسے کوئی بولنے والا بول سکے- حضور ﷺ کے فرمان کے مطابق خاوند کا اتنا بڑا درجہ ہے کہ اگر کسی بندے کو سجدہ جائز ہوتا تو بیوی خاوند کو سجدہ کرتی- لا مرت متکلم فرمانے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ مالکِ احکام ہیں ' واجب اور فرض آپ کے حکم سے پیدا ہوتا ہے- سیاہ وسفید پہاڑ قریب قریب نہیں ہوتے بلکہ دور دور ہوتے ہیں- یہ فرمان مبالغہ کے طور پر ہے- مقصد یہ ہے کہ اگر خاوند مشکل سے مشکل کام کا بھی حکم دے تب

marfat.com
Marfat.com

بھی بیوی اسے کرے- کالے پہاڑ کا پتھر سفید پہاڑ پر پہنچانا سخت مشکل ہے کہ بھاری بوجھ لے کر سفر کرنا ہے- یہاں مرقات نے بحوالہ احمد ونسائی حضرت انسؓ سے حدیث روایت کی ہے کہ ایک انصاری کا اونٹ دیوانہ ہوگیا' جو کتے کی طرح ہر ایک کو کاٹنے دوڑتا تھا- ان انصاریؓ نے حضور ﷺ سے شکایت کی' آپ ﷺ اونٹ کے پاس تشریف لے گئے اونٹ نے آپ ﷺ کو سجدہ کیا -سرکار ﷺ نے اسے کام میں لگادیا- (مرقات ومرأت)

☆☆☆☆☆☆☆

حدیث نمبر :- ۲۲

جس کو چار چیزیں مل گئیں اس کو دین ودنیا کی بھلائی مل گئی

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَرْبَعٌ مَنْ اُعْطِيَهُنَّ فَقَدْ اُعْطِيَ خَيْرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ قَلْبٌ شَاكِرٌ وَ لِسَانٌ ذَاكِرٌ وَ بَدَنٌ عَلَى ا

marfat.com
Marfat.com

لُبَلَآءِ صَابِرٌ وَ زَوْجَةٌ لَا تَبْغِيَةٌ خَوْنًا فِيْ نَفْسِهَا وَ لَا مَالِهٖ ☆ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ

(مشکوۃ باب عشرۃ النساء)

ترجمہ :- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چار چیزیں وہ ہیں جسے وہ دی گئیں اسے دین و دنیا کی بھلائی دے دی گئی شکر کرنے والا دل ذکر والی زبان اور جسم مصیبتوں پر صبر کرنے والا اور ایسی بیوی جو اپنے نفس اور خاوند کے مال میں بغاوت نہ کرے- (بیہقی شعب الایمان)

تشریح :- اُعْطِیَ مجہول فرما کر ادھر اشارہ فرمایا کہ یہ چاروں نعمتیں صرف اپنی کوشش سے ہی نہیں ملتیں بلکہ خاص اللہ تعالیٰ کی عطا ہیں لہٰذا جسے یہ نعمتیں مل گئیں وہ انہیں اپنا کمال نہ سمجھے بلکہ رب کی عطا سمجھ کر شکریہ ادا کرے- چونکہ ان چاروں چیزوں کا تعلق دنیا سے بھی ہے اور آخرت سے بھی - اس لئے ارشاد ہوا کہ اسے دین و دنیا کی بھلائی مل گئی- اگرچہ شکر زبان سے بھی ہوتا ہے اور اللہ کا ذکر دل میں بھی کیا جاتا ہے مگر چونکہ دل کا شکر زبانی سے اعلیٰ ہے اور زبانی ذکر فرشتوں کی تحریر میں آتا ہے اور زبانی ذکر ہی نماز کا رکن ہے- اسی زبان سے تلاوتِ قرآن ہوتی ہے اس لئے خصوصیت سے دلی شکر اور زبانی ذکر کا تذکرہ فرمایا- دلی شکر کی حقیقت یہ ہے کہ ہر نعمت کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جانے اور اس نعمت کے حقوق ادا کرنے کی کوشش

marfat.com
Marfat.com

کرے - اللہ تعالیٰ نے کئی جگہ شکر کی تعریف فرمائی ہے -

اِنَّہٗ کَانَ عَبۡدًا شَکُوۡرًا (وہ بندہ شکرگزار ہے)

اور صبر اگرچہ دل سے ہی ہوتا ہے مگر اس کا تعلق سارے جسم سے ہے- اس لئے صبر کو سارے جسم کی طرف نسبت فرمایا- مصیبتوں میں زبان سے بکواس نہ کرنا ' آنکھوں سے بے صبری کے آنسو نہ بہانا ' ہاتھ پاؤں سے بے صبری کا اظہار نہ کرنا - جسم کا صبر ہے- اور بیوی اپنے خاوند کے مال کی اہلیہ و محافظ ہوتی ہے اور اکثر مال اس کے پاس رہتا ہے- نیز خود بیوی بھی خاوند کی امانت ہے- اسی لئے نفسھا فرمایا اور بعد میں مالہ یعنی بغیر خاوند کی اجازت نہ کہیں جائے نہ کسی سے تعلق رکھے- اس کا مال اس کی اجازت سے خرچ کرے- ایسی بیوی اللہ کی نعمت ہے نیک عورت خاوند کو بھی نیک بنا دیتی ہے- عورت کو چاہئے کہ ایسا کام نہ کرے یا ایسی جگہ نہ جائے جس سے خاوند ناخوش ہو- (مرأت)

☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

حدیث نمبر :- ۶۷

جس کو تین چیزیں مل گئیں اس کی موت آسان ہوگئی

عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلٰثٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ يَسَّرَ اللّٰهُ حَتْفَهٗ وَ اَدْخَلَهٗ جَنَّتَهٗ رِفْقٌ بِالضَّعِيْفِ وَ شَفْقَةٌ عَلَى الْوَالِدَيْنِ وَ اِحْسَانٌ اِلَى الْمَمْلُوْكِ ☆

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

(مشکوۃ باب الشفقات وحق المملوک)

ترجمہ :- حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ جس میں تین خصلتیں ہونگی اللہ تعالیٰ اس کی موت آسان کردے گا اور اسے اپنی جنت میں داخل کردے گا- کمزور پر نرمی' ماں باپ سے شفقت اور غلام سے اچھا سلوک-

(ترمذی اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے)

تشریح :- حتف کے معنی موت و ہلاکت وسکراتِ موت- اہلِ عرب کا خیال تھا کہ زخمی کے زخم سے جان نکلتی ہے اور غیر زخمی کی ناک سے نکلتی ہے- اسی لئے وہ قتل

Marfat.com

کے مقابل موت کو حتفِ انف (بستر پر پڑ کر مرنا) کہتے تھے۔ یعنی جس شخص میں یہ تین صفات جمع ہوں اللہ تعالیٰ اس کی جان کنی آسان فرمادے گا۔ اللہ تعالیٰ ایسے آدمی کو شروع میں ہی جنت میں داخل فرمادے گا۔ ورنہ ہر مومن خواہ کتنا ہی گنہگار ہو آخر ضرور جنت میں جائے گا۔ جو بھی کمزور ہو خواہ جسمانی کمزور مالی کمزور یا عقل سے کمزور جیسے بچے دیوانے اور بے وقوف ان سب پر مہربانی کرو۔ یوں ہی ماں باپ کی خدمت بھی کرو اور ان کی ناراضگی سے خوف بھی 'شفقت شفق سے بنا بمعنیٰ خوف وڈر ' شفقت اور محبت یا مہربانی کو کہتے ہیں جس میں ڈر بھی ہو ۔مملوک میں لونڈی غلام جانور وغیرہ سب داخل ہیں۔ یہ الفاظ بہت ہی جامع ہیں احسان سے مراد حقوق سے زیادہ ان پر مہربانی کرنا۔ (مرأت)

☆☆☆☆☆☆☆

حدیث نمبر :- ۲۸

نمازی کو مارنا منع ہے

عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهَبَ لِعَلِیٍّ غُلَامًا فَقَالَ لَا تَضْرِبْهُ فَاِنِّیْ

marfat.com
Marfat.com

نُهِيتُ عَنْ ضَرْبِ اَهْلِ الصَّلٰوةِ وَقَدْ رَاَيْتُهٗ يُصَلِّيْ
هٰذَا لَفْظُ الْمَصَابِيْحِ وَفِي الْمُجْتَبٰى لِلدَّارِ قُطْنِيْ اَنَّ
عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ قَالَ نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ضَرْبِ الْمُصَلِّيْنَ ☆

(مشکوٰۃ باب النفقات)

ترجمہ :- حضرت ابوامامہؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جناب علیؓ کو ایک غلام دیا اور فرمایا اسے مت مارنا کیونکہ مجھے نمازیوں کو مارنے سے منع کیا گیا ہے- اور میں نے اسے نماز پڑھتے دیکھا ہے- یہ مصابیح کے الفاظ ہیں اور دارقطنی کے مجتبیٰ میں ہے کہ حضرت عمر ابن خطابؓ نے فرمایا ہے کہ ہم کو رسول اللہ ﷺ نے نمازیوں کو مارنے سے منع فرمایا ہے-

تشریح :- فرمایا غلام اگر تمہارا کوئی ذاتی قصور کرے تو حتی الامکان اسے نہ مارنا معاف کر دینا یا جھڑک دینا- مجھے میرے رب نے اپنے ذاتی معاملات میں نمازی کو مارنے سے منع فرما دیا ہے اس مار سے مراد شرعی حدود وتعزیرات کے علاوہ مار ہے-نمازی سے شرعی سزا معاف نہ ہوں گی- مثلاً تہمت کے اسی (۸۰) کوڑے مارے جائیں گے- انشاء اللہ نمازی آدمی کو نماز ہی درست کر دیتی ہے- اسے مار

marfat.com
Marfat.com

پیٹ کی ضرورت ہی نہیں پڑتی - رب تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ (بے شک نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے) اگر کسی وقت اتفاقاً اس سے کوئی قصور ہو جائے تو اسے مارتے کیوں ہو؟ وہ انشاء اللہ نماز کی برکت سے ٹھیک ہو جائے گا - یہ حدیث ہم گنہگاروں کے لئے بہت ہی امید افزا ہے - اللہ تعالیٰ نماز کی پابندی اور جماعت کی توفیق دے انشاء اللہ دنیا کی مار سے بھی بچیں گے اور رب تعالیٰ اور اس کے محبوب ﷺ آخرت کی سزا سے بھی بچائیں گے - جب یہاں شفاعت ہو رہی ہے تو وہاں بھی شفاعت ہو گی -

جو یہاں عیب کسی کے نہیں کھلنے دیتے
کب وہ چاہیں گے مری حشر میں رسوائی ہو

(مولانا احمد رضا خان)

امام جزریؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث از روئے اسناد صحیح ہے - اسے امام احمدؒ نے اپنی مسند میں اسی طرح روایت کیا کہ حضور ﷺ خیبر سے واپس تشریف لائے - حضور ﷺ کے پاس دو غلام تھے ایک حضرت علیؓ کو عطا فرمایا اور تاکید فرمائی کہ اسے مت مارنا یہ نمازی ہے - ہم نے اسے نماز پڑھتے دیکھا ہے - (مرقات مرأت)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں :-

ونہی از کردن اہلِ الصلوٰۃ از جہت شرف و کرامت ایشاں است -

marfat.com
Marfat.com

نزدِ خدا - یعنی نمازی کی مار پٹائی نہ کرنا اللہ کے نزدیک اسکی شرافت و کرامت کی دلیل ہے- صلیبی کہتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کا دنیا میں نمازی کے ساتھ یہ لطف و کرم ہے تو امید ہے کہ آخرت میں بھی وہ رسوا نہ کرے گا - کیونکہ نماز کی توفیق اور رغبت یہ محض اللہ تعالیٰ کا اپنے بندے پر احسان ہے- اشعۃ للمعات

کہتے ہیں کہ کوئی صاحب اپنے غلام کے ساتھ جا رہے تھے کہ راستے میں مسجد آ گئی غلام نے مولا سے اجازت لی اور نماز میں مشغول ہو گیا - جب کچھ دیر کے بعد مسجد سے باہر آیا تو مولا نے تہدیدی لہجے میں کہا کہ اندر تم کو کس نے باندھے رکھا غلام نے کہا جناب جس نے آپ کو باہر باندھ رکھا ہے - مجھے اندر باندھے رکھا-

سبحان اللہ یہ ہے توفیق ربی اللھم اعطنا -

☆☆☆☆☆☆

حدیث نمبر :- ۶۹

ایک شخص کا سوال کہ ہم غلاموں کو کتنی دفعہ معاف کریں

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عُمَرَ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کَمْ نَعْفُوْا عَنِ الْخَادِمِ فَسَکَتَ ثُمَّ اَعَادَ عَلَیْہِ الْکَلَامَ فَصَمَتَ فَلَمَّا کَانَتِ الثَّالِثَۃُ قَالَ اُعْفُوْا عَنْہُ کُلَّ یَوْمٍ سَبْعِیْنَ

marfat.com

Marfat.com

مَرَّةً ☆ رَوَاهُ اَبُوْ دَاؤُدَ وَرَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرٍو (مشکوٰۃ باب النفقات)

ترجمہ :- حضرت عبداللہ ابن عمرؓ روایت فرماتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا ' عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ہم خادم کو کتنی بار معافی دیں۔ حضور ﷺ خاموش رہے اس نے پھر سوال دہرایا آپؐ خاموش رہے پھر جب تیسری بار سوال ہوا تو فرمایا ہر دن میں ستر (۷۰) بار معافی دو۔ (ابوداؤد اور ترمذی بروایت حضرت عبداللہ ابن عمرو)

تشریح :- حضور ﷺ یا تو اس لئے خاموش رہے کہ اس کا یہ سوال پسند نہ آیا۔ کیونکہ یہ بات پوچھنے والی نہیں ، نفسیاتی چیز ہے کہ اگر زیادہ معافی دینے سے غلام بگڑتا ہے تو کبھی کچھ سرزنش کردو یا پھر اس لئے خاموش رہے کہ وحی کا انتظار تھا یا اس لئے خاموشی اختیار فرمائی تاکہ حضور ﷺ کا جواب سائل کے دل میں بیٹھ جائے کہ جو چیز انتظار کے بعد ملے اس کی قدر ہوتی ہے۔ یہ تینوں بار سوال ایک ہی مجلس میں ہوئے بعض شارحین نے ثُمَّ سے سمجھا کہ ان سوالوں میں کئی دن کا فاصلہ تھا کہ وہ شخص دو چار دن کے وقفہ سے آتا اور یہ سوال کرتا تھا۔ مگر یہ صحیح نہیں ثُمَّ اس لئے کہا گیا کہ سائل نے کچھ دیر جواب کا انتظار دیکھ کر پھر سوال کیا ' مسلسل نہ کیا۔ عربی میں ستر (۷۰) کا لفظ بیانِ زیادتی کے لئے ہے۔ یعنی ہر دن اسے بہت دفعہ معافی دو۔ یہ اس صورت میں ہے کہ غلام سے خطاءً غلطی ہو جاتی ہے۔ نفس کی خباثت

marfat.com
Marfat.com

سے نہ ہو اور قصور بھی مالک کا ذاتی ہو۔ شریعت کا یا قومی وملکی قصور نہ ہو کیونکہ یہ قصور معاف نہیں کیے جاتے۔ (مرأت)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ۔

(جو غصے کو پی جاتے ہیں اور لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں ایسے لوگوں سے اللہ تعالیٰ پیار ومحبت رکھتا ہے)

☆☆☆☆☆☆

حدیث نمبر :- ۷۰

ایک بچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ماں کو عنایت کر دیا

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ امْرَاَةً قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ ابْنِيْ هٰذَا كَانَ بَطْنِيْ لَهٗ وِعَآءً وَثَدْيِيْ لَهٗ سِقَآءً وَ حَجْرِيْ لَهٗ حِوَاءً وَاِنَّ اَبَاهُ طَلَّقَنِيْ وَاَرَادَ اَنْ يَّنْزِعَهٗ مِنِّيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْتِ اَحَقُّ بِهٖ مَالَمْ تَنْكِحِيْ ☆ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْ دَاؤُدَ

(مشکوٰۃ باب بلوغ الصغیر وحضانتہ فی الصغر)

marfat.com
Marfat.com

ترجمہ :- حضرت عمرو ابن شعیب سے روایت ہے وہ اپنے والد' وہ اپنے دادا عبداللہ ابن عمرو سے راوی ہے - کہ ایک عورت نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ میرا بچہ ہے کہ میرا پیٹ اس کا برتن تھا اور میرے پستان اس کے مشکیزے اور میری گود اس کی آرام گاہ اور اس کے باپ نے مجھے طلاق دے دی اور اسے مجھ سے چھیننا چاہتا ہے - تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تو اس کی مستحق ہے - جب تک اپنا نکاح نہ کرلو-

(احمد ' ابوداؤد)

تشریح :- بی بی بارگاہِ رسالت میں عرض کر رہی ہے کہ میں نے بیٹے کو نو مہینے اپنے پیٹ میں رکھا ' دو سال اسے اپنے پستان چوسائے' دودھ دیا' حِواء وہ خیمہ ہوتا ہے جو جنگل میں عارضی قیام کے لئے لگایا جاتا ہے - چونکہ ماں کی گود بچے کا عارضی مقام ہے اس لئے اسے خیمہ سے تشبیہ دی - یہ عرض کرنے والی بی بی بڑی فصیحہ تھیں - بچہ بہت چھوٹا تھا جس میں عقل و ہوش اور تمیز نہ تھی اس لئے اسے ماں کو مرحمت فرمایا جبکہ بچہ بڑا ہو تو باپ کے حوالے کیا جاتا ہے-

حدیث پاک سے یہ معلوم ہوا کہ چھوٹے بچے کی پرورش کی مستحق ماں ہے اور اگر ماں بچے کے اجنبی شخص سے نکاح کرے تو اس کا یہ حق جاتا رہے گا اور بچہ باپ کو ملے گا - ہاں اگر عورت نے بچے کے چچا وغیرہ ذی رحم سے نکاح کیا تو پرورش کا حق باقی رہے گا - مؤطا امام مالک اور بیہقی میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے اپنی ایک انصاری بیوی کو طلاق دی - جس کے بطن سے ایک بچہ عاصم تھا - حضرت عمرؓ نے اسے لینا چاہا نانی نے انکار کیا ' مقدمہ بارگاہِ صدیقی میں پیش ہوا تو آپ نے نانی کے حق میں فیصلہ فرمایا - بچہ سمجھدار تھا اسے کھیلتے ہوئے حضرت

marfat.com

Marfat.com

عمرؓ نے اٹھا لیا تھا - یہ حدیث بہت طریقوں سے منقول ہے - حضرت ابو ہریرہؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لڑکے کو اس کے ماں باپ کے درمیان اختیار دیا (ترمذی) یہاں لڑکے سے مراد بالغ لڑکا ہے یا باہوش سمجھدار بچہ مراد ہے - (مرقات)

یہ حدیث حضرت امام شافعیؒ کی دلیل ہے ان کے ہاں سمجھدار بچے کو اختیار دیا جاتا ہے - مگر حنفی مذہب کے مطابق سات سال کا سمجھدار بچہ باپ کو ملے گا - کیونکہ اب اس کی تربیت و تعلیم کی عمر ہے اور یہ کام باپ ہی کر سکتا ہے - ہماری دلیل وہ حدیث ہے کہ اپنے بچوں کو نماز کا حکم دو جب وہ سات سال کے ہو جائیں - باپ نماز کا حکم اسے جب ہی دے سکتا ہے جبکہ بچہ اس کی پرورش میں ہو - ہمارے ہاں حدیثِ ابو ہریرہؓ میں خصوصی حکم ہے یا پھر حدیث منسوخ ہے - الحاصل چھوٹا بچہ ماں کو ملے گا کہ وہ پرورش اچھی کرتی ہے اور حدِ پرورش سے نکل جانے والا تعلیم و تربیت کا حاجت مند بچہ باپ کو ملے گا کیونکہ تعلیم و تربیت باپ ہی اچھی کر سکتا ہے - (مرأت)

☆☆☆☆☆☆☆

حدیث نمبر :- ۱۷

صلہ رحمی کے متعلق حضور ﷺ کا فرمان

عَنْ اَبِی الْاَحْوَصِ عَوْفِ بْنِ مَالِکٍ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَیْتَ ابْنَ عَمٍّ لِیْ اٰتِیْهِ اَسْاَلُهٗ فَلَا تُعْطِیْنِیْ وَلَا یَصِلُنِیْ ثُمَّ یُحْتَاجُ اِلَیَّ فَیَاْ

marfat.com
Marfat.com

تِيْنِي فَيَسْأَلُنِي وَقَدْ حَلَفْتُ أَنْ لَّا أُعْطِيَهُ وَلَا أَصِلَهُ
فَأَمَرَنِي أَنْ آتِيَ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ وَّأُكَفِّرَ عَنْ يَّمِيْنِي ☆
رَوَاهُ النِّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ

(مشکوۃ باب الایمان والنذور)

ترجمہ :- روایت ہے حضرت ابوالاحوص عوف ابن مالک سے وہ اپنے والد سے راوی - فرماتے ہیں - میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ فرمایئے کہ میں اپنے چچازاد کے پاس کچھ مانگنے جاتا ہوں تو وہ مجھے نہیں دیتا نہ صلہ رحمی کرتا ہے - پھر اسے میری ضرورت پڑتی ہے تو میرے پاس آتا ہے مجھ سے کچھ مانگتا ہے میں قسم کھا چکا ہوتا ہوں کہ نہ اسے کچھ دوں گا نہ صلہ رحمی کروں گا - تو مجھے حضورﷺ نے حکم دیا کہ جو کام اچھا ہے وہ کروں اور اپنی قسم کا کفارہ دے دوں - (نسائی 'ابن ماجہ)

تشریح :- سائل کا مقصد یہ ہے کہ کسی وقت مجھے اپنے اس بھائی کی مدد کی ضرورت پڑ جاتی ہے تو وہ نہ مجھے مانگنے پر دیتا ہے نہ صلہ رحمی کے طور پر بغیر مانگے میری مدد کرتا ہے - پھر وہی بھائی قاطعِ رحم دوسرے وقت میرا حاجتمند ہو جاتا ہے اور مجھ سے مانگنے آ جاتا ہے - حالانکہ اس وقت میں نے قسم کھا لی تھی جب اس نے میرا سوال رد کر دیا تھا کہ میں بھی اس کی ضرورت کے وقت اس کی مدد نہ کرونگا - اس کے عمل کا بدلہ کرتے ہوئے - سبحان اللہ کیسی پاکیزہ تعلیم ہے یعنی اگر چہ اس نے

Marfat.com

تمہارے ساتھ قطع رحمی کی ہے اور تم نے بدلہ لینے کی قسم بھی کھالی ہے مگر اس کی قطع رحمی کا خیال نہ کرو - اپنی قسم توڑ دو ' کفارہ دے لو مگر صلہ رحمی کرو-

بدی را بدی سہل باشد جزاء
اگر مردی احسن الیٰ من اساء

ترجمہ :- برائی کا بدلہ آسان ہوتا ہے اگر مرد ہے تو برائی کرنے والے پر احسان کر

حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے بدلہ نہ لیا ' تکلیف کے بدلے رحم وکرم فرمایا - اللہ تعالیٰ اس تعلیمِ پاک پر عمل کی توفیق بخشے - خیال رہے قَسم تین قِسم کی ہوتی ہے - قَسمِ لغو' قَسمِ غموس' قَسمِ منعقدہ ' منعقدہ قَسم توڑنے پر کفارہ واجب ہوتا ہے - بشرطیکہ اللہ کے نام کی کھائی گئی ہو اور قَسمِ غموس میں صرف گناہ ہے اور قَسمِ لغو میں نہ گناہ ہے نہ کفارہ - نیز خیال رہے قَسم اور منّت کا کفارہ ایک ہی قسم کا ہے - غلام آزاد کرنا یا دس مسکینوں کا کھانا یا کپڑا ' اگر طاقت نہ ہو تو تین روزے -

(مرأت)

نزھۃ القاری شرح بخاری میں حضرت محمد شریف الحق امجدی حدیث شریف نقل فرماتے ہیں کہ ام المؤمنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ان کے والد کسی قَسم کو نہیں توڑتے تھے - یہاں تک کہ اللہ نے قَسم کا کفارہ نازل فرمایا تو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا کہ جب میں یہ دیکھتا ہوں کہ جس بات میں قَسم کھائی ہے اس سے بہتر اس کی ضد ہے تو میں اللہ کی رخصت کو قبول کر لیتا ہوں اور اسے کرتا ہوں جو بہتر ہو-

marfat.com
Marfat.com

(نزہۃ القاری)

☆☆☆☆☆☆

حدیث نمبر :- ۴۷

کسی کو چوری چھپے دیکھنا منع ہے

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ رَجُلاً اِطَّلَعَ فِیْ حُجُرٍ فِیْ بَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِدْرًى يَحُكُّ بِهٖ رَأْسَهٗ فَقَالَ لَوْ اَعْلَمُ اَنَّكَ تَنْظُرُ فِیْ لَطَعَنْتُ بِهٖ فِیْ عَيْنَيْكَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِ سْتِيْذَانُ مِنْ اَجَلِ الْبَصَرِ ☆ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ (مشکوٰۃ باب مالا یضمن من الجنایات)

ترجمہ :- حضرت سہل ابن سعدؓ روایت فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے سوراخ سے رسول اللہ ﷺ کے دروازے میں جھانکا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس سلائی تھی جس سے آپ اپنا سر مبارک کھجا رہے تھے تو فرمایا اگر میں جانتا کہ تو مجھے دیکھ رہا ہے تو میں

Marfat.com

یہ سلائی تیری آنکھ میں گھونپ دیتا۔ طلب اجازت نگاہ کی حفاظت ہی کے لئے تو مقرر کی گئی ہے۔ (مسلم و بخاری)

تشریح :- حدیث پاک کے راوی حضرت سہل انصاری ساعدیؓ ہیں آپ کا نام حُــــزن تھا حضور ﷺ نے بدل کر سہل رکھا۔ مدینہ منورہ میں آخری صحابی وفات پانے والے آپ ہی ہیں۔ حُزن کے معنی غم اور سـہل کے معنی آسانی ہیں اس وقت حضور ﷺ کے پاس سرمہ لگانے یا سر کی مانگ نکالنے والی سلائی تھی۔ (مراح)

فرمایا اگر مجھے یہ علم ہوتا کہ تُو ارادتاً تاک جھانک رہا ہے تو اس سلائی سے تیری آنکھ پھوڑ دیتا۔ معلوم ہوا کہ بغیر قصد و ارادہ اگر کسی کے گھر نظر پڑ جائے تو گناہ نہیں جیسے گزرتے ہوئے اتفاق سے کسی کے دروازے کھلے ہوں اور نظر پڑ جائے۔ (مرقات)

جس طرح کسی کے گھر بلا اجازت جانا منع ہے اسی طرح کسی کے گھر میں جھانکنا وہاں بلا اجازت دیکھنا بھی منع ہے کیونکہ اس میں گھر والوں کی بے پردگی ہے۔ اس عبارت سے معلوم ہو رہا ہے کہ یہ فرمان ڈانٹ ڈپٹ اور جھڑک کے لئے ہے۔ آنکھ پھوڑ دینے کی اجازت کے لئے نہیں۔ کیونکہ کسی کے گھر میں بلا اجازت چلے جانے پر اس کا قتل یا آنکھ پھوڑ دینا جائز نہیں کرتا۔ قرآن پاک میں ہے۔

اَلنَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَیْنَ بِالْعَیْنِ (جان کے بدلے جان ' آنکھ کے بدلے آنکھ) (مرآت)

☆☆☆☆☆☆☆

marfat.com
Marfat.com

حدیث نمبر :- ۷۳

ایک شرابی کو لعن طعن کرانا

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُتِیَ بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ فَقَالَ اِضْرِبُوْهُ فَمِنَّا الضَّارِبُ بِيَدِهٖ وَالضَّارِبُ بِثَوْبِهٖ وَالضَّارِبُ بِنَعْلِهٖ ثُمَّ قَالَ بَكِّتُوْهُ فَاَقْبَلُوْا عَلَيْهِ يَقُوْلُوْنَ مَا اتَّقَيْتَ اللّٰهَ مَا خَشِيْتَ اللّٰهَ وَمَا اسْتَحْيَيْتَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ اَخْزَاكَ اللّٰهُ قَالَ لَا تَقُوْلُوْا هٰكَذَا لَا تُعِيْنُوْا عَلَيْهِ الشَّيْطَانَ وَلٰكِنْ قُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ ☆ رَوَاهُ اَبُوْ دَاؤُدَ

(مشکوٰۃ باب حد الخمر)

ترجمہ :- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس وہ شخص لایا گیا جس نے شراب پی لی تھی - فرمایا اسے مارو - تو ہم میں سے بعض اپنے ہاتھ سے مارنے والے تھے - بعض اپنے کپڑے سے اور بعض اپنے جوتے

marfat.com
Marfat.com

ہے- پھر فرمایا اسے ملامت کرو تو لوگ اس پر متوجہ ہو کر کہنے لگے تجھے اللہ سے خوف نہ ہوا' تو اللہ سے نہ ڈرا- تو نے رسول اللہ ﷺ سے شرم نہ کی- بعض قوم نے کہا تجھے اللہ رسوا کرے- فرمایا یوں نہ کہو نہ اس پر شیطان کی مدد کرو- بلکہ یوں کہو خدا اسے بخش دے- الٰہی اس پر رحم کر- (ابوداؤد)

تشریح :- اس شخص نے انگوری شراب یعنی خمر پی لی تھی جیسا کہ بعض روایات میں لفظ خمر ہے (مرقات)

ظاہر یہ ہے کہ نجس جوتے سے نہ مارا ہوگا جس سے اس کا جسم نجس ہو جائے- جوتے سے مارنا اظہارِ غضب اور اظہارِ ذلت کے لئے ہے- کیونکہ یہ کام بہت ذلیل ہے- پھر فرمایا اسے زبان سے برا بھلا کہو- یہ حکم استحبابی ہے اور پہلا مارنے کا حکم وجوبی تھا- کیونکہ شرابی کو مارنا واجب ہے اور زبان سے ملامت کرنا مستحب ہے- سبحان اللہ خود برا نہیں کہتے لوگوں کو اس کا حکم دیتے ہیں ' خود تو معافی کی دعائیں دیتے ہیں 'ہم جیسے مجرم بھی ان کے کرم میں ہیں- معلوم ہوا کہ مسلمانوں کو ہر گناہ پر اللہ تعالیٰ کے خوف کے ساتھ حضور ﷺ سے شرم بھی چاہئے- کیونکہ حضور ﷺ ہمارے اعمال پر خبردار ہیں ہمارے گناہوں کو حضور ﷺ دیکھ رہے ہیں- اللہ تعالیٰ فرماتا ہے " وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا " (اور رسول ﷺ تم پر گواہ ہوں گے) اعلیٰ حضرتؒ فرماتے ہیں -

marfat.com
Marfat.com

دِن لہو میں کھونا تجھے شب نیند بھر سونا تجھے
شرمِ نبی ' خوفِ خدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

اسی طرح ہر نیک عمل میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور حضور ﷺ کی خوشنودی کی نیت کرنی چاہئے- اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَحَقُّ اَنْ یُّرْضُوْهُ"

ترجمہ :- اللہ اور اس کا رسول ﷺ سب سے زیادہ حقدار ہے کہ اسے راضی کیا جائے یعنی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو راضی کرنا بہت ضروری ہے-

حضور ﷺ کو ہماری نیکیوں سے خوشی ہوتی ہے- اس شراب پینے والے پر لوگوں نے ملامت کی اور کسی نے کہا کہ اللہ تجھے دنیا و آخرت یا دونوں جگہ رسوا کرے بجائے ملامت کے بددعا کی ' بجائے نصیحت کے فصیحت کی- لیکن اس رحمت والے نبی اس غموں کے دور کرنے والے رسول ﷺ نے فرمایا کہ اس طرح نہ کہو- یہ شیطان کی مدد ہے قربان جایئے آپ ﷺ کا دامنِ ستاری ہم سب مجرموں کے لئے پھیلا ہوا ہے- فرمایا تمہاری اس بددعا کا مطلب تو یہ ہوا کہ یہ بار بار شراب پیا کرے اور سزا پایا کرے- شیطان تو یہی چاہتا ہے تم شیطان کی آرزو پوری ہونے کی دعا کر رہے ہو یعنی یوں کہو کہ الٰہی اس کی گذشتہ شراب نوشی وغیرہ کو معاف فرما اور آئندہ گناہ سے بچنے' نیک اعمال کرنے کی توفیق دے- اس پر رحم فرما- یا ارحم الراحمین اس صحابی کے صدقے ہم سیاہ کاروں 'بدکاروں پر بھی رحمت فرما ہماری گذشتہ بدکاریوں کو بخش دے اور آئندہ نیکیوں کی توفیق دے - آمین- (مرقات' مرأت)

marfat.com
Marfat.com

حافظ کہتے ہیں۔

نصیب ما است بہشت اے خدا شناس برو
کہ مستحق کرامت گنہ گار اند

ترجمہ :- اے خدا کی معرفت کے مدعی جنت تو ہماری ہے کیونکہ گنہگار ہی بخشش کے مستحق ہیں۔

☆☆☆☆☆☆

حدیث نمبر :- ۴۷

ایک شرابی کو کوڑے مارے گئے جو حضور ﷺ سے محبت کرتا تھا

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَنَّ رَجُلًا اِسْمُهٗ عَبْدُ اللّٰهِ يُلَقَّبُ حِمَارًا كَانَ يُضْحِكُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ جَلَدَهٗ فِی الشَّرَابِ فَاُتِیَ بِهٖ يَوْمًا فَاَمَرَ بِهٖ فَجُلِدَ فَقَالَ رَجُلٌ

marfat.com
Marfat.com

مِنَ الْقَوْمِ اَللّٰهُمَّ الْعَنْهُ مَا اَكْثَرَ مَا يُؤْتٰى بِهٖ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَلْعَنُوْهُ فَوَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ اَنَّهٗ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ☆ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ

(مشکوٰۃ باب مالا یدعی علی المحدود)

ترجمہ :- حضرت عمر ابن خطاب ؓ روایت فرماتے ہیں کہ ایک شخص جس کا نام عبداللہ لقب حمار تھا وہ نبی اکرم ﷺ کو ہنسایا کرتا تھا اور نبی کریم ﷺ نے انہیں شراب کے بارے میں کوڑے لگائے تھے' انہیں ایک دن لایا گیا- حضور ﷺ نے حکم دیا تو انہیں کوڑے لگائے گئے تو قوم سے ایک شخص بولا خدایا اس پر لعنت کر- کتنی بار اسے لایا جاتا ہے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس پر لعنت نہ کرو خدا کی قسم جہاں تک میں جانتا ہوں یہ اللہ ورسول سے محبت کرتا ہے- (بخاری)

تشریح :- عبداللہ نامی حضرت نہایت سیدھے سادے اور سادہ لوح تھے اس لئے لوگ انہیں حمار کہتے تھے اور وہ اس سے برا نہ مانتے تھے- اس لئے یہ لقب اس آیت کے خلاف نہ آئے گا کہ ''وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ'' اب بھی بعض لوگوں کو بلا یا شکرہ کہتے ہیں- وہ خود بھی اس لقب پر ہنستے ہیں- اردو میں حمار ذلت کا لفظ ہے لہٰذا ہم ان کو اس لقب سے نہیں پکار سکتے - چترال میں مہتر بادشاہ' نواب کو کہتے ہیں اور لکھنؤ میں بھنگی کو-

marfat.com
Marfat.com

؎ ہندیاں را اصطلاحِ ہند مدح

سندھیاں را اصطلاح سندھ مدح

ترجمہ :- ہندوستان کی مدح و مذمت میں اپنی اصطلاح ہے اور سندھ کی اپنی - ہر علاقہ اپنی بولی کے مطابق مدح وتعریف کرتا ہے-

عبداللہ اپنے پُرلطف کلام بلکہ کام سے حضور ﷺ کو ہنساتے رہتے تھے- شاید اپنا لقب حمار بھی اسی لئے اختیار کیا ہوگا کہ حضور ﷺ ہنسیں- تب تو یہ نام رکھنا اور وہ کام عین عبادت ہو گئے- جن احادیث میں ہنسانے کی ممانعت ہے وہ ناجائز باتیں کرکے یا کسی کو تکلیف پہنچا کر ہنسانا مراد ہے- اشعۃ میں ہے کہ آپ ہی حضور ﷺ کے لئے سبزیاں اور مٹھائیاں لایا کرتے تھے- عبداللہ کو کئی بار شراب کی سزا دی جا چکی تھی

(اشعۃ)

خیال رہے کہ جس گناہ کی توبہ ہوتی رہے نہ وہ کبیرہ بنتا ہے اور نہ فاعل فاسق ہوتا ہے- لعنت کرنے والے شخص نے سمجھا کہ ان کا بار بار یہ سزا پانا رب تعالیٰ کے غضب کی بناء پر ہے- انہیں حقیقتِ حال کی خبر نہ تھی- خدا کی قسم جس گناہ سے توبہ نصیب ہو جائے شرمندگی حاصل ہو جائے وہ اس عبادت سے افضل ہے جس سے فخر و غرور پیدا ہو- حضرت آدم علیہ السلام کا گندم کھالینا شیطان کی ساری عبادات سے افضل ہے- گویا سرکار ﷺ عبداللہ کے بارے میں فرما رہے ہیں کہ یہ گنہگار ہے غدار

marfat.com
Marfat.com

نہیں۔ملزم ہے باغی نہیں۔بغاوت وغداری، بدعقیدگی اللہ ورسول ﷺ کے مقابلہ سے ہوتی ہے۔

صاحبِ مرقات فرماتے ہیں کہ مَا عَلِمْتُ میں ما بمعنی اَلَّذِیْ اور یہ موصول صلہ لفظ اللہ کی صفت ہے۔یعنی اللہ کی قسم جس کو میں جانتا پہچانتا ہوں یہ ملزم اللہ ورسول کا محب ہے یا ما زائدہ ہے یعنی میں یقین وجزم سے جانتا ہوں کہ یہ اللہ ورسول ﷺ سے محبت کرنے والا ہے یاما زائدہ ہے تو علمت مخاطب کا صیغہ ہے یعنی کیا تجھے خبر نہیں کہ یہ اللہ ورسول ﷺ کا مُحِب ہے اور اللہ ورسول ﷺ کی محبت قربت کا ذریعہ ہے اور قربت پر رحمت ہوتی ہے نہ کہ لعنت ہوتی ہے۔

(مرقات، مرأت)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ۔

از ینجا معلوم مے شود کہ اصل محبت با عدم اتباع در بعضے امور نیز جمع مے شود، نعم محبت تام کامل معتبر آنست کہ بموافقت واتباع محبوب باشد۔

ترجمہ :- یہاں یہ معلوم ہوتا ہے کہ اصل محبت اتباع کے بغیر بھی ہوسکتی ہے۔ہاں البتہ کامل محبت محبوب کے اتباع سے ہی معتبر ہے۔کیونکہ محبت محبوب کی طرف دل کے کھنچاؤ کا نام ہے اور محبوب کا اتباع اس کے ثمرات ہیں۔بعض میں ثمرات کے بغیر بھی اصل قائم رہتا ہے۔ (اشعۃ)

اسی جگہ رسالہ نُوری والے لکھتے ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

حُب دی ایہہ تاثیر ضروری جو صفتاں محبُوباں
وچ محِبّاں داخل ہووَن طرفوں راہ قلوباں

☆☆☆☆☆☆

حدیث نمبر :- ۷۵

دنیا میں سزا یافتہ کا حکم آخرت

عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَصَابَ حَدًّا فَعُجِّلَ عُقُوبَتُهُ فِي الدُّنْيَا فَا اللّٰهُ اَعْدَلُ مِنْ اَنْ يُّثَنِّيَ عَلٰى عَبْدِهِ الْعُقُوبَةَ فِي الْاٰخِرَةِ وَ مَنْ اَصَابَ حَدًّا فَسَتَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ عَفَا عَنْهُ فَا اللّٰهُ اَكْرَمُ مِنْ اَنْ يَّعُوْدَ فِيْ شَيْءٍ قَدْ عَفَا عَنْهُ ☆

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنِ مَاجَةَ وَ قَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ (مشکوۃ باب ما لا یدعی علی المحدود)

marfat.com
Marfat.com

ترجمہ :- حضرت علیؓ سے روایت ہے وہ نبی کریم ﷺ سے راوی - فرماتے ہیں جو سزا کو پہنچا پھر دنیا میں اسے سزا دے دی گئی تو اللہ تعالیٰ اس سے عادل تر ہے کہ اپنے بندے پر آخرت میں سزا مقرر فرمادے - اور جو سزا کا مستحق ہوا پھر اللہ نے اس کی پردہ پوشی فرمائی اور اسے معافی دے دی تو اللہ کریم تر ہے' اس سے کہ اس چیز کو لوٹائے جس سے معافی دے چکا -

(ترمذی' ابن ماجہ اور ترمذی نے فرمایا یہ حدیث غریب ہے)

تشریح :- یعنی کسی نے ایسا گناہ کیا جو شرعی حد لازم کرتا ہے جیسے زنا' چوری' شراب خوری - معلول بول کر علت مراد لی گئی ہے اور ہوسکتا ہے کہ حد سے مراد حرام کام ہو - جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا" (یعنی یہ چیزیں اللہ کی محرمات ہیں' ان سے تجاوز نہ کرو -) (مرقات)

پھر اس پر شرعی حد قائم کر دی گئی - اشعتہ نے فرمایا کہ اس میں حد اور تعزیر دونوں داخل ہیں - جس طرح عادل بادشاہ کسی مجرم کو سزا دے کر دوبارہ سزا نہیں دیتے رب تعالیٰ تمام عادلوں سے بڑا عادل ہے وہ انشاء اللہ آخرت میں اسے سزا نہ دے گا - خیال رہے کہ یہ عدل ظلم کا مقابل ہے نہ کہ رحم کا - لہٰذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہم پر رحم کرے' عدل نہ کرے ورنہ ہم ہلاک ہوجائیں گے - پردہ پوشی سے مراد یہ ہے کہ اس کے جرم پر کسی کو خبردار نہ ہونے دیا اور مجرم کو توبہ مقبول کی توفیق بخش

marfat.com
Marfat.com

دی - یہ امید افزاء کلام اس صورت میں ہے کہ بندہ کی پردہ پوشی اگر ڈھیل دینے کے لئے ہے تو یہ غضب ہے جس کی سزا آخرت میں سخت تر ہے - اگر بندے کو اس پردہ پوشی کے بعد شرمندگی 'توبہ ' کفارہ ادا کرنے کی توفیق مل جائے تو انشاء اللہ یہ ستر رحمت ہے اور اگر بندہ اس پردہ پوشی سے غلط فائدہ اٹھائے کہ گناہ پر دلیر ہو جائے تو یہ پردہ پوشی غضب ہے - اللہ تعالیٰ خیر کی توفیق دے -

دستگیر و رہنما توفیق دِہ
جرم بخش و عفو کن بگشا گرہ

ترجمہ :- الٰہی ہمارا ہاتھ پکڑ' رہنمائی کر' توفیق دے' گناہ بخش دے' معاف کر' سینہ کھول دے (مرأت)

اگر چہ امید یہی ہے کہ جس ذات نے آج پردہ پوشی کی ہے کل بھی رسوا نہ کرے گا - (اشعۃ)

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے شراب پی تو اللہ تعالیٰ اس کی چالیس دن کی نماز قبول نہ کرے گا - پھر اگر توبہ کرے تو توبہ قبول ہوگی - پھر پیئے تو چالیس دن کی نماز قبول نہ ہوگی ' پھر توبہ کرنے پر قبول ہوگی - پھر پیئے تو چالیس دن تک نمازیں قبول نہ ہوں گی - پھر توبہ کرے تو توبہ قبول ہوگی - پھر اگر چوتھی بار پیئے تو توبہ قبول نہ ہوگی اور اسے خبال کی نہر سے پلایا جائے گا - (ترمذی ' نسائی ' ابن ماجہ)

marfat.com
Marfat.com

حدیث پاک کا مطلب یہ ہے کہ جو شراب پی لے اور توبہ نہ کرے تو چالیس دن تک اس کی عبادت میں لذت ' حضور قلبی میسر نہ ہوگی - جس کی وجہ سے وہ عبادات اگرچہ ادا تو ہو جائیں گی مگر قبول نہ ہوں گی - نماز فرما کر تمام عبادات مراد لی گئیں کہ نماز سب سے افضل عبادت ہے ' نماز قبول نہ ہوئی تو دوسری عبادات بدرجہ اولیٰ قبول نہ ہوں گی - کیونکہ شراب اُمُّ الخبائث اور نماز اُمُّ العبادات ہے - بعض روایات میں ہے کہ جو شراب پئے گا اس کے سینہ سے نورِ ایمانی نکل جائے گا -

(مرقات ' اشعتہ ' لمعات)

اگر توبہ کرتے وقت اس نے مکمل عہد کیا کہ اب کبھی نہ پیؤں گا پھر شیطان کے بہکانے سے پی بیٹھا - ۴۰ (چالیس) کا عدد اس لئے بیان ہوا کہ شراب کا اثر چالیس دن تک بدن میں رہتا ہے - مرقات نے فرمایا کہ ہر غذا اور پانی کا اثر جسم میں چالیس دن تک رہتا ہے - جو چالیس دن تک اخلاص سے عبادت کرے تو اس کے دل و زبان سے حکمت کے چشمے بہنے لگتے ہیں - جو حضور ﷺ کی چالیس حدیثیں مسلمانوں تک پہنچائے اسے اللہ تعالیٰ محدثین وفقہاء کے زمرہ میں حشر نصیب فرمائے گا - جناب موسیٰ علیہ السلام سے چالیس کا چلہ کرایا گیا - غرض چالیس کے عدد کی عبادات اور گناہوں میں عجب تاثیر ہے - (مرقات)

جو تین بار شراب سے توبہ کر کے توڑ دے تو اب اسے توبہ کی توفیق نہ ملے گی - اب صرف زبان سے توبہ کہے گا دل سے توبہ نہ کر سکے گا - لہٰذا یہ توبہ قبول نہ ہوگی

Marfat.com

یہ شراب کی نحوست ہے - خیال رہے حدیثِ ابوبکر کہ جو شخص دن میں ستر (۷۰) بار گناہ کرے اور ستر بار توبہ کرے وہ گناہ پر مصر نہیں - اس کے خلاف نہیں کیونکہ یہاں توبہ قبول مراد ہے - اور خبال دوزخیوں کا خون اور پیپ ہے - جو شرابیوں کے پانی مانگنے پر انہیں دیا جائے گا - جو انہیں شدتِ پیاس کی وجہ سے پینا پڑے گا -

(مرأت)

☆☆☆☆☆☆

حدیث نمبر :- ۷۶

ایک بی بی کو بیٹے کے متعلق فردوسِ اعلیٰ کی بشارت

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ الرُّبَیِّعَ بِنْتَ الْبَرَآءِ وَ ھِیَ اُمُّ حَارِثَةَ بْنِ سُرَاقَةَ اَتَتِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا تُحَدِّثُنِیْ عَنْ حَارِثَةَ وَکَانَ قُتِلَ یَوْمَ بَدْرٍ اَصَابَهٗ سَهْمٌ غَرْبٌ فَاِنْ کَانَ فِی الْجَنَّةِ صَبَرْتُ وَ اِنْ کَانَ غَیْرُ ذٰلِکَ اِجْتَهَدْتُ عَلَیْهِ فِی

marfat.com
Marfat.com

الْبُكَاءِ فَقَالَ يَا أُمَّ حَارِثَةَ إِنَّهَا جِنَانٌ فِي الْجَنَّةِ وَإِنَّ ابْنَكَ أَصَابَ الْفِرْدَوْسَ الْأَعْلَىٰ ☆ رَوَاهُ الْبُخَارِيَ

(مشکوٰۃ کتاب الجہاد)

ترجمہ :- حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ کہ ربیع بنت براء جو حارثہ ابن سراقہ کی ماں ہیں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئیں بولیں یا رسول اللہ ﷺ آپ مجھے حارثہ کے متعلق کیوں خبر نہیں دیتے جو بدر کے دن شہید کئے گئے تھے- انہیں غائبانہ تیر لگا تھا اگر وہ جنت میں ہیں تو میں صبر کرلوں اگر اس کے علاوہ ہوں تو ان پر رونے کی کوشش کروں- تو فرمایا اے اُمِّ حارثہ جنت میں بہت سی جنتیں ہیں اور تمہارے لختِ جگر نے اعلیٰ درجہ کی فردوس حاصل کی ہے- (بخاری)

تشریح :- انہیں غائبانہ تیر لگا تھا مارنے والے کا پتہ نہ چل سکا تھا- اگر کسی کو تیر مارا جائے لیکن لگ دوسرے کو جائے تو اسے سہم غریب کہتے ہیں- مقصد یہ ہے کہ حضور ﷺ میرے بچے حارثہ کا پتہ بتا دیجئے کہ وہ کہاں ہے- جنت میں یا دوزخ میں معلوم ہوا کہ حضرات صحابہؓ کا عقیدہ تھا کہ حضور ﷺ مدینہ منورہ تشریف فرما ہو کر جنت و دوزخ کے ہر مقام اور وہاں کے باشندوں کو دیکھ رہے ہیں- پتہ اس سے پوچھا جاتا ہے جو جانتا ہو حضور ﷺ نے بھی یہ نہ فرمایا کہ مجھے خبر نہیں کہ تیرا بیٹا کہاں ہے جبرائیل آئیں گے تو پوچھ کر بتائیں گے- بلکہ فوراً بتا دیا- جو جنت دیکھ رہا ہے وہ

marfat.com
Marfat.com

زمین کے ذرے ذرے کو دیکھ رہا ہے- کیونکہ جنت بمقابلہ زمین کے دور ہے - یہی معنیٰ ہیں- حاضر ناظر کے اور صحابہ کرامؓ کا یہی عقیدہ تھا- بی بی ربیع کہنے لگی کہ اگر میرا بیٹا جنت میں ہے تو میں بالکل گریہ وزاری نہ کروں نعمتِ شہادت کے شکریہ میں - بی بی ربیع کو ان کی شہادت میں شک تھا کیونکہ وہ کفار سے لڑے بغیر غائبانہ تیر سے شہید ہوئے تھے اور تیر نہ معلوم کافر نے مارا یا مسلمان نے مارا- اس نے یہ تردّد ظاہر کیا کہ شہید کے جنتی ہونے میں شک نہ تھا 'یہ تو قرآن پاک سے ثابت ہے اور خبرِ قرآنی میں کسی مسلمان کو شک وتردّد نہیں ہو سکتا- صحابیہؓ کا یہاں رونے سے مراد جائز رونا ہے 'آنسوؤں سے- نوحہ یا ماتم مراد نہیں کیونکہ حضراتِ صحابہ اس سے محفوظ تھے- یعنی میں پھر اس محرومی پر روؤں کہ میرا بیٹا جان سے ہاتھ بھی دھو بیٹھا اور جنتی بھی نہ ہوا- اس محرومی پر رونا بھی عبادت ہے- جس طرح اللہ کی نعمت پر خوش ہونا عبادت ہے اور جنت کے سو درجے ہیں اوپر تلے- ہر دو درجوں کے درمیان زمین وآسمان کے برابر فاصلہ ہے- جنت کے درجات میں سب سے اونچا درجہ جنت الفردوس ہے جو سب سے آخری درجہ ہے- جس کے اوپر عرشِ الٰہی ہے- تیرے بیٹے کو رب نے وہ دیا ہے کہ اب اس کی روح فردوس کی سیر کر رہی ہے- بعدِ قیامت وہ معہ جسم اس میں داخل ہوگا یہ ہے میرے محبوب ﷺ کا علمِ غیب- آپ ﷺ مدینہ منورہ تشریف فرما ہو کر جنت کے ہر طبقہ کے ہر باشندے کو دیکھ رہے ہیں- اور آئندہ ہر سعید وشقی اور ان کے درجوں اور مرتبوں کو بھی جانتے ہیں- اسی کا نام علمِ غیب عطائی ہے- (مرأت)

marfat.com

Marfat.com

اگر یہ سوال ہو کہ اس حدیث پاک سے نوحہ کا جواز معلوم ہوتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ نوحہ کی تحریم سے پہلے کا واقعہ ہے۔ کیونکہ نوحہ کی تحریم غزوہ احد کے بعد نازل ہوئی تھی اور یہ واقعہ غزوۂ بدر کے بعد کا ہے۔ (تفہیم البخاری)

☆☆☆☆☆☆

حدیث نمبر :- ۷۷

شوق شہادت میں لڑ کر شہید ہونا آج کل کے خودکش حملوں کا جواز

عَنْ اَنَسٍ قَالَ اِنْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ اَصْحَابُہٗ حَتّٰی سَبَقُوا الْمُشْرِکِیْنَ اِلٰی بَدْرٍ وَ جَآءَ الْمُشْرِکُوْنَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قُوْمُوْا اِلٰی جَنَّۃٍ عَرْضُھَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ قَالَ عُمَیْرُ بْنُ الْحَمَامِ بَخٍ بَخٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا یَحْمِلُکَ عَلٰی قَوْلِکَ بَخٍ بَخٍ قَالَ لَا وَاللّٰہِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِلَّا رِجَآءَ اَنْ اَکُوْنَ

Marfat.com

مِنْ اَھْلِھَا قَالَ فَاِنَّکَ مِنْ اَھْلِھَا قَالَ فَاَخْرَجَ تَمَرَاتٍ مِنْ قَرْنِہٖ فَجَعَلَ یَاکُلُ مِنْھُنَّ ثُمَّ قَالَ لَئِنْ اَنَا اَحْیَیْتُ حَتّٰی اٰکُلَ تَمَرَاتِیْ اِنَّھَا الْحَیٰوۃُ طَوِیْلَۃٌ قَالَ فَرَمٰی بِمَا کَانَ مَعَہٗ مِنَ التَّمَرِ ثُمَّ قَاتَلَھُمْ حَتّٰی قُتِلَ

☆ رَوَاہُ مُسْلِمٌ (مشکوٰۃ کتاب الجہاد)

ترجمہ :- حضرت انسؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہؓ میدان بدر میں تشریف لے گئے حتیٰ کہ بدر میں مشرکین سے پہلے پہنچ گئے اور مشرکین بھی آ گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس جنت کی طرف بڑھو جس کی چوڑائی آسمانوں زمینوں کے برابر ہے۔ تو عمیر ابن حمام بولے خوب خوب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تجھے خوب خوب کہنے پر کون سی چیز بھڑکا رہی ہے۔ بولے یا رسول اللہ ﷺ کوئی چیز نہیں سوائے اس امید کے کہ میں بھی جنت والوں سے ہو جاؤں۔ فرمایا تم اہلِ جنت میں سے ہو۔ راوی فرماتے ہیں کہ پھر انہوں نے اپنے ترکش سے چھوارے نکالے اور کھانے لگے۔ پھر بولے اگر ان چھواروں کے کھانے تک زندہ رہوں تو یہ زندگی بہت لمبی ہے۔ فرماتے ہیں جتنے چھوارے ان کے پاس تھے پھینک دیے پھر کفار سے جنگ کی حتیٰ کہ شہید کر دیے گئے۔ (مسلم)

Marfat.com

تشریح :- بدر ایک شخص کا نام تھا جس نے ایک جگہ کنواں کھدوایا اس کنویں کا نام بھی بدر تھا- پھر اس میدان کا نام بھی بدر ہو گیا- اب وہاں بڑی بستی آباد ہے- مدینہ منورہ سے تقریباً ایک سو چوالیس (۱۴۴) میل جانبِ مکہ معظمہ ہے- پہلا باقاعدہ اسلامی جہاد اسی جگہ پہ ہوا- بدر مذکر بھی بولا جاتا ہے مؤنث بھی- حضورعلیہ السلام اپنے صحابہ سمیت بدر میں پہلے پہنچ گئے اور مشرکین بعد میں- فرمایا اس عمل کی طرف چلو جو جنت حاصل کرنے کا ذریعہ ہے- وہاں جانا گویا جنت میں ہی جانا ہے- جیسے فرمایا گیا کہ جنت تلواروں کے سایہ میں ہے یا جنت ماؤں کے قدموں تلے ہے- عموماً ہر چیز کی چوڑائی اس کی لمبائی سے چھوٹی ہوتی ہے- جنت کی چوڑائی تمام آسمانوں اور زمینوں کے برابر ہے تو اس کی لمبائی کتنی ہوگی ؟ اس پر سید الفصحاء ﷺ نے نہایت نفیس طریقہ سے باریک مسئلہ سمجھا دیا- عمیر ابن حمام رضی اللہ عنہ انصار میں سب سے پہلے شہید ہیں- آپ کو خالد ابن اعلم نے شہید کیا- (مرقات)

فرمایا ہمارے اس فرمان پر تم خوشی کیوں منا رہے ہو ؟ اور خوب خوب کیوں کہہ رہے ہو- کچھ اس کی حقیقت بھی ہے یا صرف شغل کرتے ہو؟ قتل کے ڈر سے کہتے ہو یا جنت کی امید سے ؟ حضورعلیہ السلام کا سوال فرمانا اس لئے ہے تاکہ حضرت عمیر رضی اللہ عنہ جواب دیں اور مسلمانوں کو ان کی اولوالعزمی (پکا ارادہ) معلوم ہو جائے ورنہ حضورعلیہ السلام تو ہر ایک کے دل کی حالت سے خبردار تھے- جیسے جبلِ احد کے پتھروں

marfat.com

Marfat.com

کے دل کا حال معلوم کر کے فرمایا کہ احد ہم سے محبت کرتا ہے۔ انسانوں کے دل کا حال کیوں نہ معلوم ہوگا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اپنا عمل' اخلاص اور نیت حضور ﷺ سے عرض کرنا ریا کاری نہیں بلکہ اس سے عمل اور زیادہ مقبول ہو جاتا ہے۔ دیکھئے یہ ہے حضور ﷺ کا ہر ایک کے سعید و شقی ہونے پر مطلع ہونا کہ حضرت عمیرؓ کے جنتی ہونے یعنی ایمان پر خاتمہ اور شہادت' حساب محشر میں کامیابی' پل صراط سے بخیریت گزرنے کی خبر پہلے ہی دے رہے ہیں۔ کیونکہ جنت میں داخلہ ان سب منزلوں سے گزرنے کے بعد ہوگا۔ خیال رہے جس کے ایمان و جنتی ہونے کی حضور ﷺ رجسٹری فرمادیں اس کا جنتی ہونا ایسا ہی یقینی ہے جیسے رب کی وحدانیت یقینی۔ دیکھئے حضرت عمیرؓ کا یہ ہے شوق کہ اب اپنی زندگی بھی بوجھ معلوم ہو رہی ہے یا یہ عمل ہے۔ حضور ﷺ کے اس فرمان عالی پر کہ قُوْمُوْا اِلٰی جَنَّةٍ (چلو جنت کو جائیں)

رب فرماتا ہے وَسَارِعُوْا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ (تم اپنے اللہ کی مغفرت کی طرف جلدی کرو) عمیرؓ اپنے مقصد کو پہنچ گئے۔ نیت خیر سے موت کی تمنا' موت کی دعا اور موت حاصل کرنے کی ایسی کوشش بھی عبادت ہے۔

جان تو جاتے ہی جائے گی قیامت یہ ہے
کہ یہاں مرنے پہ ٹھہرا ہے نظارہ تیرا

اسی کی تھی دے دی جو دی ہوئی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

marfat.com
Marfat.com

آجکل جو خودکش حملے کفار پر کئے جارہے ہیں ان کو اسی حدیث پر قیاس کرنا چاہئے۔ یہ آثار سنتِ صحابہ میں بھی ملتے ہیں جنہیں جنت کی بشارت دی گئی ہے۔ یہ مجاہدین شہادتِ عظمٰی سے سرفراز ہیں۔ ☆☆☆☆☆☆☆

حدیث نمبر :- ۷۸

دو آنکھیں جہنم کی آگ سے محفوظ ہیں

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَیْنَانِ لَا تَمَسُّھُمَا النَّارُ عَیْنٌ بَکَتْ مِنْ خَشْیَۃِ اللّٰہِ وَ عَیْنٌ بَاتَتْ تَحْرُسُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ☆

رَوَاہُ التِّرْمِذِیْ (مشکوٰۃ کتاب الجہاد)

ترجمہ :- حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دو آنکھیں ایسی ہیں جنہیں آگ نہ چھوئے گی۔ ایک وہ آنکھ جو اللہ کے خوف سے روئے اور دوسری وہ جو اللہ کی راہ میں پہرہ دے۔ (ترمذی)

تشریح :- یعنی دو قسم کی آنکھیں، یہ شبہ شخصی نہیں بلکہ نوعی ہے۔ خیال رہے جب اس آنکھ کو دوزخ کی آگ نہ چھوئے گی تو آنکھ والے کو بھی نہ چھوئے گی۔ یہ مطلب

marfat.com
Marfat.com

نہیں کہ صرف آنکھ تو آگ سے بچی رہے گی باقی جسم آگ میں جائے - اگر ایک عضو بخشا جائے تو اس کے صدقہ سارے اعضاء بخشے جائیں گے۔ مصنفین علماءِ دین کی اگر انگلیاں بخش دی گئیں تو انشاء اللہ سارا جسم بخش دیا جائے گا - اسی طرح جو آنکھ عشقِ مصطفےٰ ﷺ میں روئے انشاء اللہ بخشی جائے گی - دو نعمتیں بڑی شاندار ہیں ایک خوفِ خدا دوسرا عشقِ مصطفےٰ ﷺ -

ذرۂ عشقِ نبی از حق طلب
سوزِ صدیق و علی از حق طلب

ترجمہ :- اللہ سے عشقِ رسول طلب کر، صدیق و علی کا سوز طلب کر -

پہرہ دینے والی آنکھ سے مراد یہ کہ سفرِ جہاد کا غازی اگر سو جائے تو یہ بندہ ان کا پہرہ دے تاکہ کفار شب خون نہ مار سکیں - یہ رات جاگ کر گزارے -

(مرأت)

علامہ غلام رسول رضوی نے تفہیم البخاری میں بحوالہ حاکم روایت فرمائی ہے کہ جو کوئی سچے دل سے جہاد کی خواہش رکھے پھر وہ فوت ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کو شہادت کا ثواب عطا کرتا ہے - جہاد میں تھوڑا سا چلنے سے جو ثواب ہوتا ہے وہ دنیا کی ہر شے اللہ کی راہ میں خرچ کر دینے سے افضل ہے یعنی اللہ کی راہ میں ہر قدم دنیا کی نعمتوں سے افضل ہے۔ (تفہیم البخاری)

اسی حدیث پاک سے خودکش حملوں کا جواز معلوم ہوتا ہے جو ظالم و جابر یا

marfat.com
Marfat.com

کافر کو مارنے کے لئے جان ضائع کر دیتے ہیں۔ وہ اس کے بغیر چارہ نہیں سمجھتے۔

☆☆☆☆☆☆

حدیث نمبر :- ۷۹

سب اعمال سے بڑھ کر جہاد کی فضیلت

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ مَرَّ رَجُلٌ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِشِعْبٍ فِیْهِ عُیَیْنَةٌ مِنْ مَّآءٍ عَذْبَةٍ فَاَعْجَبَتْهُ فَقَالَ لَوِ اعْتَزَلْتُ النَّاسَ فَاَقَمْتُ فِیْ هٰذَا الشِّعْبِ فَذَکَرَ ذٰلِکَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا تَفْعَلْ فَاِنَّ مَقَامَ اَحَدِکُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَفْضَلُ مِنْ صَلٰوتِهٖ فِیْ بَیْتِهٖ سَبْعِیْنَ عَامًا اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَکُمْ وَیُدْخِلَکُمُ الْجَنَّةَ اُغْزُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ مَنْ قَاتَلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فُوَاقَ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ ☆

marfat.com

Marfat.com

رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ (مشکوٰۃ کتاب الجہاد)

ترجمہ :- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے ایک صاحب گھاٹی پر گزرے جس میں میٹھے پانی کا چھوٹا سا چشمہ تھا وہ چشمہ انہیں پسند آیا تو بولے کاش میں لوگوں سے الگ ہو جاتا اور اس گھاٹی میں ہی قیام کر لیتا- یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا گیا تو فرمایا یہ نہ کرو کیونکہ تم میں سے کسی کا اللہ کی راہ میں پھرنا اپنے گھر ستر (۷۰) سال تک نمازیں پڑھتے رہنے سے افضل ہے- کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمہیں بخشے اور تمہیں جنت میں داخل کرے- اللہ کی راہ میں جہاد کرو جو اللہ کی راہ میں اونٹنی کے دوہنے کے فاصلہ کے برابر جہاد کرے اس کے لئے جنت واجب ہو گئی - (ترمذی)

تشریح :- شعب یعنی گھاٹی پہاڑ کے شگاف کو کہتے ہیں خواہ آر پار ہو یا آگے سے بند ہو- عرب میں ایسی جگہ کو بہت ہی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا- جہاں سبزہ بھی ہو اور میٹھے پانی کا چشمہ اور جگہ محفوظ بھی- ان صاحب کا دل چاہا کہ مدینہ منورہ چھوڑ کر اپنی بکریاں بھیڑیں لے کر یہاں آن بسیں- تاکہ اطمینان سے عبادت الٰہی کر سکوں اور لوگوں کے اختلاط سے بچ جاؤں- یہ اختلاط ہزارہا غفلتوں گناہوں کا سبب ہے- ان کا یہ ارادہ بھی نیت خیر سے تھا- لفظ فذکر اگر معروف ہے تو فاعل خود وہ صحابی ہیں اگر مجہول ہے تو کوئی اور صحابی ہیں- یعنی خود انہوں نے یہ ارادہ حضور

marfat.com
Marfat.com

ﷺ کی خدمت میں عرض کیا یا حضور ﷺ سے عرض کیا گیا - فرمایا نفلی عبادت کے لئے فرض وواجب عبادات نہ چھوڑو کہ یہاں رہ کر تم نماز با جماعت ' جمعہ - عیدین اور جہاد و تبلیغ وغیرہ عبادات سے محروم ہو جاؤ گے - اس سے معلوم ہوا کہ جو نفلی عبادت فرائض چھوڑا دے وہ گناہ ہے - اگر نماز تہجد سے فرض کی نماز قضاء یا جماعت ترک ہو جائے تو تہجد نہ پڑھو - پنجگانہ نماز با جماعت پڑھو - یہ بڑا اصولی مسئلہ ہے - یاد رکھنا چاہئے جو لوگ عام جلسوں کی وجہ سے رات کو زیادہ جاگتے ہیں اور فجر کی نماز یا جماعت سے محروم ہو جاتے ہیں وہ اس سے عبرت پکڑیں - معاشرہ کے بڑے لوگ اور وہ پیر بھی اس سے عبرت پکڑیں جو محض اپنی بڑائی کے زعم میں مسجد نہیں جاتے کہ وہاں معاشرہ کے کمتر لوگوں سے سابقہ ہوگا اور ان کی عزت نفس مجروح ہوگی - فرمایا تمہارا شہر مدینہ میں رہنا جہاں جہاد بھی نصیب ہوتا رہے اور حضور پُر نور ﷺ کی زیارت آپؐ کے پیچھے نمازیں میسر ہوں گی ' یہاں جنگل میں گھر بنا کر بیٹھنے سے بہت ہی زیادہ افضل ہے - یہاں مرقات نے فرمایا کہ شاید وہ صحابی فرضی جہاد سے فارغ ہو چکے ہوں گے اور اس زمانہ میں فی الحال جہاد فرضِ عین نہ ہوگا - اس لئے حضور ﷺ نے افضل فرمایا ' ورنہ سخت منع فرماتے - اس سے اشارتاً معلوم ہو رہا ہے کہ بمقابلہ دیہات کے شہر میں رہنا بہتر ہے کیونکہ شہر میں بعض وہ عبادات نصیب ہو جاتی ہیں جو گاؤں میں میسر نہیں ہوتیں - ستر (۷۰) سال فرمانا زیادتی کے لئے ہے جیسے فرمایا گیا کہ صفِ جہاد یا صفِ نماز میں کھڑا ہونا اللہ کے نزدیک ستر سال کی عبادت

marfat.com
Marfat.com

سے افضل ہے۔ (حاکم ' مرقات)

فرمایا اللہ تمہیں جنت میں داخل کرے یعنی تم کو مغفرتِ تامہ اور جنت کا اولیٰ داخلہ نصیب فرماوے اس حدیث کی بناء پر بعض علماء نے فرمایا کہ خلوت کی زندگی سے جلوت کی زندگی بہتر ہے -گوشہ کمال نہیں۔ خصوصاً حضور ﷺ کے زمانہ پاک میں -جن احادیث میں گوشہ نشینی کو افضل فرمایا گیا وہاں فتنوں کے زمانہ کی گوشہ نشینی مراد ہے۔ (اشعۃ 'لمعات)

فواق سے مراد اونٹنی کے صبح و شام کے دوہنے کا فاصلہ ہے یا ایک بار دوہنے میں جو کچھ فاصلہ کیا جاتا ہے وہ مراد ہے۔ (مرأت)

☆☆☆☆☆☆☆

حدیث نمبر :- ۸۰

نبی کریم ﷺ جمعرات کا سفر پسند فرماتے

عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمَ الْخَمِيْسِ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ وَ كَانَ يُحِبُّ اَنْ يَّخْرُجَ يَوْمَ الْخَمِيْسِ ☆

رَوَاهُ الْبُخَارِيْ (مشکوۃ باب آداب السفر)

marfat.com
Marfat.com

ترجمہ :- حضرت کعب ابن مالک رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ جمعرات کے دن غزوہ تبوک میں تشریف لے گئے اور آپ جمعرات کے دن نکلنا پسند فرماتے تھے۔ (بخاری)

تشریح :- سفر حضر کا مقابل ہے جس کے لغوی معنیٰ ظاہر ہونا ' روشن ہونا ہے اسی لئے صبح کے اجالے کو اسفار کہا جاتا ہے۔ چونکہ سفر کے ذریعے دوسرے شہروں ' ملکوں کے حالات معلوم ہوتے ہیں اس لئے اسے سفر کہتے ہیں۔ سفر فرض بھی ہے ' واجب بھی ' مستحب بھی ' مکروہ بھی اور حرام بھی۔ جیسا سفر کا مقصد ویسا سفر کا حکم ہے چنانچہ حج فرض کے لئے سفر کرنا فرض ہے اور چوری ڈکیتی کی نیت سے سفر کرنا حرام ہے۔ (مرأت)

اس حدیث پاک کے راوی وہی کعب ابن مالکؓ ہیں جو غزوہ تبوک میں حاضر نہ ہو سکے تھے۔ جس پر آپ کا بائیکاٹ کیا گیا تھا۔ پھر سورۃ توبہ میں آپ کی توبہ قبول ہونے اور بائیکاٹ ختم کرنے کا ذکر ہے ' بڑی ہی شان کے مالک ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو صادقین میں سے فرمایا ہے کہ ہم مسلمانوں کو حکم دیا " كُونُوا مَعَ الصَّادِقِيْن " (سچے لوگوں سے مل جاؤ)

تبوک شام کے ایک شہر کا نام ہے۔ مدینہ منورہ سے خیبر ایک سو ساٹھ (۱۶۰) میل ہے اور خیبر سے پانچ سو میل تبوک ہے۔ اس زمانہ میں مدینہ منورہ سے تبوک

marfat.com
Marfat.com

ایک مہینہ کے فاصلہ پر تھا اور غزوہ تبوک ۹ ہجری کو ہوا اور یہ حضور ﷺ کا آخری غزوہ ہے۔ (مرقات)

حضور ﷺ یا تو جہاد کے لئے جمعرات کو سفر پسند فرماتے تھے یا مطلق ہر سفر کے لئے۔ جمعرات کو سفر چند وجوہات سے پسند فرمایا گیا۔ جو یہ ہیں۔

۱۔ جمعرات مبارک دن ہے کہ اس میں بندوں کے اعمال بارگاہِ الٰہی میں پیش ہوتے ہیں۔

۲۔ جمعرات ہفتے کا آخری دن ہے۔

۳۔ جمعرات 'جمعہ کا پڑوسی ہے اور اس کی آمد کی خبر دیتا ہے۔

۴۔ جمعرات کو عربی میں خمیس کہتے ہیں اور اس دن کی روانگی نیک فال ہے

۵۔ خمیس خمس سے بنا ہے اور مالِ غنیمت سے اللہ و رسول ﷺ کے لئے خُمس ہی نکالا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ خمیس کی برکت خُمس والی غنیمت عطا فرمائے۔ خیال رہے کہ سفر کے لئے ہفتہ 'سوموار اور جمعرات نہایت ہی مبارک ہیں۔ جو کوئی ہفتہ کے دن سورج نکلنے سے پہلے سفر کو جائے انشاء اللہ کامیاب و بامراد واپس ہوگا۔ مگر خیال رہے کہ اسلام میں کوئی دن یا کوئی ساعت منحوس نہیں ہاں بعض دن بابرکت ہیں۔

(مرقات واشعۃ ومرأت)

لیکن شیخ محدث دہلوی اشعۃ میں نقل فرماتے ہیں کہ سنن الھدے میں

marfat.com

Marfat.com

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے (شاعر کی زبان میں قطعہ)

ہفت روزے نحس باشد در مہے | یاد گیرش تا نیفتی در سہ پنج
سہ و پنج و سیزدہ با شانزدہ | بست و یک با بست و چار و بست و پنج

ترجمہ :- مہینے میں سات دن منحوس ہوتے ہیں -۳،۵،۱۳،۱۶،۲۱،۲۴،۲۵ -

(3,5,13,16,21,24,25) نیز حضرت امیر المؤمنین علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی فرماتے ہیں کہ ان سات دنوں میں کوئی کام نہیں کرنا چاہئے اور نہ ہی سفر کرنا چاہئے - لیکن ان روایتوں کی صحت میں کلام ہے کہ یہ صحیح ہیں یا نہیں -

(ترجمہ از اشعۃ)

بخاری میں حضرت عبداللہ ابن عمرؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر لوگ جانتے کہ اکیلے سفر میں کیا نقصان ہے تو میں نہیں جانتا کہ کوئی سوار رات کو اکیلا چلتا - نیز ابو داؤد میں حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ سرکار ﷺ نے فرمایا جب تین آدمی سفر میں ہوں تو ایک کو اپنا امیر بنالیں -(مرأت)

خیال رہے دورانِ سفر کسی مقام پر جب حضور ﷺ قیام فرماتے تو سونے کی نیت سے داہنی کروٹ پر لیٹ جاتے - جیسا کہ حضور ﷺ کا دائمی طریقہ تھا آپؐ داہنا ہاتھ داہنے رخسار کے نیچے رکھتے تھے - اس طرح لیٹنے میں غفلت کی نیند نہیں آتی رات کو بآسانی اٹھا جا سکتا ہے اور سنّت کا ثواب بھی حاصل کیا جا سکتا ہے -

☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

حدیث نمبر :- ۱۸

حضور علیہ السلام کا صحابہؓ کو باری کے مطابق سوار کرنا

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ كُنَّا يَوْمَ بَدْرٍ كُلَّ ثَلٰثَةٍ عَلٰى بَعِيْرٍ فَكَانَ اَبُوْ لُبَابَةَ وَ عَلِيُّ ابْنُ اَبِىْ طَالِبٍ زَمِيْلِيَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَكَانَتْ اِذَاجَاءَتْ عُقْبَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَحْنُ نَمْشِىْ عَنْكَ قَالَ مَا اَنْتُمَا بِاَقْوٰى مِنِّىْ وَمَا اَنَا بِاَغْنٰى عَنِ الْاَجْرِ مِنْكُمَا ☆ رَوَاهُ فِىْ شَرْحِ السُّنَّةِ (مشکوٰۃ باب آداب السفر)

ترجمہ:- حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں کہ بدر کے دن ہم ایک ایک اونٹ پر تین تین تھے۔تو ابولبابہؓ اور علی ابن ابی طالبؓ رسول اللہ علیہ السلام کے ساتھی تھے فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ علیہ السلام کے چلنے کی باری آتی تو یہ دونوں عرض کرتے کہ ہم حضور علیہ السلام کی طرف سے چل لیں گے۔تو حضور علیہ السلام فرماتے کہ تم دونوں مجھ سے زیادہ قوی نہیں اور ثواب سے بھی مستغنی تم سے بڑھ کر نہیں ہوں۔

(شرح سنہ)

marfat.com
Marfat.com

تشریح :- چونکہ اس غزوہ میں سواریاں بہت تھوڑی تھیں حتیٰ کہ تین سو تیرہ (313) غازیوں میں صرف دو گھوڑے تھے- اسی طرح سامانِ جنگ بھی برائے نام تھا- آٹھ تلواریں چھ زِرہیں اور اونٹ بھی بہت کم تھے- اس لئے ایک اونٹ پر تین غازی باری باری سوار ہوتے تھے - حفیظ جالندھری کہتے ہیں -

تھے ان کے ساتھ دو گھوڑے چھ زرہیں آٹھ شمشیریں
پلٹنے آئے تھے یہ لوگ دنیا بھر کی تقدیریں

زمیل کا معنیٰ ہے سواری میں شریک اور زمالہ سواری کے اونٹ کو بھی کہا جاتا ہے جس پر مسافر کا سامان ہو- (مرقات)

یعنی ایک اونٹ پر حضور ﷺ اور حضرت علی المرتضیٰ اور جناب ابولبابہ تھے- اور باری باری سے سوار ہوتے تھے- ان دونوں بزرگوں یعنی حضرت علیؓ اور ابو لبابہؓ کا ارادہ یہ تھا کہ حضور ﷺ بدر تک سوار رہیں اور ہم دونوں یہ سفر پیدل طے کریں- حضور ﷺ اپنی باری میں بھی سواری کریں اور ہماری باریوں میں بھی- فرمایا دنیا میں تم دونوں ہم سے زیادہ طاقتور نہیں 'ہم چلنے پر تم سے زیادہ قوت رکھتے ہیں اور آخرت میں ہم ثوابِ الٰہی سے بے نیاز نہیں- یہ پیدل چلنا بڑے ثواب کا کام ہے لہٰذا ہم اپنی باری پر پیدل چلیں گے تم سوار ہو گے- یہ ہے حضور ﷺ کا عدل وانصاف اپنے غلاموں کے ساتھ اور یہ ہے حضور ﷺ کا انکسار- اس فرمانِ عالی میں قیامت تک سرداروں' بادشاہوں کو عدل وانصاف اور عاجزی کی تعلیم ہے- (مرآت)

☆☆☆☆☆☆☆☆

marfat.com
Marfat.com

حدیث نمبر :- ۸۲

سفرِ جہاد میں جلدی جانے کی فضیلت

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بَعَثَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَبْدَ اللّٰہِ بْنِ رَوَاحَۃَ فِیْ سَرِیَّۃٍ فَوَافَقَ ذٰلِکَ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ فَغَدَا اَصْحَابُہٗ وَ قَالَ اَتَخَلَّفُ وَ اُصَلِّیْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اَلْحِقُھُمْ فَلَمَّا صَلّٰی مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَآہٗ فَقَالَ مَا مَنَعَکَ اَنْ تَغْدُوْا وَ مَعَ اَصْحَابِکَ فَقَالَ اَرَدْتُ اَنْ اُصَلِّیْ مَعَکَ ثُمَّ اُلْحِقُھُمْ فَقَالَ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مَا اَدْرَکْتَ فَضْلَ غَدْوَتِھِمْ ☆ رَوَاہُ التِّرْمَذِیُّ (مشکوۃ باب آداب السفر)

ترجمہ :- حضرت ابن عباسؓ روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے عبداللہ ابن رواحہ کو کسی فوج میں بھیجا یہ اتفاقاً جمعہ کے دن کا واقعہ ہے تو ان کے ساتھی سویرے ہی چلے گئے اور انہوں نے کہا کہ میں پیچھے رہ جاؤں رسول اللہ ﷺ کے

marfat.com
Marfat.com

ساتھ نماز پڑھ لوں۔ پھر ان سے جاملوں گا ' تو جب رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی انہیں دیکھا تو فرمایا تم کو اپنے ساتھیوں کے ساتھ صبح جانے سے کس چیز نے روکا۔ تو عرض کیا کہ میں نے چاہا کہ آپ کے ساتھ نماز پڑھ لوں ' پھر ان سے جاملوں۔ فرمایا اگر تم تمام زمینی چیزیں خیرات کردو تو بھی ان کے سویرے نکل جانے کا درجہ نہیں پاسکتے

(ترمذی)

تشریح :- عبداللہ ابن رواحہ ؓ انصاری صحابی ہیں بیعت عقبہ' بدر' احد ' خندق اور تمام غزوات میں شریک رہے سوائے فتح مکہ کے کیونکہ آپ غزوۂ موتہ میں شہید ہو چکے تھے۔ آنحضور ﷺ کے شاعروں میں سے ہیں۔ حضرت حسان ؓ کی طرح نعت گو صحابی ہیں۔ غالباً اس فوج کا آپ کو افسر بنا کر بھیجا گیا تھا۔ اور یہ حکم جمعہ کے دن صبح سویرے جانے کے لئے تھا۔ یعنی جمعرات کو حکم ہوا کہ کل صبح سویرے فلاں فلاں حضرات اس جہاد کے لئے چلے جائیں گے۔ جمعہ کے دن جمعہ کی اذان سے پہلے سفر جائز ہے۔ اگر حضور ﷺ عین نماز کے وقت حکم دیں تو اس وقت نکل جانا ضروری ہے۔ حضرت عبداللہ ابن رواحہ ؓ کا یہ اجتہاد تھا اور آپ کا خیال تھا کہ صرف چند گھنٹے ٹھہر جانے میں مدینہ منورہ مسجد نبوی اور حضور ﷺ کے ساتھ نماز جمعہ میسر ہو جانے مدینہ پاک کی ایک نماز کا پچاس ہزار ثواب ہے۔ پھر حضور انور ﷺ کے پیچھے نماز تو لاکھوں نمازوں سے بہتر ہے۔ یہ فائدے جلدی چلے جانے اور جنگل میں پہنچ کر بجائے

marfat.com
Marfat.com

نماز جمعہ ظہر ادا کرنے میں حاصل نہ ہونگے اور اس ٹھہر جانے کی دیر میں پوری کر لونگا کہ تیز سواری پر مجاہدین سے جاملوں گا - تعمیل ارشاد ہو جائے گی - بہر حال نیت اچھی تھی - نماز جمعہ کے بعد آپ خود حضور ﷺ سے ملے وداع ہونے کے لئے یا ویسے ہی برکت حاصل کرنے کے لئے جیسا کہ اب بھی بعد نمازِ جمعہ بزرگوں سے ملاقات کی جاتی ہے -

حضرت عبد اللہؓ نے عرض کی کہ میں کسی دنیاوی کام کے لئے نہیں رکا ہوں بلکہ اس لالچ میں ٹھہر گیا ہوں کہ ڈبل (دوگنا) ثواب حاصل کروں آپ کے ساتھ نمازِ جمعہ پڑھنے کا اور جہاد میں جانے کا - آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم میرے ساتھ نماز جمعہ ادا کرنے کے ساتھ ساری دنیا کا مال خیرات بھی کر دو تو جو ثواب ان سویرے نکل جانے والوں کو تعمیل کا ملا وہ تم کو ان تمام عبادات کا نہیں مل سکتا - معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی اطاعت تمام عبادات سے افضل ہے - ان کی اطاعت میں ترکِ جمعہ عبادت ہے - بغیر اطاعت نمازِ جمعہ مسجد نبوی میں پڑھنا اعلیٰ عبادت نہیں -

معلوم ہؤا کہ جملہ عبادات فروع ہیں
اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

ان کے در پر دم نکل جائے تو جی جائیں حسنؔ
ان کے در سے دور رہ کر زندگی اچھی نہیں

اس لئے صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ رضائے یار لقاء یار سے بہتر ہے -

marfat.com
Marfat.com

یار سے دور رہیں مگر راضی رہیں یہ بہتر ہے اس سے کہ ہم قریب رہیں اور حضور ﷺ ناراض رہیں۔

؎ لقائے دوست چہ خواہی رضائے دوست طلب
کہ حیف باشد از و غیر او تمنائے

ترجمہ :۔ دوست کی ملاقات سے بہتر ہے کہ اس کی رضا کا طالب ہو کیونکہ یار کے بغیر کسی کی تمناء رکھنا بے وفائی ہے۔

☆☆☆☆☆☆

حدیث نمبر :۔ ۸۳

قوم کا سردار قوم کا خادم ہوتا ہے

عَنْ سَھْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَیِّدُ الْقَوْمِ فِی السَّفَرِ خَادِمُھُمْ فَمَنْ سَبَقَھُمْ بِخِدْمَۃٍ لَمْ یَسْبُقُوْہُ بِعَمَلٍ اِلَّا الشَّھَادَۃَ ☆ رَوَاہُ الْبَیْھَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَان (مشکوۃ باب آداب السفر)

ترجمہ :۔ حضرت سہل ابن سعدؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

marfat.com
Marfat.com

فرمایا کہ سفر میں قوم کا سردار اُن کا خادم ہوتا ہے۔ تو جو خدمت میں ان سے آگے بڑھ گیا۔ وہ لوگ کسی پر کسی عمل سے سبقت نہیں لے جا سکتے۔ سوائے شہادت کے۔

تشریح :- حدیث پاک کے راوی کا نام پہلے حزن (غم) تھا حضور نے اُن کا نام سہل (آسان) رکھا۔ آپ انصاری مدنی ہیں ۔خود بھی صحابی اور والد سعد بھی صحابی رضی اللہ عنہما حضور ﷺ کی وفات کے وقت آپ کی عمر سولہ (۱۶) سال تھی آپ کی وفات ۹۱ ھ میں ہوئی۔ آپ مدینہ پاک کے آخری صحابی ہیں آپ کی وفات پر مدینہ منورہ صحابہ سے خالی ہو گیا۔ (اشعۃ)

حدیث پاک کی دو شرحیں ہو سکتی ہیں ایک یہ کہ سفر میں اپنے ساتھی مسافروں کا امیر بنے۔ وہ ان کا حاکم نہ بنے بلکہ خادم بنے۔ اپنے آرام پر ساتھیوں کے آرام کو مقدم رکھے اور ان کی ضروریات پوری کرنے کی کوشش کرے۔ اس صورت میں یہ خبر بمعنی امر ہے۔ دوسرا یہ کہ سفر میں جو اپنے ساتھیوں کی خدمت کرے وہ اگرچہ بظاہر معمولی ہے مگر درحقیقت ان سب کا سردار ہے۔ شرف خدمت سے ہے نہ کہ فقط نام سے۔ یہاں مرقات نے لکھا ہے کہ ایک سفر میں حضرت عبداللہ مروزی کے ساتھ ابوعلی نے سفر کیا ۔حضرت عبداللہ امیر بنے تو آپ اکثر ابوعلی کا سامان بھی اپنی پشت پر اٹھاتے۔ بارش ہوئی تو ابوعلی پر کمبل تان کر کھڑے ہو گئے۔ پوچھا گیا کہ یہ کیا ؟ فرمایا امیرِ سفر کے یہی فرائضِ منصبی ہیں۔ یہ ہے اس حدیث پاک پر عمل کی مثال۔

marfat.com
Marfat.com

حدیث پاک کا مقصد یہ ہے کہ سفرِ جہاد وغیرہ میں جو شخص اپنے ساتھیوں کی خدمت کرتا رہے گا وہ ان سب نمازیوں وغیرہ سے بڑھ جائے گا- ان لوگوں کا کوئی عمل اس خدمت سے نہیں بڑھ سکتا مگر ان میں سے جو خدا کی راہ میں شہادت حاصل کر لے وہ شہادت اس خدمت سے بڑھ جائے گی- یہ فرمان عالی عقل کے بھی عین مطابق ہے کیونکہ اس سفر میں یہ خدمت کرنے والا نماز وغیرہ سارے کام دوسروں کی طرح کرے گا- مگر خدمت یہ کرے گا دوسرے نہ کرسکیں گے تو اس لحاظ سے اس کا عمل زیادہ ہوا لہذا اس کا درجہ وثواب بھی زیادہ ہونا چاہئے- (مرأت)

سیّد القوم خادمھم کا اصل مفہوم یہی ہے-

☆☆☆☆☆☆☆

حدیث نمبر :- ۸۴

مال غنیمت میں خیانت کی سزا

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ كَانَ عَلٰى ثَقَلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهٗ كِرْكِرَةُ فَمَاتَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ فِى النَّارِ فَذَهَبُوْا يَنْظُرُوْنَ فَوَجَدُوْا عَبَاءَةً قَدْ غَلَّهَا

marfat.com
Marfat.com

رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ (مشکوۃ باب قسمۃ الغنائم والغلول)

ترجمہ :- حضرت عبداللہ ابن عمرؓ روایت فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کے سامان پر ایک شخص تھا جسے کرکرہ کہا جاتا تھا- وہ مرگیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ آگ میں ہے تو لوگ تلاش کرنے لگے- ایک کمبل پایا جس کی اس نے خیانت کرلی تھی (بخاری)

تشریح :- ثقل ہر نفیس اور قیمتی سامان کو کہا جاتا ہے- کرکرہ نامی شخص کے ذمہ مالِ غنیمت کی حفاظت تھی- لیکن اس نے خیانت کی اور ایک کمبل چھپالیا - بعد مرنے کے یہ خیانت کیا ہوا کمبل اس کے عذاب کا سبب بن گیا- خیال رہے کہ تمام صحابہ عادل ہیں معصوم یا محفوظ نہیں- لیکن وہ اس دنیا میں توبہ تائب ہوکر گئے- حضور ﷺ کی نگاہِ عالی کے قربان کہ اِس جہان میں بیٹھ کر اُس جہان کی خبر دے رہے ہیں- حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں تم میں سے کسی کو نہ پاؤں کہ قیامت کے دن یوں آئے کہ اس کی گردن پر اونٹ بلبلاتا ہو عرض کرے یارسول اللہ ﷺ میری مدد فرماؤ - میں کہہ دوں کہ میں تیرے لئے کسی چیز کا مالک نہیں - میں تجھے تبلیغ کرچکا-

یہ فرمان عالی ڈرانے کے لئے ہے ورنہ حضور ﷺ کی شفاعت بڑے سے بڑے گنہگار مسلمانوں کو نصیب ہوگی- فرماتے ہیں ''شَفَاعَتِیْ لِاَھْلِ الْکَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِیْ'' ترجمہ :- میری شفاعت میری امت کے کبیرہ گناہ

marfat.com
Marfat.com

والوں کے لئے ہے۔

اور فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی خاص دعا قیامت میں شفاعت کرنے کے لئے چھپا رکھی ہے اور وہ دعا ہر مسلمان کو پہنچے گی جو ایمان پر مرے۔ خیال رہے خیانت وغلول کرنا سخت جرم ہے۔ یہ حقوق العباد ہے جو توبہ سے بھی معاف نہیں ہوتا لیکن حضور ﷺ کی شفاعت تو گنہگاروں کو بھی پہنچ کر رہے گی۔

دیکھی جو بیکسی تو انہیں رحم آ گیا
گھبرا کے ہو گئے وہ گنہگار کی طرف

(مرأت معہ اضافہ)

حافظ کہتے ہیں کہ۔

کہ مستحق کرامت گنہگار انند
(بخشش وکرامت کے مستحق تو گنہگار ہی ہیں)

☆☆☆☆☆☆

marfat.com
Marfat.com

حدیث نمبر :- ۸۵

چھری وغیرہ نہ ہو تو شکار کو ذبح کرنے کا حکم

عَنْ عَدِیِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَرَ أَیْتَ اَحَدُنَا اَصَابَ صَیْدًا اَوْ لَیْسَ مَعَہٗ سِکِّیْنٌ اَیَذْبَحُ بِالْمَرْوَۃِ وَ شِقَّۃِ الْعَصَا فَقَالَ اَمْرِرِالدَّمَ بِمَا شِئْتَ وَاذْکُرِ سْمَ اللّٰہِ ☆ رَوَاہُ اَبُوْ دَاؤُدَ وَالنَّسَائِیُّ

(مشکوٰۃ کتاب الصید والذبائح)

ترجمہ :- حضرت عدی بن حاتمؓ روایت فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ کیا حکم ہے کہ ہم میں سے کوئی شکار پائے اور اس کے پاس چھری نہ ہو تو کیا پتھر سے یا لاٹھی کی پھاڑی سے ذبح کردے۔ فرمایا جس چیز سے چاہو خون بہادو اور اللہ کا نام لے لو۔ (ابوداؤد ' نسائی)

تشریح :- مروہ سفید پتھر کو کہتے ہیں اس لئے ایک پہاڑ مکہ کا نام بھی مروہ ہے۔ اور پتھر سے مراد پتھر کا وہ ٹکڑا ہے جو دھاریدار ہو یوں ہی لاٹھی کے ٹکڑے سے مراد بانس کی دھاردار کھپچ ہے جس سے ذبح کیا جا سکتا ہے۔ امر کے معنی گزارنا اور بہانا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

چونکہ خون بہہ کر اپنی جگہ سے گزرتا ہے اس لئے خون بہانے کو امراء کہہ دیتے ہیں
بخاری و مسلم میں عدی بن حاتمؓ کی ایک اور روایت میں ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم اپنے سکھائے ہوئے کتے چھوڑتے ہیں۔ فرمایا جو تم پر روک لیں وہ کھالو۔ میں نے کہا اگرچہ قتل کر دیں۔ فرمایا اگرچہ قتل کر دیں۔ میں نے کہا ہم تیر سے مارتے ہیں فرمایا جو پھاڑ دے وہ کھالو اور جو چوڑائی میں لگے پھر قتل کر دے وہ موقوذہ ہے وہ نہ کھاؤ۔

یہاں کلب معلم (شکاری) وہ کتا ہے جو مالک کے چھوڑنے پر دوڑ جائے۔ واپسی کے اشارے پر واپس آجائے اور شکار میں سے کچھ نہ کھائے۔ اگر وہ جانور کو زخمی کر دے اور جانور مر جائے تو حلال ہے۔ اگر بغیر زخم کے مر گیا تو حرام ہے۔ بشرطیکہ جانور اس کے دانت سے زخمی ہو خون بہا ہو۔ اسی طرح تیر وسط کے لحاظ سے لاٹھی ہے۔ کنارہ کے لحاظ سے تیر ہے۔ لہٰذا اگر نوک کی طرف سے لگے تو حلال ہے اگر لاٹھی کی طرح درمیان سے لگے جس کے بوجھ سے شکار مر جائے تو وہ لاٹھی سے مارا ہوا ہے۔　　(مرأت)

<u>ذبح کرنے کے چند اہم مسائل :-</u>

۱۔ ذبح کرنے والا مسلمان ہو، عاقل ہو، چھوٹا بچہ جو ذبح کرنے پر قدرت و علم رکھتا ہو، اس کا ذبیحہ حلال ہے۔ عورت بھی ذبح کر سکتی ہے۔

۲۔ ذبح کے وقت بسم اللہ اللہ اکبر کہنا ضروری ہے۔ اگر بھول کر

Marfat.com

بسم اللہ رہ گئی تو جانور حلال قرار پائے گا۔

۳- پورا حلقوم ذبح کی جگہ ہے اور ذبح میں چار رگیں کاٹی جاتی ہیں۔

۴- ناخن اور دانت سے ذبح کرنا ممنوع ہے جبکہ چھپی اور دھاری دار پتھر وغیرہ سے ذبح درست ہے۔ کند چھری سے ذبح کرنا مکروہ ہے۔ (درِّ مختار)

۵- جو پالتو جانور بھاگ جائے پکڑا نہ جاسکے اسے شکار کی طرح بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر نیزہ' برچھا' چھری یا اسی قسم کی کوئی تیز دھار چیز تیر وغیرہ مار کر ہلاک کر دیا جائے تو اس کا کھانا جائز ہے۔ البتہ بندوق کی گولی اس کام کے لئے استعمال کی تو جانور حلال نہ ہوگا۔

(فیوض الباری شرح بخاری)

بندوق کی گولی سے مارے گئے جانور کے متعلق بھی بعض علماء نے اختلاف کیا ہے۔ ان کے نزدیک یہ بھی حلال ہے۔

☆☆☆☆☆

حدیث نمبر :- ۸۶

غیر مسلم کے برتن میں کھانے کا حکم

عَنْ اَبِیْ ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِیِّ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ

marfat.com
Marfat.com

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَا اَھْلُ سَفَرٍ نَمُرُّ بِالْیَھُوْدِ وَالنَّصَارٰی وَالْمَجُوْسِ فَلَا نَجِدُ غَیْرَ اٰنِیَتِھِمْ قَالَ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا غَیْرَھَا فَاغْسِلُوْھَا بِالْمَاۗءِ ثُمَّ کُلُوْ فِیْھَا وَاشْرَبُوْا ☆ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ

(مشکوٰۃ کتاب الصید والذبائح)

ترجمہ :- حضرت ابو ثعلبہ خشنیؓ روایت فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم لوگ سفر والے ہیں- یہودیوں ' عیسائیوں اور مجوسیوں پر گزرتے ہیں تو ان کے برتنوں کے سوا اور برتن نہیں پاتے- فرمایا اگر ان کے علاوہ نہ پاؤ تو انہیں پانی سے دھولو پھر اس میں کھاؤ پیو- (ترمذی)

تشریح :- حضرت ابو ثعلبہؓ نے عرض کی کہ میں اور قبیلہ والے لوگ اکثر سفر میں رہتے ہیں- اور ہم کو اکثر یہ واقعات پیش آتے ہیں جو عرض کر رہے ہیں- سرکار ﷺ کا یہ فرمان احتیاطی حکم ہے - چونکہ یہود و نصاریٰ اپنے برتنوں میں سؤر اور شراب استعمال کرتے ہیں- پھر با قاعدہ انہیں پاک نہیں کرتے- اس لئے اس احتیاط کا حکم دیا گیا- فتویٰ یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ بلکہ مشرکین کے برتن ان کے پکائے ہوئے کھانے پاک ہیں ' جب تک کہ ہم کو ان کے ناپاک ہونے کا علم نہ ہو- شریعت

Marfat.com

ظاہر پر ہے - آج انگریزی دوائیں' گھی اور بہت سی اقسام کے بسکٹ' چاکلیٹ وغیرہ غیرممالک سے بن کر آتی ہیں- مسلمان عموماً استعمال کرتے ہیں - یونہی ولایتی دودھ یا ولایتی ڈبوں کا گوشت یہ سب کچھ شرعاً پاک وحلال ہیں- کیونکہ ان کے ناپاک ہونے کی کوئی دلیل نہیں- تقویٰ یہ ہے کہ ان کے کھانے سے پرہیز کرے- یوں ہی دوسرے غیرمسلم ممالک کے کپڑے پاک ہیں ان کا دھونا لازم نہیں - حضرات صحابہ ؓ بلکہ حضور ﷺ نے کفار کے ہدیۃً بھیجے ہوئے کپڑے استعمال فرمائے- ان میں نمازیں پڑھیں- یہ سب فتویٰ ہے جبکہ یہاں تقویٰ کی تعلیم ہے اور یہ حکم استحبابی ہے- (مرأت)

☆☆☆☆☆

حدیث نمبر :- ۸۷

سرکہ بہت اچھا سالن ہے

عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَئَالَ اَھْلَہٗ لْاُدُمَ فَقَالُوْا مَا عِنْدَ نَا اِلَّا خَلٌّ فَدَعَا بِہٖ فَجَعَلَ یَاْکُلُ بِہٖ وَیَقُوْلُ نِعْمَ الْاِدَامُ الْخَلُّ نِعْمَ الْاِدَامُ

marfat.com
Marfat.com

الْخَلُّ ☆ رَوَاهُ مُسْلِمٌ (مشکوٰۃ کتاب الاطعمہ)

ترجمہ :- حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے گھر والوں سے سالن مانگا - انہوں نے عرض کیا ہمارے پاس سرکہ کے سوا کچھ نہیں - تو حضور ﷺ نے وہی منگایا - اسے کھانے لگے اور فرماتے تھے سرکہ اچھا سالن ہے - سرکہ اچھا سالن ہے - (مسلم)

تشریح :- سرکہ طبی لحاظ سے بہت مفید ہے سادہ وارزاں غذا ہے - حضراتِ انبیاء کرام نے عموماً سرکہ کھایا ہے - اس کے حدیث شریف میں بہت سے فضائل آئے ہیں - عرب میں عموماً کھجور کا سرکہ ہوتا ہے - ہمارے ہاں رس انگور کا سرکہ مشہور ہے - گنے کے رس کا سرکہ بہت استعمال ہوتا ہے - اس حدیث پاک کی بناء پر بعض فقہاء نے فرمایا کہ سرکہ بھی سالن ہے جو کوئی سالن نہ کھانے کی قسم کھائے وہ سرکہ کھانے سے حانث ہو جائے گا - یعنی اس پر قسم کا کفارہ ضروری ہو جائے گا - خیال رہے قسم کا مدار عرف پر بھی ہوتا ہے -

بخاری شریف میں حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میٹھی چیز اور شہد پسند فرماتے تھے - بلکہ ایک حدیث میں ہے کہ مومن میٹھا ہوتا ہے - مٹھائی پسند کرتا ہے - (مرقات)

مروجہ حلوہ سب سے پہلے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے بنایا اور حضور

marfat.com

Marfat.com

ﷺ خدمت میں پیش کیا۔ جس میں آٹا گھی اور شہد تھا۔ حضور ﷺ نے بہت پسند فرمایا اور فرمایا کہ فارسی لوگ اسے خبیص کہتے ہیں۔ (مرقات)

اب اصطلاح میں ہر میٹھی چیز پر حلوہ بولا جا سکتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆

حدیث نمبر :- ۸۸

عجوہ کھجور کے سات دانے کھانے کے فائدے

عَنْ سَعْدٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ تَصَبَّحَ بِسَبْعِ تَمَرَاتٍ عَجْوَةٍ لَمْ يَضُرَّهٗ ذٰلِكَ الْيَوْمَ سَمٌّ وَّ سِحْرٌ ☆ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

(مشکوۃ باب الاطعمۃ)

ترجمہ :- حضرت سعد رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ جو کوئی صبح سویرے سات عجوہ کھجوریں کھائے تو اسے اس دن زہر اور جادو نقصان نہیں دے گا۔ (بخاری و مسلم)

تشریح :- عجوہ مدینہ منورہ کے اعلیٰ قسم کے چھوہارے ہیں ان کا رنگ سیاہ ہوتا

marfat.com
Marfat.com

ہے اور ان پر کچھ قدرتی دھاریاں ہوتی ہیں- مدینہ منورہ کے علاقہ میں اس کے باغات ہیں- عوالیِ مدینہ میں ایک باغ میں عجوہ کے کچھ درخت خود حضور ﷺ نے لگائے تھے شاید اب ان کا نشان ختم ہو چکا ہو-

عجوہ کھجور واقعی یہ اثر رکھتی ہے کہ کھانے والا اس دن زہر اور جادو سے محفوظ رہتا ہے- لیکن شرط یہ ہے کہ عجوہ مدینہ منورہ کی ہو- (مرقات)

مسلم میں ایک دوسری روایت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مقامِ عالیہ کے عجوہ میں شفاء ہے اور وہ تریاق ہیں- شروع صبح کے وقت- یعنی مقامِ عالیہ کی عجوہ کھجوریں خصوصی طور پر دافعِ زہر ہیں عالیہ مقام اطراف مدینہ کا وہ حصہ ہے جو مسجد قبا کی طرف ہے- چونکہ یہ زمین کسی قدر اونچی ہے اس لئے اسے عالیہ کہا جاتا ہے- اس کی حد کم از کم تین میل تک ہے اور زیادہ سے زیادہ آٹھ میل تک- اس کے مقابل اطراف کو سانہ کہتے ہیں-

(اشعۃ لمعات)

اگر چہ عجوہ اور اطراف کی بھی تریاق ہیں مگر مقامِ عالیہ کی کھجوریں خصوصی طور پر تریاق ہیں- مگر چاہئے کہ صبح سویرے تڑکے کھائی جائیں- یہ فرمان بالکل برحق ہے- جڑی بوٹیوں میں اللہ تعالیٰ نے مختلف اثرات رکھے ہیں اسی طرح ان کھجوروں میں یہ اثر ہے- (مرأت)

حضرت شیخ محدث دہلویؒ اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں :-

marfat.com
Marfat.com

سات کا عدد مقرر کرنے کا علم سوائے شارح کے کوئی نہیں جانتا اور یہ علم سماع پر موقوف ہے۔ جو حضور ﷺ سے سنا گیا ہے۔ مثلاً نماز کی رکعات سجدہ ورکوع کی تسبیحات یا ذکر الٰہی ووظائف کے اعداد وشمار یہ سب حضور ﷺ کے سماع سے تعلق رکھتے ہیں۔ پھر ان میں کمی بیشی ہو تو فائدہ ونقصان ہونا بھی اسی قبیل کے متعلق ہے جن کے باطن نورِ ایمان سے منور نہیں وہ ایسے امور میں حیرانی وسرگردانی میں بھٹکتے رہتے ہیں۔ ہاں بعض اکمل اولیاء وعلماءِ راسخین الہام اور استنباط صحیح سے رد وبدل کر سکتے ہیں

☆☆☆☆☆☆

حدیث نمبر :- ۸۹

کھانے کے بعد اور پہلے ہاتھ دھونے کے فوائد

عَنْ سَلْمَانَ قَالَ قَرَأْتُ فِی التَّوْرٰةِ اِنَّ بَرَکَةَ الطَّعَامِ الْوُضُوْءِ بَعْدَہٗ فَذَکَرْتُ ذٰلِکَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَرَکَۃُ الطَّعَامِ الْوُضُوْءُ قَبْلَہٗ وَالْوُضُوْءُ بَعْدَہٗ ☆ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَ اَبُوْدَاؤُدَ

(مشکوٰۃ باب الاطعمۃ)

marfat.com
Marfat.com

ترجمہ :- حضرت سلمان رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ میں نے تورات میں پڑھا کہ کھانے کی برکت وضو کرنا ہے کھانے کے بعد- تو میں نے اس بات کا نبی کریم ﷺ سے ذکر کیا- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کھانے کی برکت کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد وضو کرنا ہے- (ترمذی ' ابوداؤد)

تشریح :- حضرت سلمانؓ نے مسلمان ہونے سے پہلے یہ تورات میں پڑھا تھا- خیال رہے یہاں وضو لغوی معنیٰ میں ہے- جس کے معنیٰ ہیں صفائی ' اچھائی - لہٰذا اس کا مطلب یہ ہے کہ ہاتھ منہ کی صفائی کرنا یعنی ہاتھ دھونا اور کلی کرنا - حضرت سلمانؓ نے پوچھنے کے لئے عرض کیا کہ تورات میں اس طرح حکم تھا- کیا اب اسلام میں بھی یہی حکم ہے یا دیگر احکام کی طرح منسوخ ہوگیا ہے ؟ حضور ﷺ نے فرمایا تورات شریف میں دو بار ہاتھ دھونے ' کلی کرنے کا حکم تھا- کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد- مگر یہود نے ایک حکم ختم کر کے مٹا کر دوسرا جو کھانے کے بعد کا ہے وہ برقرار رکھا-

ہاتھ دھونے اور کلی کرنے کی ترغیب اس لئے ہے کہ چونکہ عموماً کام کاج کی وجہ سے ہاتھ میلے ' دانت میلے ہو جاتے ہیں اور کھانا کھانے سے ہاتھ منہ چکنے ہو جاتے ہیں- لہٰذا دونوں وقت یہ صفائی کرنی چاہئے- کھانا کھا کر کلی کرنے والا شخص انشاء اللہ پائیوریا سے محفوظ رہتا ہے اور وضو میں مسواک کرنے کا عادی دانتوں اور معدے کی

marfat.com
Marfat.com

بیماریوں سے بچا رہتا ہے- بلکہ دانتوں کی صفائی سے نظر بھی اچھی رہتی ہے- کھانا کھانے کے فوراً بعد پیشاب کر لینے کی عادت ڈالو- اس سے گردہ ومثانہ کے امراض سے حفاظت ہے- یہ عمل بہت مجرب ہے- (مرأت معہ اضافہ)

☆☆☆☆☆☆

حدیث نمبر :- ۹۰

کھانے کے بعد برتن کو صاف کرنا

عَنْ نُبَیْشَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَکَلَ فِیْ قَصْعَةٍ ثُمَّ لَحِسَهَا تَقُوْلُ لَهُ الْقَصْعَةُ اَعْتَقَکَ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ کَمَا اَعْتَقْتَنِیْ مِنَ الشَّیْطَانِ ☆ رَوَاهُ رَزِیْنٌ (مشکوٰۃ باب الاطعمۃ)

ترجمہ :- حضرت نبیشہؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو پیالہ میں کھائے پھر اسے چاٹ لے تو پیالہ اس سے کہتا ہے کہ تجھے اللہ آگ سے آزاد کرے جیسے تو نے مجھے شیطان سے آزاد کرایا- (رزین)

marfat.com
Marfat.com

تشریح :- حدیث پاک سے ظاہر ہوا کہ پیالہ اپنی زبان میں یہ الفاظ رکھتا ہے صرف زبانِ حال مراد نہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ سالن لگا ہوا برتن اگر بغیر صاف کئے ہوئے پڑا رہے تو اس سے شیطان چاٹتا ہے۔ بعض نے فرمایا کہ کہنے سے مراد زبانِ حال سے کہنا ہے اور شیطان کے چاٹنے سے مراد بلی کتے کا چاٹنا ہے۔ کیونکہ سالن لگے ہوئے برتن کو بلی کتے چاٹتے ہیں اس سے برتن کی توہین ہوتی ہے اور جانوروں کے جراثیم انسانوں تک پہنچنے کا خطرہ ہوتا ہے۔

احمد ، ترمذی ، ابن ماجہ اور دارمی میں حضرت بنیشہؓ ہی سے ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو کسی پیالہ میں کھائے پھر اسے چاٹ لے تو پیالہ اس کے لئے دعائے مغفرت کرتا ہے۔ واقعی پیالہ ایسے کھانے والے کے لئے دعا کرتا ہے کیونکہ اس میں برتن کی صفائی ہے اور کھانے کا ادب ہے۔ کھانے کو بربادی سے بچاتا ہے۔ غرضیکہ برتن چاٹنے میں بہت ہی حکمتیں ہیں۔ بعض لوگ روٹی کے گرے ہوئے چھوٹے ٹکڑے اٹھالیتے ہیں اس میں بھی کھانے کا ادب ہے۔

خیال رہے حدیث پاک میں لفظ لَحِسَهَا سے مراد زبان سے چاٹنا نہیں بلکہ لقموں کے ساتھ برتن کو کھانا کھاتے وقت صاف کرنا مراد ہے۔

(مرآت مع اضافہ)

☆☆☆☆☆☆☆

marfat.com

Marfat.com

حدیث نمبر :- ۹۱

مہمان نوازی اور ہمسائے کے لئے فرمانِ نبوی ﷺ

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُکْرِمْ ضَیْفَهٗ وَمَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا یُؤْذِ جَارَهٗ وَمَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیَقُلْ خَیْرًا اَوْ لِیَصْمِتْ وَفِیْ رِوَایَةٍ بَدْلَ الْجَارِ وَمَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیَصِلْ رَحِمَهٗ ☆

مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ (مشکوٰۃ باب الضیافت)

ترجمہ :- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے مہمان کا احترام کرے اور جو اللہ تعالیٰ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے ہمسائے کو نہ ستائے اور جو خدا اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو وہ اچھی بات کہے یا پھر خاموش رہے۔ اور ایک روایت میں پڑوسی کی بجائے اس طرح ہے کہ جو اللہ تعالیٰ اور قیامت پر ایمان

marfat.com
Marfat.com

رکھتا ہو وہ صلہ رحمی (رشتہ داروں سے اچھا سلوک) کرے۔ (مسلم و بخاری)

تشریح :- لفظ ضَیف کا معنیٰ ہے مائل ہونا۔ اصطلاح میں مہمان اور دعوت دونوں کے لئے یہ لفظ استعمال ہوتا ہے۔ مہمان یعنی کھانے والا اور میزبان یعنی کھلانے والا دونوں کے لئے کچھ آداب مقرر ہیں۔ بہتر ہے دونوں آداب اور احکام کا خیال رکھیں۔ بعض دفعہ دعوت قبول کرنا سنت اور بعض دفعہ مباح اور بعض دفعہ مکروہ ہے۔ مہمان کا احترام یہ ہے کہ اسے خندہ پیشانی سے (خوش ہوکر) ملے کھانے اور دوسری خدمات کا انتظام کرے۔ حتی الامکان اپنے ہاتھ سے خدمت کرے۔ بعض لوگ خود مہمان کے آگے دستر خوان بچھاتے' اس کے ہاتھ دھلاتے ہیں بعض مہمان کے لئے بقدرِ طاقت اچھا کھانا پکاتے ہیں۔ یہ اسی حدیث پر عمل ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مہمان کی خاطر تواضع کرنا ایمان کا تقاضا ہے۔ مہمان کی خاطر مومن کی علامت ہے۔ پہلے دن مہمان کے لئے کھانے میں تکلف پھر دو دن درمیانہ کھانا پیش کرنا چاہیے۔ تین دن تک مہمانی ہوتی ہے بعد میں صدقہ ہے۔ (مرقات)

پڑوسی کے بہت حقوق ہیں کوئی بھی ایسا کام مت کرو جو اس کے لئے تکلیف کا باعث بنے۔ حضور ﷺ نے فرمایا پڑوسی کے گیارہ حقوق ہیں۔

۱۔ جب پڑوسی کو تمہاری مدد کی ضرورت ہو تو اس کی مدد کرو۔

۲۔ اگر معمولی قرض مانگے تو دے دو۔

marfat.com

Marfat.com

۳-اگر وہ غریب ہو تو اس کا خیال رکھو-

۴- بیمار ہو تو مزاج پرسی بلکہ ضرورت پر تیمارداری کرو-

۵-مرجائے تو جنازے کے ساتھ جاؤ-

۶-اس کی خوشی میں خوشی کے ساتھ شریک رہو-

۷-اس کے غم و مصیبت میں ہمدردی کے ساتھ شریک رہو-

۸- اس کی اجازت کے بغیر اپنا مکان اتنا اونچا نہ بنائے کہ اس کے لئے ہوا رک جائے-

۹- گھر میں پھل وغیرہ آئے تو اسے ہدیہ بھیجو اگر نہ بھیج سکو تو خفیہ رکھو تمہارے بچے اس کے بچوں کے سامنے نہ کھائیں-

۱۰- اپنے گھر کے دھوئیں سے اسے تکلیف نہ دو-

۱۱- اپنے گھر کی چھت پر ایسے نہ چڑھو کہ اس کی بے پردگی ہو-

خدا کی قسم پڑوسی کے حقوق وہی ادا کر سکتا ہے جس پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے-(مرقات)

کہا جاتا ہے کہ ہمسایہ اور ماں جایا برابر ہونے چاہئیں-افسوس ہم یہ باتیں بھول گئے-قرآن پاک نے پڑوسی سے رشتہ دار ہو یا بیگانہ اچھا سلوک کرنے کی تاکید فرمائی ہے-اللہ تعالیٰ ہمیں پڑوسی کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے- حدیث پاک میں تیسری چیز اچھی بات کہنا یا پھر خاموشی ہے مشہور مقولہ ہے کہ جو چپ رہا وہ سلامت رہا' جو سلامت رہا وہ نجات پا گیا-اچھی بات کہنے سے مراد ہر اچھی بات

marfat.com
Marfat.com

ہے خواہ وہ واجب ہو یا فرض سنّت مستحب یا ہر مباح بات ہے۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ جائز بات بھی زیادہ نہ کرے تاکہ ناجائز بات میں پھنس نہ جائے۔ تجربہ ہے کہ زیادہ بولنے سے اکثر ناجائز باتیں منہ سے نکل جاتی ہیں۔ پچانوے فی صد (95%) گناہ زبان سے ہوتے ہیں اور پانچ فی صد دوسرے اعضاء سے۔ مطلب یہ ہے کہ کامل مومن وہ ہے جو بھلی بات منہ سے نکالے ورنہ خاموش رہے۔ بات ہی ایمان ہے بات ہی کفر، بات ہی مقبول اور بات ہی مردود۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص دو جبڑوں کے درمیان والی چیزوں (زبان اور شرم گاہ) کی ضمانت دے تو میں اسے جنت کی ضمانت دوں گا۔

صلہ رحمی کا مطلب ہے کہ اپنے ذی رحم قرابتداروں کے حقوق ادا کرے۔ ذی رحم وہ رشتہ ہے جس کا رشتہ ہم سے نسبی ہو۔ محرم وہ ہے جس سے نکاح کرنا حرام ہو۔ لہٰذا داماد محرم ہے ذی رحم نہیں اور چچازاد بھائی ذی رحم ہے محرم نہیں۔ سگا بھائی بھتیجا ذی رحم بھی ہے اور محرم بھی۔ یہاں ذی رحم رشتہ دار مراد ہیں محرم ہوں یا نہ ہوں۔ اگرچہ ساس، سُسر اور بیوی کے حقوق بھی ادا کرنا ضروری ہے۔ مگر ان کو صلہ رحمی نہیں کہتے۔ (مرأت)

☆☆☆☆☆☆

marfat.com
Marfat.com

حدیث نمبر :- ۹۲

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ابوبکر صدیقؓ اور عمر فاروقؓ کے ساتھ مل کر ایک صحابی کے گھر مہمان بن جانا

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ یَوْمٍ اَوْ لَیْلَةٍ فَاِذَا هُوَ بِاَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ فَقَالَ مَا اَخْرَجَکُمَا مِنْ بُیُوْتِکُمَا هٰذِهِ السَّاعَةَ قَالَ الْجُوْعُ قَالَ وَاَنَا وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَاَخْرَجَنِیْ الَّذِیْ اَخْرَجَکُمَا قُوْمُوْا فَقَامُوْا مَعَهٗ فَاَتٰی رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ فَاِذَا هُوَ لَیْسَ فِیْ بَیْتِهٖ فَلَمَّا رَاَتْهُ الْمَرْاَةُ قَالَتْ مَرْحَبًا وَّاَهْلًا فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَیْنَ فُلَانٌ قَالَتْ ذَهَبَ یَسْتَعْذِبُ لَنَا مِنَ الْمَآءِ اِذْجَآءَ الْاَنْصَارِیُّ فَنَظَرَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَصَاحِبَیْهِ ثُمَّ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ مَا

marfat.com
Marfat.com

اَحَدٌ اَلْیَوْمَ اَکْرَمَ اَضْیَافًا مِّنِّیْ فَانْطَلَقَ فَجَاءَهُمْ بِعِذْقٍ فِیْهِ بُسْرٌ وَّ تَمْرٌ وَّ رُطَبٌ فَقَالَ کُلُوْا مِنْ هٰذِهٖ وَ اَخَذَ الْمُدْیَةَ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِیَّاكَ وَالْحَلُوْبَ فَذَبَحَ لَهُمْ فَاَکَلُوْا مِنَ الشَّاةِ وَ مِنْ ذٰلِكَ الْعِذْقِ وَ شَرِبُوْا فَلَمَّا اَنْ شَبِعُوْا وَرَوُوْا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِاَبِیْ بَکْرٍ وَّ عُمَرَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَتُسْئَلُنَّ عَنْ هٰذَا النَّعِیْمِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَخْرَجَکُمْ مِّنْ بُیُوْتِکُمُ الْجُوْعُ ثُمَّ لَمْ تَرْجِعُوْا حَتّٰی اَصَابَکُمْ هٰذَا النَّعِیْمُ ☆ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

(مشکوۃ باب الضیافت)

ترجمہ :- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن یا ایک رات باہر تشریف لائے تو اچانک ابو بکرؓ و عمرؓ تھے فرمایا اس وقت تم دونوں کو اپنے گھروں سے کس چیز نے نکالا - عرض کیا بھوک نے - فرمایا اس کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے مجھے بھی اس نے نکالا - جس نے تم کو نکالا - اٹھو چنانچہ وہ حضور ﷺ کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے ایک انصاری صاحب کے ہاں گئے

marfat.com
Marfat.com

تو وہ اپنے گھر میں نہ تھے - جب حضور کو ان کی بیوی نے دیکھا تو بولیں خوش آمدید - ان سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فلاں کہاں ہیں ؟ بولیں ہمارے لئے میٹھا پانی لینے گئے ہیں - اتنے میں انصاری صاحب آ گئے - انہوں نے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کو دیکھا ' بولے اللہ کا شکر ہے آج مجھ سے بہتر مہمانوں والا کوئی نہیں - پھر وہ چلے تو ان کی خدمت میں ایک بڑا خوشہ لائے جس میں کچے خشک وتر چھوہارے تھے - عرض کیا اسے کھایئے اور خود چھری لی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دودھ والی سے بچنا - پھر انہوں نے ان حضرات کے لئے بکری ذبح کی - ان صاحبوں نے بکری اور اس خوشہ سے کھایا ' پانی پیا - پھر جب سیر ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے جناب ابوبکرؓ وعمرؓ سے فرمایا اس کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے تم سے ان نعمتوں کے متعلق پوچھا جائے گا قیامت کے دن - کہ تم کو تمہارے گھروں سے بھوک نے نکالا تم واپس نہ ہوئے حتیٰ کہ تم کو یہ نعمتیں مل گئیں - (مسلم)

تشریح :- ان تینوں حضرات کا اپنے گھروں سے نکلنا نہ تو کسی سے کچھ مانگنے کے لئے تھا نہ کہیں دعوت میں جانے کے لئے - بلکہ وجہ یہ تھی کہ سخت بھوک میں کسی عبادت میں دل نہیں لگا کرتا ایسی حالت میں عبادت کرنا اسی طرح ممنوع ہے جیسے پیشاب پاخانہ کی سخت حاجت کے وقت عبادت مکروہ ہے - اس لئے یہ حضرات اپنی عبادات ' نوافل ترک کر کے دل بہلانے باہر آ گئے - (مرقات)

marfat.com
Marfat.com

حضرت ابوبکرؓ وحضرت عمرؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ہم بھی بھوک کی وجہ سے اس وقت باہر آئے ہیں۔ معلوم ہوا کہ اپنی تکلیف دوسرے پر ظاہر کرنا جبکہ ناشکری یا گھبراہٹ کے اظہار یا بے صبری کے لئے نہ ہو جائز ہے۔ (مرقات)

ان دونوں صحابہؓ کا حضور ﷺ کی خدمت میں بھوک کی شکایت کرنا ایسا ہے جیسے اولاد کا ماں باپ سے بھوک کی شکایت کرنا اور حضور انور ﷺ کا یہ فرمان ان بزرگوں کی تسکین اور صبر کے لئے ہے۔ یعنی دیکھو ہم کو بھی بھوک ہے مگر صبر بھی ہے۔ خیال رہے ان حضرات کا اس موقعہ پر کمانے کے لئے نہ جانا حتیٰ کہ بھوک نے پریشان کر دیا۔ دینی کام میں زیادہ مشغولیت کی وجہ سے تھا جو کمائی سے زیادہ اہم تھا۔ ورنہ وہ دونوں حضرات معاش کے لئے کچھ نہ کچھ کرتے رہتے تھے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ یہ حضرات حضور ﷺ کا دیدار کر کے سیر ہو جاتے تھے۔ ان کی بھوک جاتی رہتی تھی۔ جیسے قحط کے زمانہ میں مصری لوگ جمال یوسفی دیکھ کر سیر ہو جاتے تھے۔ (اشعۃ)

میزبان خوش نصیب صحابی حضرت مالک ابن تیہانؓ ہیں کنیت ابوالہیثم، انصاری ہیں جو بڑے وسیع باغ بہت سی بکریوں کے مالک تھے۔ چونکہ اس مہمانی میں حضور ﷺ اصل مہمان تھے یہ دونوں حضرات حضور ﷺ کے تابع تھے۔ اہلِ عرب مہمان کو دیکھ کر مَرحَبًا وَ اَھلًا کہتے ہیں۔ جیسا انگریزی میں (Wel Come) فارسی میں خوش آمدید کہتے ہیں۔ حضور ﷺ نے پوچھا کہ تمہارا خاوند

marfat.com
Marfat.com

کہاں ہے -معلوم ہوا کہ کبھی اپنے دوست یا خادم کے گھر خود مہمان بن جانا بھی جائز ہے-مہمان کے لئے صاحبِ خانہ کا بلانا ضروری نہیں- یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر مالک مکان گھر میں نہ ہو تو اس کے بال بچوں کے پاس انتظار کے لئے بات چیت کرنا درست ہے بشرطیکہ ضرورتا ہو اور بغیر علیحدگی کے ہو- اس بی بی صاحبہ نے عرض کی کہ ہمارے باغ میں پانی تو ہے مگر قدرے کھاری ہے کچھ فاصلے پر میٹھے پانی کا کنواں ہے وہاں سے پینے کے لئے میٹھا پانی لینے گئے ہیں- شمائلِ ترمذی میں ہے کہ یہ بات ہو رہی تھی کہ مالک ابن تیہانؓ آ گئے- پانی کا برتن زمین پر رکھ کر حضورﷺ سے لپٹ گئے- میرے ماں باپ آپ پر فدا-

ز شان و شوکتِ سلطان نہ گشت چیزے کم
ز التفات بہ مہماں سرائے مسکینے
کلاہِ گوشۂ مسکین بہ آفتاب رسید
کہ سایہ بر سرش افگند چوں تو سلطانے

ترجمہ:- بادشاہ کی شان وشوکت کسی مسکین کے غریب خانہ میں تشریف لانے سے کم نہیں ہوتی - ہاں البتہ مسکین کا طرۂ فخر آسمان تک جا پہنچتا ہے کہ ایسے عظیم المرتبت مہمان میرے گھر تشریف لائے-

پیرانِ کلیر علی احمدؒ صابر فرماتے ہیں-

marfat.com
Marfat.com

امروز شاہِ شاہاں مہمان شد است مارا
جبریل با ملائک درباں شد است ما را

ترجمہ :- آج شاہوں کے شاہ ہمارے مہمان ہیں - جبرائیلؑ فرشتوں کو لے کر دربانی کرر ہے ہیں-

دیکھو حضرت مالکؓ کی عظمت کا ظہور ہے کہ سبحان اللہ حضور ﷺ نے ان کے گھر کو اپنا گھر تصوّر فرما کر وہاں تشریف فرما ہوئے -حضرت مالکؓ بیعت عقبہ اولیٰ میں شریک ہوئے 'بارہ نقیبوں میں آپ بھی تھے-بدر ,احد تمام غزوات میں شریک رہے-حضرت مالکؓ گویا عرض کرر ہے ہیں کہ آج معراج کا دولہا عرشِ اعظم کا مہمان میرے گھر کیسے کرم فرما ہوگیا- میں اپنے مقدر پر جس قدر ناز کروں کم ہے-آج میرا باغ رشکِ خُلدِ بریں بلکہ رشکِ عرشِ بریں ہے-

مولانا گرامی کہتے ہیں-

شبے در خانۂ من آں امام الانبیاء آمد
قضا گیرد رکابش را قدر گیرد عنانش را

ترجمہ :- رات کو میرے گھر وہ انبیاء کے سرتاج تشریف لائے -کیا دیکھتا ہوں کہ قضا وقدر دونوں ایک رکاب پکڑے کھڑی تھی اور دوسری باگ تھامے تھی-

فوراً چادر بچھائی بڑا سا خوشۂ کھجور حاضر کیا-بعض روایات میں ہے کہ حضور

marfat.com
Marfat.com

ﷺ نے فرمایا صرف رطب (تر) کھجوریں ہی کیوں نہ لائے عرض کیا کہ میں ہر قسم کی کھجوریں حاضر لایا ہوں تا کہ جو پسند ہوں وہ ملاحظہ فرمائیں۔ حضور ﷺ نے حضرت مالکؓ سے فرمایا کہ دودھ والی بکری ذبح نہ کرنا بعض بزرگ دودھ والی گائے ' بکری اور بھینس کی قربانی نہیں کرتے۔ ان کا ماخذ یہ حدیث ہے۔ اگرچہ فرمان عالی بطور مشورہ تھا۔ مگر حضورﷺ کے مشورہ پر عمل بھی بہت ہی اچھا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مہمان کو پہلے کچھ پھل کھلانا پھر کھانا پیش کرنا سنتِ صحابی ہے کھانے کے بعد پھل پیش کرنا بھی سنت ہے۔ بلکہ صاحبِ مرقات یہاں فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے دوبارہ کھجوریں کھائیں۔ کھانے سے پہلے بھی اور کھانے کے بعد بھی۔ نووی نے فرمایا کہ پیٹ بھر کھانا پینا جائز ہے۔ جہاں اس کی ممانعت آئی ہے وہاں ہمیشہ پیٹ بھر کر کھانا مراد ہے۔

حضور ﷺ نے ابوبکرؓ و عمرؓ سے فرمایا کہ تم نے ان نعمتوں کا شکریہ ادا کیا کہ اللہ تعالیٰ نے بھوک و پیاس کی حالت میں ایسی نعمتیں عطا فرمائیں۔ اشارتاً معلوم ہوا کہ قیامت میں حضورﷺ سے حساب نہ لیا جائے گا کہ حضور ﷺ کا ہر عمل تعلیم و تبلیغ کے لئے تھا۔ آپ ؐ کا حساب نہیں بلکہ اجر و ثواب بے حساب عطا ہوگا۔ فرمایا قیامت میں تم سے یہ سوال ہوگا کہ تم نے ان نعمتوں کا شکریہ ادا کیا یا نہیں۔ اگر کیا تو وہ کیا تھا یا اس کا مطلب یہ ہے کہ تم سے سوال یہ ہوگا کہ ہماری فلاں فلاں نعمتیں تم نے کھائیں یا نہیں۔

marfat.com
Marfat.com

اس حدیث کا تتمہ دوسری روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے ابوالہیثم (حضرت مالکؓ) سے فرمایا کہ جب ہمارے پاس غلام آئیں تو تم آنا ہم تمہیں ایک غلام عطا فرمائیں گے- کچھ روز بعد دو غلام حضور ﷺ کی بارگاہ میں لائے گئے اور ابوالہیثم حاضر بارگاہ ہوئے- حضور ﷺ نے فرمایا ان میں سے ایک لے لو- عرض کیا حضور آپ ہی انتخاب فرما کر ایک عطا فرما دیں- فرمایا یہ لے لو- یہ نمازی ہے اس سے برتاؤ اچھا کرنا- چنانچہ آپ اس غلام کو گھر لائے اور اسے آزاد کر دیا-

(مرأت)

☆☆☆☆☆☆

حدیث نمبر :- ۹۳

اپنے ساتھیوں کے ساتھ کھانے کے آداب

عَنْ اِبْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا وُضِعَتِ الْمَائِدَةُ فَلَا يَقُوْمُ رَجُلٌ حَتّٰى يُرْفَعَ الْمَائِدَةُ وَلَا يَرْفَعُ يَدَهُ وَاِنْ شَبِعَ حَتّٰى يَفْرُغَ الْقَوْمُ وَلْيُعْذِرْ فَاِنَّ ذٰلِكَ يُخْجِلُ جَلِيْسَهُ فَيَقْبِضُ يَدَهُ وَعَسٰى اَنْ يَكُوْنَ لَهُ فِى الطَّعَامِ حَاجَةٌ ☆

Marfat.com

رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَان

(مشکوٰۃ باب الضیافت)

ترجمہ :- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب دستر خوان رکھا جائے تو کوئی شخص نہ اٹھے۔ یہاں تک کہ دستر خوان اٹھا لیا جائے اور کوئی اپنا ہاتھ نہ اٹھائے۔ اگر چہ سیر ہو جائے حتیٰ کہ قوم فارغ ہو جائے اور معذرت کر دے کیونکہ یہ کام اپنے ساتھی کو شرمندہ کرے گا۔ کیونکہ وہ بھی اپنا ہاتھ سمیٹ لے گا۔ ممکن ہے کہ ابھی اسے کھانے کی ضرورت ہو۔

(ابن ماجہ، بیہقی شعب الایمان)

تشریح :- اگر کوئی شخص جماعت کے ساتھ کھانا کھائے اور خود جلد کھا چکے اور دوسرے لوگ ابھی کھا رہے ہوں تو نہ ہی وہ دستر خوان سے اٹھے اور نہ ہی کھانے سے ہاتھ سمیٹے بلکہ چھوٹے لقمے وقفہ سے کھاتا رہے۔ تاکہ دوسرے لوگ بھی اپنا پیٹ بھر سکیں۔ اگر کھا کر جلدی جانا ہو تو باقی کھانے والے ساتھیوں سے کہہ دیں کہ مجھے جلدی ہے معذرت خواہ ہوں۔ آپ حضرات کھاتے رہیں۔ بعض صوفیاء اپنے خادموں کے ساتھ کھانا کھاتے ہیں مگر جلد کھا چکنے کے بعد فرما دیتے ہیں کہ تم لوگ کھاتے رہو۔ مجھے کچھ عذر ہے یہ عمل اس حدیث کی تفسیر ہے۔

حدیث پاک میں کس قدر حکمت کا بیان ہے کہ اگر تم دستر خوان سے اٹھ

marfat.com
Marfat.com

کھڑے ہوئے تو تمہارے ساتھی شرم کی وجہ سے بغیر فراغت ہی اٹھ کھڑے ہوں گے اور بھوکے رہ جائیں گے۔ اس لئے ان کا لحاظ کرتے ہوئے ابھی ٹھہرو کچھ کھاتے جاؤ

امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ جو شخص تھوڑا کھاتا ہو اور وہ اگر جماعت کے ساتھ کھانا کھائے تو اسے چاہئے کہ کھانا کچھ دیر کے بعد شروع کرے اور چھوٹے چھوٹے لقمے اٹھائے اور وقفے وقفے سے اٹھائے۔ مگر کھانا سب کے ساتھ ختم کرے تاکہ سب لوگ سیر ہو کر کھانا کھالیں۔ (مرقات، مرأت معہ اضافہ)

☆☆☆☆☆☆☆

حدیث نمبر :- ۹۴

لکڑی کا وہ پیالہ جس میں حضور ﷺ پانی پیتے

عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَقَدْ سَقَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَدَحِيْ هٰذَا لشَّرَابَ كُلَّهُ الْعَسَلَ وَالنَّبِيْذَ وَالْمَآءَ وَاللَّبَنِ ☆ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

(مشکوٰۃ باب النقیع والانبذۃ)

ترجمہ :- حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو

marfat.com
Marfat.com

اپنے اس پیالہ سے ہر قسم کے شربت پلائے -شہد ، نبیذ ، پانی اور دودھ -

تشریح :- لکڑی کا پیالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھا -آپ نے لوگوں کو دکھا کر فرمایا کہ اس پیالہ سے میں نے حضور ﷺ کو بہت سی قسم کے شربت اور دودھ پلایا ہے یعنی یہ پیالہ بڑا ہی متبرک ہے کہ اسے حضور انور ﷺ کے ہاتھ اور لب بار ہا لگے ہیں-آپ نے بصرہ میں لوگوں کو اس پیالہ کی زیارت کرا کے یہ فرمایا- پھر یہ پیالہ حضرت انسؓ کی اولاد کے پاس بطور تبرک رہا- پھر نضر ابن انس کی اولاد سے آٹھ لاکھ روپیہ کے بدلہ خریدا گیا- (مرقات)

یہاں اشعتہ میں ہے کہ امام بخاری نے اس پیالہ کی بصرہ میں زیارت کی اور اس سے پانی پیا-معلوم ہوا کہ حضرات صحابہؓ حضور ﷺ کے استعمال شدہ برتنوں کو برکت کے لئے اپنے پاس رکھتے تھے اور لوگوں کو زیارت کراتے تھے- آنکھ والے ان چیزوں کی قدر جانتے ہیں- حضرت کبشہ نے مشکیزے کا وہ چمڑا کاٹ کر رکھ لیا تھا جس سے حضور انور ﷺ نے پانی پیا تھا-مثنوی میں ہے کہ حضرت جابرؓ کے گھر وہ کپڑے کا دستر خوان تھا جس سے حضور ﷺ نے ہاتھ منہ پونچھے (صاف کئے) تھے- جب وہ میلا ہو جاتا تھا تو اسے آگ میں ڈال دیتے تھے میل جل جاتا تھا اور کپڑا محفوظ رہتا تھا-

مولانا فرماتے ہیں-

marfat.com
Marfat.com

قوم گفتند اے صحابی عزیز
چوں منہ سوزید و منقی گشت نیز

گفت روزے مصطفیٰ دست و دہاں
بس بمالید اندریں دستار خواں

اے دل ترسندہ از نار و عذاب
با چنیں دست و دہاں کن اقتراب

ترجمہ :- قوم نے پوچھا کہ اے بزرگ صحابی اس دسترخوان کو آگ کیوں نہیں جلاتی الٹا صاف کر دیتی ہے-تو انہوں نے فرمایا کہ میری دعوت پر کھانے کے بعد حضور ﷺ نے اپنے پاک ہاتھ اور منہ مبارک اس دسترخوان سے صاف کئے تھے اور آج تک یہ آگ سے محفوظ ہے -مولانا فرماتے ہیں کہ اے عذابِ جہنم سے خوف کھانے والے ایسے دست و دہاں سے قرب پیدا کر تا کہ تجھے بھی آگ نہ جلائے-

خیال رہے نبیذ کھجوروں یا کشمش سے تیار ہوتا تھا شام کو کھجوریں یا کشمش دودھ یا پانی میں بھگو دی جاتی تھیں اور صبح کو کھا لیا جاتا تھا-

علامہ سیّد محمود رضوی فیوض الباری میں فرماتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ حضور ﷺ کے آثار اور ان چیزوں کو متبرک سمجھتے تھے جنہیں حضور اقدس ﷺ سے نسبت ہو جائے اور یہ بات ایسی عام اور مشہور تھی کہ نو عمر بچے بھی اس کو مانتے اور جانتے تھے

marfat.com
Marfat.com

☆☆☆☆☆☆

حدیث نمبر :- ۹۵

رات کی گھڑیوں میں شیطان کا غلبہ

اور بچوں کی حفاظت

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ جُنْحُ اللَّيْلِ اَوْ اَمْسَيْتُمْ فَكُفُّوْا صِبْيَانَكُمْ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْتَشِرُ حِيْنَئِذٍ فَاِذَا ذَهَبَ سَاعَةٌ مِّنَ اللَّيْلِ فَخَلُّوْهُمْ وَاَغْلِقُوْا الْاَبْوَابَ وَاذْكُرُوْا اسْمَ اللّٰهِ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَفْتَحُ بَابًا مُّغْلَقًا وَاَوْكُوْا قِرَبَكُمْ وَاذْكُرُوْا اسْمَ اللّٰهِ وَخَمِّرُوْا اٰنِيَتَكُمْ وَاذْكُرُوْا اسْمَ اللّٰهِ وَلَوْ اَنْ تَعْرِضُوْا عَلَيْهِ شَيْئًا وَاَطْفِئُوْا مَصَابِيْحَكُمْ ☆ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

(مشکوۃ باب تغطیۃ الاوانی وغیرھا)

marfat.com
Marfat.com

ترجمہ :- حضرت جابرؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب رات کا حصہ شروع ہو جائے یا تم شام پاؤ تو اپنے بچوں کو روک لو کیونکہ اس وقت شیطان پھیلتے ہیں- پھر جب رات کی ایک گھڑی گزر جائے تو بچوں کو چھوڑ دو اور دروازے بند کر دو- اور اللہ کا نام لو- کیونکہ شیطان بند دروازے کو نہیں کھولتا- اور اپنے مشکیزوں کو بندھن دے دو- اللہ کا نام لو اور اپنے برتنوں کو ڈھک دو اور اللہ کا نام لو اگرچہ اس پر کوئی چیز کھڑی کر دو اور اپنے چراغوں کو بجھا دو-

(بخاری ومسلم)

تشریح :- جنح کے معنی حصہ اور شروع تاریکی ہے- (مرقات)

رات کا شروع حصہ یا رات کی اندھیری - راوی کو شک ہے کہ حضور ﷺ نے جَنَحُ اللَّيْلِ فرمایا یا اَمْسَيْتُمْ فرمایا- دونوں کا مقصد تقریباً ایک ہی ہے- یعنی اس وقت بچوں کو گھروں سے باہر نہ نکلنے دو- شیطان سے مراد موذی جنات اور موذی انسان دونوں ہیں- (اشعۃ)

شام کے وقت ہی زیادہ تر بچوں کو اغوا کیا جاتا ہے اور شیطان سے مراد موذی خبیث جن ہیں ورنہ ایک شیطان تو ہر وقت انسان کے ساتھ رہتا ہے جسے قرین کہتے ہیں-

اور جب رات کی گھڑی گزر جائے تو شیاطین کا زور کم ہو جاتا ہے- وہ اپنے

marfat.com
Marfat.com

ٹھکانے پر پہنچ جاتے ہیں - اب اگر بچے باہر نکلیں تو کوئی حرج نہیں - معلوم ہوا کہ جنات وشیاطین کا اثر بچوں پر زیادہ ہوتا ہے - اس لئے بچوں کو نکلنے سے روکا گیا - اور جب رات کو سونے لگو تو دروازے بند کر کے سوؤ اور بند کرتے وقت بسم اللہ پڑھ لیا کرو اور بغیر بسم اللہ پڑھے بند کئے ہوئے دروازے کے اندر شیطان آ سکتا ہے - ان کو روکنے کے لئے دروازہ کا بند ہونا بسم اللہ کے ساتھ ضروری ہے - بسم اللہ باطنی قفل ہے - اسی طرح پانی سے بھرے ہوئے مشکیزے کا منہ ڈوری سے باندھ دو - یوں ہی منہ کھلا نہ چھوڑو - اگر کوئی اور چیز منہ بند کرنے کے لئے نہ ملے تو لکڑی سے آڑ ہی کر دو - اس لکڑی کی آڑ اور بسم اللہ کی برکت سے برتن شیطان کے اثر سے محفوظ رہے گا - اور سوتے وقت چراغ بند کر دیا کرو لیکن چراغ سے مراد بتی والا چراغ ہے جس کی بتی چوہا وغیرہ کھینچ سکے - لالٹین یا بجلی اس حکم سے خارج ہیں - بند گھر میں جلتی لالٹین چھوڑنا بھی خطرناک ہے - اس سے گیس پھیلنے کا بھی خطرہ ہوتا ہے - یہ تمام ارشادات حکمت پر مبنی ہیں - آج بھی اگر ان پر عمل کیا جائے تو انسان بہت سی آفات سے محفوظ رہ سکتا ہے - (مرآت معہ اضافہ)

☆☆☆☆☆☆

marfat.com
Marfat.com

حدیث نمبر :- ۹۲

دنیا میں شہرت کے لباس کی مذمت

عَنْ اِبْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَبِسَ ثَوْبَ شُهْرَةٍ فِي الدُّنْيَا اَلْبَسَهُ اللّٰهُ ثَوْبَ مُذَلَّةٍ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ☆

رَوَاهُ اَحْمَدُ وَ اَبُوْ دَاؤُدَ وَ ابْنُ مَاجَةَ (مشکوٰۃ باب اللباس)

ترجمہ :- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو دنیا میں شہرت کا لباس پہنے گا اسے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ذلت کا لباس پہنائے گا- (احمد' ابوداؤد ' ابن ماجہ)

تشریح :- یعنی جو ایسا لباس پہنے جس سے لوگ اسے امیر جانیں یا ایسا لباس پہنے جس سے اسے لوگ بڑا تارک الدنیا فقیر' صوفی ' ولی سمجھیں یہ دونوں قسم کے لباس شہرت کے لباس ہیں- بعض لوگوں کو ٹاٹ کا لباس پہنے دیکھا گیا ہے' یہ بھی شہرت کا لباس ہے- الغرض جس لباس میں یہ نیت ہو کہ اس کی طرف لوگوں کی انگلیاں اٹھیں لوگ اس کی عزت کریں ' خواہ امیر سمجھ کر خواہ ولی سمجھ کر- وہ اس کی شہرت ہے-

marfat.com
Marfat.com

عزت اللہ عزوجل ورسول اللہ ﷺ کی ہے جسے چاہیں دیں۔ (مرأت)

صاحبِ مرقات فرماتے ہیں کہ مسخرہ پن کا لباس پہننا جس سے لوگ ہنسیں ' یہ بھی لباسِ شہرت ہے۔ (مرقات)

قیامت میں سب لوگ ننگے اٹھیں گے پھر میدانِ محشر میں سب کی تن پوشی کی جائے گی۔ شہرت کا لباس پہننے والوں کو ایسا لباس پہنایا جائے گا جس سے ان کی ذلت ورسوائی ہوگی۔ اسی طرح جو شخص سادہ لباس پہنے ' باوجود قدرت کے 'لباسِ فاخرہ نہ پہنے انشاءاللہ اسے قیامت میں عزت کا لباس ملے گا۔ نیت سچی ہونا ضروری ہے۔

(مرأت معہ اضافہ)

☆☆☆☆☆☆

حدیث نمبر :- ۹۷

اللہ کی نعمتوں کا اظہار کرنا' اللہ کو پسند ہے

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ اَنْ يُّرٰى اَثَرُ نِعْمَتِهٖ عَلٰى عَبْدِهٖ ☆ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

(مشکوٰۃ کتاب اللباس)

marfat.com

Marfat.com

ترجمہ :- حضرت عمروؓ ابن شعیبؓ وہ اپنے والد اور وہ اپنے دادا سے روایت فرماتے ہیں- کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند فرماتا ہے کہ اس کی نعمت کا اثر اس کے بندے پر دیکھا جائے- (ترمذی)

تشریح :- یعنی جسے اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہے وہ کنجوسی کی بناء پر کم قیمتی کپڑے نہ پہنے بلکہ کبھی اچھا لباس بھی پہنے تاکہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کا اظہار ہو اور غریب اسے غنی سمجھ کر اس سے کچھ مانگ بھی سکیں- اگر اللہ تعالیٰ نے عالمِ دین بنایا ہے تو عالمانہ لباس پہنے تاکہ لوگ اس سے مسائل پوچھ سکیں- رب کی نعمت کا اظہار بھی شکر ہے- اس کی نعمت چھپانا ناشکری ہے- خیال رہے جہاں معمولی کپڑا پہننے کو ایمان قرار دیا گیا ہے وہاں تکبر وغرور کی ممانعت ہے اور یہاں شکریہ اور نعمتِ الٰہیہ کے اظہار کا حکم ہے- ایک ہی چیز ایک نیت سے بُری ہوتی ہے اور دوسری نیت سے اچھی ہوتی ہے- اعمال کا دارومدار نیت پر موقوف ہے- (مرأت معہ اضافہ)

حضرت خواجہ عبیداللہ احرارؒ سے پہلے صوفیاء کا لباس اکثر صوف گودڑی، معمولی سادہ لباس ہوتا تھا- لیکن حضرت خواجہ نے اس روش کو بدل کر صوفیاء، سالکین کے لئے شاہی لباس تجویز کیا، مولانا رومیؒ فرماتے ہیں-

چوں فقر اندر لباس شاہی آمد
بتدبیر عبیداللہؒ آمد

marfat.com
Marfat.com

خواجہ عبیداللہ احرار ؒ کی تجویز سے فقر، شاہی لباس میں مروّج ہوا - نیز اسی تدبیر سے طریقت میں نمود و نمائش کا وجود ختم کرنے کی کوشش ہے-

از دروں شو آشنا و از بروں بیگانہ شو
ایں چنیں زیبا روش کم ے بود اندر جہاں

ترجمہ :- اندرونِ باطن معرفت کی لذت سے لبریز ہو بظاہر بیگانہ نا آشنا نظر آئے - ایسی خوبصورت حقیقت کم ہی دیکھنے میں آتی ہے- یہی حقیقت صاحب رسالہ نوری کہتے ہیں -

ظاہر حال بیگانہ دِسّن دل بھریا آشنائی

☆☆☆☆☆☆

حدیث نمبر :- ۹۸

بڑھاپے کی شان میں ارشادات

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَنْتِفُوْا الشَّيْبَ فَاِنَّهٗ نُوْرُ الْمُسْلِمِ مَنْ شَابَ شَيْبَةً فِی

marfat.com
Marfat.com

الْاِسْلَامِ كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ بِهَا حَسَنَةً وَّ كَفَّرَ عَنْهُ بِهَا خَطِيْئَةً وَّ رَفَعَهٗ بِهَا دَرَجَةً ☆ رَوَاهُ اَبُوْ دَاؤُدَ

(مشکوٰۃ باب الترجل)

ترجمہ :- حضرت عمرو بن شعیبؓ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ بڑھاپے کی نشانی نہ اکھیڑو کیونکہ وہ مسلمان کا نور ہے جو اسلام میں بوڑھا ہو جائے تو اللہ اس کے لئے ایک نیکی لکھتا ہے ' ایک گناہ مٹاتا ہے اور اس کا درجہ بلند کرتا ہے۔　(ابوداؤد)

تشریح :- یعنی جس وقت سر یا داڑھی میں سفید بال شروع ہو جائیں تو انہیں مت اکھیڑو۔ ان سفید بالوں سے نفس کمزور ہوتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ اب میں بوڑھا ہو چکا ہوں آخرت کی تیاری کروں۔ سفید بال اکھیڑ دینے سے وہ اپنے آپ کو جوان ہی سمجھے گا ' یہ فرق ہے خضاب اور سفید بال اکھیڑ دینے میں۔ اس لئے خضاب کا حکم دیا گیا ہے اور اکھیڑنے سے منع فرمایا گیا ہے۔ سفید بال خواہ سفید ہی رہیں یا سرخ کر دیے جائیں قبر یاد دلاتے ہیں کہ اب تیاری کرو چلنے کا وقت آ گیا۔ اب خواب غفلت سے جاگ جاؤ۔

اُٹھ جاگ مسافر بھور ہوئی اب رات کہاں جو سووت ہے
جو جاگت ہے سو پاوت ہے جو سووت ہے وہ کھووت ہے

marfat.com
Marfat.com

اُٹھ نیند سے اکھیاں کھول ذرا اور رب اپنے سے دھیان لگا

یہ پریت کرن کی ریت نہیں رب جاگت ہے تُو سووت ہے

امام مالکؒ نے بروایت سعید ابن مسیب نقل فرمایا کہ سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بال سفید ہوئے تو آپ نے پوچھا یارب یہ کیا؟ فرمایا یہ وقار اور نُور ہے۔ عرض کیا الٰہی میرا وقار اور نور زیادہ کردے اور حضور ﷺ کے کچھ بال سفید ہوئے تو اس سے حضور ﷺ کا حسن اور بھی زیادہ ہوگیا ' کچھ کمی نہ آئی علماء فرماتے ہیں کہ سفید بال اکھیڑنا اگر زینت کے لئے ہو تو منع ہے۔ (مرقات)

سفید ریش (داڑھی) والے مومن کے لئے قیامت میں نور ہوگا کہ اس کی سفید داڑھی نورانی ہوگی یا نور کا باعث ہوگی۔ جیسا کہ حدیث پاک میں ہے حضرت کعب ابن مرہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اسلام میں بوڑھا ہو تو وہ اس کے لئے قیامت کے دن نور ہوگا۔ (ترمذی ' نسائی)

حضرت علی ' سلمہ ابن اکوع ' ابی ابن کعب ' ور بہت سے صحابہ کرامؓ نے کبھی خضاب نہ لگایا۔ اپنی داڑھی اور سر سفید کھے وہ فرماتے تھے کہ سفید داڑھی نور اور درجات کا باعث ہوگی۔ بعض صحابہ کرامؓ مثلاً حضرت حسن و حسینؓ نے خضاب لگایا بہر حال دونوں عمل جائز ہیں۔ علماء فرماتے ہیں کہ اگر اپنے شہر میں خضاب کا رواج عام ہو تو خضاب کرنا بہتر ہے اگر سفید داڑھی کا رواج عام ہو تو سفید رکھنا بہتر اور جہاد کے موقعہ پر خضاب افضل ہے۔ (مرقات)

marfat.com

Marfat.com

ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ بعض لوگ مطلقاً سیاہ خضاب جائز کہتے ہیں بعض لوگ صرف عورتوں کے لئے جائز کہتے ہیں اور بعض مردوں کے سر کے لئے جائز کہتے ہیں - داڑھی کے لئے ممنوع مانتے ہیں بعض لوگ اسے مکروہ تنزیہی کہتے ہیں لیکن صحیح یہی ہے کہ سیاہ خضاب مطلقاً مکروہ تحریمی ہے- مرد' عورت' سر' داڑھی سب اسی ممانعت میں داخل ہیں- (مرقات)

البتہ بعض مشائخ کا عمل سیاہ خضاب لگانے کا دیکھنے میں آیا ہے- اس مسئلہ میں علماء اور مشائخ کا کچھ اختلاف ہے-حق اللہ ہی بہتر جانتا ہے -

واللہ اعلم بحقیقت حالہ

☆☆☆☆☆☆

حدیث نمبر :- ۹۹

موت پر تعزیت کے لئے تین دن کا حکم

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمْهَلَ اٰلَ جَعْفَرَ ثَلٰثًا ثُمَّ اَتَاهُمْ فَقَالَ لَا تَبْكُوْا عَلٰى اَخِىْ بَعْدَ الْيَوْمِ ثُمَّ قَالَ اُدْعُوْا اِلٰى بَنِىْ اَخِىْ فَجِيْءَ بِنَا كَاَنَّا اَفْرُخٌ فَقَالَ اُدْعُوْا اِلَى الْحَلَّاقَ

Marfat.com

فَأَمَرَهُ فَحَلَقَ رُؤُسَنَا ☆ رَوَاهُ أَبُوْدَاؤُدَ وَالنَّسَائِىْ

(مشکوٰۃ باب الترجّل)

ترجمہ :- حضرت عبداللہ ابن جعفرؓ روایت فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے جعفر کے گھر والوں کو تین دن کی مہلت دی - پھر ان کے پاس تشریف لائے فرمایا - آج کے بعد میرے بھائی پر نہ رونا پھر فرمایا کہ میرے بھتیجوں کو میرے پاس لاؤ - چنانچہ ہم کو لایا گیا گویا کہ ہم چوزے تھے - فرمایا حجام کو بلاؤ اسے حکم دیا - اس نے ہمارے سر مونڈ دیے - (حجامت بنائی) (ابوداؤد نسائی)

تشریح :- حدیث پاک کے راوی حضرت عبداللہؓ صحابی ہیں اور ان کے والد جعفرؓ بھی صحابی ہیں - حضرت جعفرؓ حضرت علیؓ کے بھائی ہیں اور حضور ﷺ کے چچازاد - کیونکہ حضرت جعفرؓ ابو طالب کے بیٹے ہیں - حضرت جعفر طیار نے ہی نجاشی بادشاہ کے دربار میں سورۂ مریم پڑھی تھی اور خطبہ دیا تھا - آپ غزوہ موتہ میں شہید ہوئے یہاں اس کا ذکر ہے -

حضور ﷺ نے تعزیت کے لئے بیٹھنے اور عزیز و رشتہ داروں کے لئے آنے کی مہلت تین دن تک دی - جیسے آج کل میت والے تین دن تک چٹائی ڈال کر مرحوم کے لئے دعاء مغفرت اور ایصالِ ثواب کرتے رہتے ہیں - یہ سنت سے ثابت ہے - کچھ لوگ ان دنوں میت کے لئے فاتحہ اور کلمہ پڑھ کر ایصالِ ثواب کرتے رہتے ہیں

marfat.com
Marfat.com

یہ عمل بہت اچھا ہے۔

اسی حدیث پاک سے قُل شریف کا جواز ثابت ہوا کہ تیسرے دن لوگ اکٹھے ہوتے ہیں اور چہار قل و دیگر ختمِ قرآن یا محفل کا انعقاد کرتے ہیں اور سب کلامِ پاک کا ثواب مرحوم کو ایصالِ ثواب کیا جاتا ہے۔ مروّجہ قل شریف کیا ہے؟ اس میں ذکرِ خدا اور ذکرِ مصطفی ﷺ یا وعظِ حسنہ ہوتا ہے۔ آخر میں شیرینی تقسیم ہوتی ہے یہ کام خلافِ شرع نہیں - پھر انہیں بدعت کہنا کہاں کی عقلمندی ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا تین دن کے بعد میرے بھائی پر نہ رونا۔ یہاں رونے سے مراد آنکھ کے آنسو نہیں بلکہ تعزیّت کے لئے بیٹھنا اور چہرے سے غم کے آثار کا ظاہر کرنا ہے۔ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرنا اچھا نہیں ہے۔ سوائے عورت کو خاوند کے لئے، کیونکہ بیوہ خاوند کے لئے تین ماہ دس دن تک سوگ کرے۔ یاد رہے اسی موقعہ پر حضور ﷺ نے اپنے گھر والوں کو حکم فرمایا تھا کہ حضرت جعفرؓ کے گھر والوں کے لئے کھانا تیار کرو۔ وہ آج رونے یا غم کرنے میں مصروف ہیں الحمدللہ آج بھی یہ رسم چلی آرہی ہے جسے پنجابی میں (کوڑا وٹا) کہا جاتا ہے۔ رشتہ دار میت والوں اور مہمانوں کے لئے کھانا تیار کرتے ہیں۔ یہ عمل سنت ہے۔

حضور ﷺ نے حضرت جعفرؓ کے بچوں کو جو اب یتیم ہو چکے تھے اپنے پاس بلوایا یہ واقعہ غزوۂ موتہ کے بعد کا ہے۔ جس میں حضرت جعفرؓ شہید ہوئے تھے۔ ان بچوں کے بال بڑھے ہوئے تھے اس لئے چوزوں سے تشبیہ دی گئی۔ معلوم ہوا کہ یتیم

marfat.com
Marfat.com

عزیزوں کی خبر گیری کرنا ان کی ضروریات پوری کرنا سنت ہے۔ اور یہاں بال منڈوا دینا (حجامت کرانا) تعزیت ختم ہو جانے کی علامت تھی۔ مگر خیال رہے احرام سے کھلتے وقت کے سواء اور مواقع پر بال منڈانا (ٹنڈ کروانا) اچھا نہیں مگر حضور ﷺ نے خیال فرمایا کہ اب ان کی والدہ حضرت اسماء بنت عمیس ان کے بالوں کی نگرانی و خدمت نہ کر سکیں گی کیونکہ اپنی عدت و غم میں گرفتار رہیں گی۔ اس لئے حضور ﷺ نے ان کے سر منڈوا دئے۔ اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ یتیموں کا والی تصرف کر سکتا ہے۔ جیسے حجامت اور ختنہ وغیرہ۔ (مرقات، مرأت معہ اضافہ)

نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ کچھ لوگ (میت والے) پہلی عید پر پھر سوگ مناتے ہیں۔ یہ شریعت کی رُو سے درست نہیں ہے۔ واللہ اعلم

ملا علی قاری الاوجندی میں نقل فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم فرزندِ رسول مقبول ﷺ کی وفات کو تیسرا دن تھا کہ حضرت ابوذر نبی کریم ﷺ کے پاس خشک کھجور اور دودھ لائے۔ جس میں جو کی روٹی تھی۔ اسے نبی کریم ﷺ کے پاس رکھا تو نبی کریم ﷺ نے اس پر سورۃ فاتحہ اور سورۃ الاخلاص تین بار پڑھی اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر منہ پر پھیرے اور حکم دیا کہ لوگوں میں اسے تقسیم کر دو۔

اکابر متقدمین تیسرے دن ختمِ قرآن کے علاوہ چنوں پر کلمہ طیبہ بھی پڑھتے تھے۔ (جمال مسائل شرعیہ فی ردِ غیر شرعی رسومات از عبدالحلیم نقشبندی)

☆☆☆☆☆☆

marfat.com
Marfat.com

حدیث نمبر :- ۱۰۰

اکثر معمولات انسانی حضرت ابراہیم علیہ السلام سے شروع ہوئے

عَنْ یَحْیٰ ابْنِ سَعِیْدٍ اَنَّهٗ سَمِعَ سَعِیْدَ بْنَ الْمُسَیَّبِ یَقُوْلُ کَانَ اِبْرَاهِیْمَ خَلِیْلُ الرَّحْمٰنِ اَوَّلَ النَّاسِ ضَیَّفَ الضَّیْفَ وَاَوَّلُ النَّاسِ اِخْتَتَنَ وَاَوَّلَ النَّاسِ قَصَّ شَارِبَهٗ وَاَوَّلَ النَّاسِ رَاَی الشَّیْبَ فَقَالَ یَا رَبِّ مَا هٰذَا قَالَ الرَّبُّ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی وِقَارٌ یَا اِبْرَاهِیْمُ قَالَ رَبِّ زِدْنِیْ وَقَارًا ☆ رَوَاهُ مَالِکٌ

(مشکوۃ باب الترجل)

ترجمہ :- حضرت یحیٰ ابن سعیدؓ سے روایت ہے انہوں نے سعید ابن مسیب کو فرماتے سنا کہ رحمٰن کے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام لوگوں میں پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے مہمانوں کی مہمان نوازی کی - اور لوگوں میں پہلے آپ ہی نے مونچھیں تراشیں- اور لوگوں میں پہلے آپ نے بڑھاپا دیکھا تو عرض کیا یا رب یہ کیا ہے ؟

marfat.com
Marfat.com

اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا' اے ابراہیم یہ وقار ہے -عرض کیا یا رب میرے وقار (مالک) کو بڑھا دے-

تشریح :- حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پہلے کسی نے مہمان نوازی کا اتنا اہتمام نہ کیا جتنا کہ آپ نے کیا کہ آپ بغیر مہمان کھانا ہی نہ کھاتے تھے- اسی طرح آپ سے پہلے انبیاءِ کرام ختنہ شدہ پیدا ہوئے اور ان کی امتوں نے ختنہ نہیں کیا- کیونکہ اس زمانہ میں ختنہ کا شرعی حکم نہ تھا- سب سے پہلے آپ کے دین میں ختنہ کا شرعی حکم ہوا اور آپ کی وجہ سے ختنہ سنّتِ ابراہیمی ہوا- حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پہلے کسی نبی کی یا تو مونچھیں بڑھی ہی نہیں یا اگر بڑھیں تو انہوں نے تراشیں- لیکن ان کے دینوں میں مونچھ کاٹنا حکمِ شرعی نہ تھا- آپ کی وجہ سے ہی یہ حکم بھی سنّتِ ابراہیمی ہوا- اسی طرح حضرت ابراہیمؑ سے پہلے کسی کے بال سفید نہ ہوتے تھے- اگرچہ ان کی عمریں صدہا سال ہوتی تھیں- سب سے پہلے حضرت ابراہیمؑ کے بال سفید ہوئے- آدم علیہ السلام کی عمر ایک ہزار سال ہوئی- حضرت نوح علیہ السلام کی عمر ڈیڑھ ہزار سال ہوئی- مگر کسی کے بال سفید نہ ہوئے- حضرت ابراہیمؑ کے جب بال سفید ہوئے تو اللہ تعالیٰ سے پوچھا یہ کیا؟ جواب ملا یہ وقار ہے یعنی بال کی سفیدی وقار کا سبب ہے- اس سے حلم 'صبر' عفو اور بڑی اعلیٰ صفات انسان میں پیدا ہو جاتی ہیں- حضرت ابراہیمؑ نے عرض کیا مولا وقار بڑھا دے یعنی مجھے حلم و وقار عطا فرما- خواہ

marfat.com
Marfat.com

اس طرح کہ بالوں کی سفیدی بڑھ جائے جس سے وقار بڑھے یا اس طرح کہ بال ایسے ہی رہیں صرف وقار بڑھے یہ تو اللہ تعالیٰ کی عطا ہے۔ ہمارے پیارے آقا ﷺ کے بال شریف سیاہ رہے (سوائے چند بالوں کے) لیکن وقار سب سے زیادہ عطا ہوا۔ (مرأت)

حضرت شیخ محدث دہلوی اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں '

ترجمہ :- علامہ سیوطی کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ سے اور بھی بہت سی چیزوں کی ابتداء ہوئی۔ مثلاً سب سے پہلے ناخن آپ نے ہی کٹوائے وہ پہلے انسان ہیں جنہوں نے بال لوہے کی دھات سے مونڈے ۔شلوار بھی سب سے پہلے انہوں نے استعمال کی۔ خضاب لگانے کی ابتداء بھی آپ سے ہوئی۔ اور انہوں نے ہی منبر پر چڑھ کر خطبہ دیا۔ جہاد کی ابتداء بھی آپ نے کی اور فوجوں کی صفوف بندی کی۔ مصافحہ کی رسم بھی آپ سے شروع ہوئی۔ کھانے وغیرہ کے تکلفات یعنی حلوا وغیرہ بھی آپ نے بنوائے اور مہمان نوازی کی۔ (اشعۃ)

☆☆☆☆☆☆

marfat.com
Marfat.com

حدیث نمبر :- ۱۰۱

بندے کو نظر بد لگنا اور علاج

عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَیْسٍ قَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ وُلْدَ جَعْفَرَ یُسْرِعُ اِلَیْھِا لْعَیْنُ اَفَا سْتَرْ قِیْ لَھُمْ قَالَ نَعَمْ فَاِنَّہٗ لَوْ کَانَ شَیْءٌ سَابِقَ الْقَدَرَ لَسَبَقَتْہُ الْعَیْنُ

☆ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَ ابْنِ مَاجَۃَ

(مشکوٰۃ باب الطب والرُّقیٰ)

ترجمہ :- حضرت اسماء بنت عمیسؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ جعفرؓ کی اولاد کو جلد نظر لگ جاتی ہے تو کیا میں ان کو دم کر دوں؟ فرمایا ہاں کیونکہ اگر کوئی چیز تقدیر سے بڑھ جاتی ہوتی تو نظر بڑھ جاتی -

(احمد ' ترمذی ' ابن ماجہ)

تشریح :- حدیث پاک کی راوی حضرت اسماء بنت عمیسؓ حضرت جعفر طیارؓ کی بیوی ہیں- (اشعۃ)

حضرت جعفرؓ کی کچھ اولاد حضرت اسماءؓ سے تھی اور کچھ اولاد دوسری بیوی سے تھی- ساری اولاد کے متعلق حضرت اسماءؓ نے حضور ﷺ سے یہ سوال فرمایا تھا

marfat.com
Marfat.com

کیونکہ یہ بچے ظاہری اور باطنی خوبیوں والے تھے- اس لئے لوگ انہیں تعجب کی نظر سے دیکھتے تھے- اور یہ بچے نظر کی وجہ سے بیمار ہو جاتے تھے- نظر کا اثر زہر سے زیادہ تیز اور سخت ہوتا ہے- اس لئے یُسْرِعُ فرمانا بالکل درست ہے-

غالباً حضرت اسماءؓ نے حضورﷺ سے ہی نظر کا دم سیکھا ہوگا- اس کی اجازت چاہ رہی ہوں گی جو عطا ہوگئی- حضورﷺ نے فرمایا کہ نظرِ بد بڑی مؤثر ہوتی ہے- اگر کسی چیز سے تقدیر پلٹ جاتی تو نظر سے پلٹ جاتی - یہ بات ذہن میں رکھیں کہ غصہ کی نظر منظور (جس پر نظر پڑے) میں ڈر پیدا کر دیتی ہے- محبت کی نظر خوشی اور تعجب کی نظر بیماری پیدا کر سکتی ہے- اللہ تعالیٰ جس چیز میں چاہے خاص تاثیر پیدا فرما دے وہ قادرِ مطلق ہے- پھر جیسے بری نظر برا اثر پیدا کرتی ہے یوں ہی صالحین متبولین کی رحمت کی نظر منظور میں انقلاب پیدا کر دیتی ہے- نظرِ بد بیماریاں پیدا کرتی ہے تو نظر خوب بیماریاں دور کرتی ہے- شیطان نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا انظرنی (مجھے مہلت دے) اگر کہتا انظرانی (مجھے رحمت سے دیکھ لے) تو اس کا بیڑا پار ہو جاتا -

(مرقات)

ایک شخص نے کہا کہ میں نے بڑے بڑے لوگوں کو دیکھا کسی میں کچھ نہیں ہے- دوسرے نے کہا مگر کسی نے تجھے نہ دیکھا اگر کوئی نظر والا تجھے دیکھ لیتا تو تیرا یہ حال نہ ہوتا غرضیکہ نظر بڑی چیز ہے کوئی نظر خانہ خراب کر دیتی ہے تو کوئی نظر خراب کو آباد کر دیتی ہے-

marfat.com
Marfat.com

نظر کی جولانیاں نہ پوچھو نظر حقیقت میں وہ نظر ہے

اٹھے تو بجلی پناہ مانگے گرے تو خانہ خراب کر دے

خیال رہے آیاتِ قرآنیہ اور ماثورہ دعاؤں کا تعویذ بالکل جائز ہے۔

حضراتِ صحابہؓ نے دعاء ماثورہ کے تعویذات باندھے ہیں لہٰذا حضرات صوفیاء کرام کے گنڈے جس میں قرآنی آیات یا ماثورہ دعائیں پڑھ کر دم کر کے گرہ لگاتے ہیں بالکل جائز ہیں۔ (مرأت)

صاحب مرقات فرماتے ہیں کہ اگر تعویذ گنڈے کو مؤثر حقیقی مان لیا جائے ' رب تعالیٰ سے نظر ہٹ جائے تو شرک ہے۔ اسی طرح اگر حکیم کو شافی الامراض اور دوا کو مستقل شفاء مان لے تو مشرک ہے شافی اللہ تعالیٰ ہی ہے یہ چیزیں شفاء کا ذریعہ ہیں دوا ہو یا دعا۔

حضرت سہل ابن حنیف کو عامر بن ربیعہ کی نظر لگ گئی۔ تو وہ اپنا سر بھی نہ اٹھا سکتے تھے۔ حضور ﷺ عامر سے ناراض ہوئے اور صحابہ سے فرمایا اس پر پانی چھڑکو۔ چنانچہ عامر بن ربیعہ کا چہرہ ' ہاتھ' کہنیاں اور پاؤں وغیرہ دھلوا کر اس پانی سے حضرت سہل پر چھڑکاؤ کیا گیا۔ وہ درست ہو گئے۔ معلوم ہوا کہ نظر کے لئے جائز ٹوٹکے کرنا درست ہے۔

جس شخص کی نظر لگ جاتی ہو وہ پسندیدہ چیز کو دیکھ کر مَاشَاءَ اللّٰہُ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ یا بَارَکَ اللّٰہُ کہہ دے تو نظر نہیں لگتی۔

marfat.com

Marfat.com

دعاؤں مثلاً اَعُوذُ بِا اللّٰہِ مِنَ الْجَان ، اَعُوذُ بِا اللّٰہِ مِنْ عَیْنِ الْاِنْسَانِ الْحَاسِدِ وغیرہ کو چھوڑ کر مذکورہ سورتوں کو پڑھتے تھے۔ (ترمذی)

ابن ماجہ کی ایک روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ دو شفائیں اختیار کرو ۔ شہد اور قرآن ۔ (مرأت)

اسی طرح قرآن مجید میں آیاتِ شفاء ہر بیماری کا علاج ہیں۔ آیات ذکر کی جا چکی ہیں۔

☆☆☆☆☆☆

حدیث نمبر :- ۱۰۲

بارش کو ستاروں سے منسوب کرنا

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا اَنْزَلَ اللّٰہُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ بَرَکَۃٍ اِلَّا اَصْبَحَ فَرِیْقٌ مِّنَ النَّاسِ بِھَا کَافِرِیْنَ یُنَزِّلُ اللّٰہُ الْغَیْثَ فَیَقُوْلُوْنَ بِکَوْکَبِ کَذَا وَکَذَا ☆ رَوَاہُ مُسْلِمٌ

(مشکوۃ باب الکھانۃ)

marfat.com
Marfat.com

ترجمہ :- روایت ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ رسول اللہ ﷺ سے راوی - فرمایا اللہ تعالیٰ آسمان سے کوئی رحمت نہیں اتارتا مگر اس کی وجہ لوگوں کا ایک گروہ کافر ہو جاتا ہے - اللہ تعالیٰ بارش اتارتا ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ فلاں فلاں ستارے سے ہوتی ہے- (مسلم)

تشریح :- غالباً برکت سے مراد بارش ہے مِنَ السَّمَآءِ کے معنی ہیں آسمان کی طرف سے آنا کیونکہ بارش آسمان سے نہیں بادل سے آتی ہے- ہاں آسمان کی طرف یعنی بلندی سے آتی ہے- اللہ تعالیٰ بارش کے متعلق فرماتا ہے وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَاءً مُّبَارَكًا (اور ہم نے آسمان کی طرف سے برکت والا پانی نازل فرمایا) اور ممکن ہے کہ برکت سے مراد عام نعمت ہو- بارش' ہوا' سورج' چاند اور تارے ان کی روشنی وغیرہ-

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ فلاں تارے کے طلوع فلاں تارے کے غروب یا فلاں تارے کے فلاں برج میں جانے کی وجہ سے بارش ہوئی - خیال رہے تاروں کو مؤثر حقیقی ماننا کفر ہے- انہیں علامات مان کر یہ بات کہنا کفر نہیں مگر پھر بھی اچھا نہیں کہ اس سے عوام کے عقیدے بگڑنے کا اندیشہ ہے- لہٰذا یہاں کافرین سے مراد اعتقادی کافر ہیں یا ناشکرے-

ایک جملہ کہنا کہ بارش نے میرے کھیت کو ہرا بھرا کر دیا اگر کوئی مسلمان کہے

marfat.com
Marfat.com

تو عین ایمان ہے۔ کیونکہ ان کے دل میں ہوتا ہے کہ کہ بارش برسانے والا اللہ ہے۔ اگر یہی جملہ کافر کہے تو عین کفر کیونکہ اس کا عقیدہ ہے کہ بارش فلاں تارے کی وجہ سے ہوئی۔ (شرح عقائد نسفی)

موجودہ زمانے میں جبکہ سائنسی علوم نے ترقی کرلی ہے محکمہ موسمیات والے پیشین گوئی کرتے ہیں کہ فلاں دن فلاں جگہ بارش ہوگی یا فلاں علاقہ میں موسم خشک رہے گا۔ یہ سب علامات اور اندازے ہیں۔ کسی چیز کے متعلق اندازہ لگا کر حکم ثابت کرنا کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ یہ حتمی نہیں ظنی ہیں۔

پیشین گوئیاں علوم غیبیہ سے نہیں یہ حساب اور اندازے تکے ہیں جو اکثر غلط ہوسکتے ہیں۔ اور یہی عقیدہ ہر مسلمان کا ہے علوم غیبیہ جو ہمارے نبی کریم ﷺ نے بتائے وہ ظنی نہیں قطعی ہیں۔ کیونکہ ان کا ماخذ اللہ کی ذات ہے۔ اسی طرح اہلِ اللہ کے کشف و وجدان میں غلطی ہوسکتی ہے ۔ کشف حتمی نہیں اس میں نفسیات کا بھی واہمہ دخول کرسکتا ہے۔ حقیقی کارساز اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے۔ (مرأت معہ اضافہ)

☆☆☆☆☆☆

تمت بالخیر

Marfat.com

مختصر اتعارفِ مؤلف بزبانِ مؤلف

میری پیدائش اعلیٰ حضرت للٰہی رحمتہ اللہ علیہ کے خانوادہ میں **1929**ء کو ہوئی۔ میرے والد گرامی حضرت مقبولُ الرّسُول رحمتہ اللہ علیہ اعلیٰ حضرت غلام نبی رحمتہ اللہ علیہ کی چوتھی پشت میں مسند آرائے رشد و ہدایت ہوئے۔ وہ ایک نابغۂ روزگار شخصیت تھے اور زہد و تقویٰ حسن و جمال و جاہ و جلال میں اپنی مثال آپ تھے۔ مشہور ہے کہ جس نے آپؒ کو طائرانہ نظر سے بھی دیکھا تو اس کی نظروں میں پھر کوئی پیر نہیں جچا۔ میرے والد گرامی کو قرآن مجید حفظ کرانے کا بہت شوق تھا۔ چنانچہ آپ کی سعی و ہمت سے میں نے بچپن میں ہی قرآن مجید حفظ کر لیا اور مجھے والد گرامی **1946**ء میں اپنے ساتھ شملہ لے گئے۔ ان دنوں غالباً جولائی اگست کے روزے تھے اس لئے رمضان شریف وہاں جا کر گزارا تاکہ گرمی کی شدت سے بچ جائیں اور میرا قرآن پاک وہاں نماز تراویح میں سُنا۔ اس رمضان المبارک کی ستائیسویں شب کو آپ نے فرمایا کہ بڑی مبارک رات ہے اور مذکورہ رات کی تعریف کے متعلقہ چند اور باتیں بھی کیں پھر مجھے اپنے پاس بٹھا کر اپنے دستِ حق پر بیعت فرمایا اور حصولِ نسبتِ خاصہ کی دعا فرمائی۔ پھر مجھے پدرانہ شفقت سے چند پند و نصائح فرمائے۔ حفظِ قرآن کے بعد مجھے درسِ نظامی کی مروجہ کتب اپنے دولت کدہ پر استاد رکھ کر پڑھائیں۔ میرے اساتذہ کرام میں حافظ اورنگزیب (میانوالی) مولانا رشید احمد (چھنی گہنا ضلع گجرات)

marfat.com
Marfat.com

مولانا شاہ محمد (للہ شریف) ، صوفی احمد خان (کوہلیاں ضلع سرگودہا) اور مولانا خدا بخش سابق مدرس مدرسہ امینیہ دہلی ہیں۔

جب والد بزرگوار کا فروری **1949**ء میں انتقال ہوا تو اس زمانہ میں راقم الحروف مدرسہ عزیزیہ حزب الانصار بھیرہ میں مولانا خدا بخش کے پاس پڑھتا تھا اور اسباق یہ تھے۔ ''ھدایہ اوّلین ، جلالین ، مشکوٰۃ شریف ، شرح جامی اور شرح تہذیب وغیرہ'' مولانا خدا بخش ایک کہنہ مشق استاد تھے وہ جامعہ امینیہ دہلی میں صدر مدرس رہ چکے تھے اور وہاں شیخ الحدیث تھے۔ جب پاکستان بنا تو آپ دہلی سے بھیرہ تشریف لائے۔ جہاں آپ کے رہائشی مکانات تھے۔ اصل گاؤں للہ شریف تھا۔ آپ جامعہ عزیزیہ حزب الانصار بھیرہ میں صدر مدرس مقرر ہوئے۔ ہمارے آباؤ اجداد سے ان کے دیرینہ مراسم تھے۔ انہوں نے میرے والد گرامی سے اصرار کیا کہ اس بچے کو میرے پاس تعلیم کے لئے بھیج دیں۔ چنانچہ والد بزرگوار رضامند ہو گئے اور مجھے حصولِ تعلیم کے لئے بھیرہ بھیج دیا۔ جہاں ہم تین ساتھی مولانا غلام دستگیر (میرے ضلع جہلم) حافظ عبدالرحمٰن (بھیرہ) اور راقم الحروف نے مذکورہ بالا اسباق شروع کیے۔ مولانا خدا بخش کا طریقہ تعلیم بھی عجیب تھا۔ اسباق کو ذہن نشین کرانے کا ایسا عجیب انداز تھا کہ وہ سبق کبھی نہ بھولتا۔ وہ طالب علم سے کتاب کی عبارت پڑھواتے پھر اپنی طرف متوجہ کرتے اور جو کتاب میں عبارت ہوتی اس کی تقریر زبانی کرتے اور پھر طالب علم کو کہتے کہ بھلا دیکھو جو کچھ میں نے کہا ہے کیا وہ کتاب میں لکھا ہے ؟ جب طالب علم اپنے سبق پر نظر ثانی کرتا تو سبق کا من وعن اُن کی تقریر میں موجود ہوتا۔

marfat.com
Marfat.com

حضرت والد ماجدؒ کی وفات کے ساتھ ہی میرے سب علمی مشاغل ختم ہو گئے اور مخلصین و متعلقین کے بے حد اصرار پر مجھے بادلِ نخواستہ اپنی خاندانی سجادگی سنبھالنا پڑی۔ ایک نادان بچے پر اپنے سب افرادِ خانہ اور چھوٹے بہن بھائیوں کی پرورش اور کفالت کا بوجھ ڈال دیا گیا۔ مزاراتِ مقدسہ پر ہر آنے جانے والے کی خدمت و تواضع سپرد کر دی گئی۔ کہاں وہ طالب علمی کی آزادیاں اور کہاں یہ روایات کی پابندیاں۔

ہر چند کہ مجھے احساس تھا کہ میں اِس منصبِ جلیلہ کی اہلیت نہیں رکھتا۔ اپنے طبعی نقائص وعیوب سامنے تھے لیکن سوائے سرِ تسلیم خم کرنے کے کوئی چارہ بھی نہ تھا۔ میرے لئے اس گھمبیر ماحول اور حوصلہ شکن ذمہ داری میں اگر کوئی روشنی کی کرن باقی تھی تو وہ یہ کہ میرے نانا جان حضرت قبلۂ عالم جناب مفتی عطا محمد رتوی نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ (رتہ شریف ضلع چکوال) نے میری روحانی تربیت اپنے ذمہ لے لی۔ وہ علم و عرفان میں یکتائے زمانہ تھے۔ کمالاتِ ظاہری و باطنی کے جامع تھے و طریقت و حقیقت کے رموز سے آشنا تھے۔ تصوّف و سلوک کے بحرِ ناپید کنار تھے۔ وہ شہبازِ لامکاں کی نسبتِ خاصہ میں درجۂ عُلیاء رکھتے تھے اور علم و فضل میں ان کا کوئی ثانی نہ تھا۔

بقولِ اقبالؒ :-

اسی میں دیکھ مُضمر ہے کمالِ زندگی تیرا
کہ تجھ کو زینتِ دامن کوئی آئینہ رُو کرے

وہ لیل و نہار بھی عجیب تھے ایک عجب کیف و سرور تھا اور مستی میں ڈوبا ہوا ایک جہاں

Marfat.com

تھا-اس دنیائے رنگ و بُو میں ایک نیا رنگ تھا اور نئے انداز تھے-طبیعت میں تغیرات ہو رہے تھے اور میرے اندر ایک نرالا جہاں آباد تھا-اب میں وہ نہ تھا جو پہلے تھا-

شہِ بے خودی نے عطا کیا مجھے جب لباسِ برہنگی
نہ خِرد کی بخیہ گری رہی نہ جنوں کی پردہ دری رہی
وہ عجب گھڑی تھی کہ جس گھڑی لیا درس نسخۂ عشق کا
کہ کتابِ عقل کی طاق پر جو دھری وہاں تو دھری رہی

لیکن آہ! وہ وقت نہ رہا وہ چند سال گھڑیوں کی صورت میں گزر گئے-زمانے کو ثبات نہیں وہ ہر آن نئی شان نئی آن میں ہے-

کبھی عرش پر کبھی فرش پر کبھی ان کے در کبھی در بدر
اے دردِ دل تیرا شکریہ میں کہاں کہاں سے گزر گیا

حضرت مفتی عطا محمد صاحب **1957**ء میں اس دنیائے فانی سے رخصت ہو گئے- ناچیز اپنے شفیق مربّی سے محروم ہو گیا-یہ محرومی مجھ پر انتہائی گراں گزری-شدتِ احساسِ محرومی سے میری حالت غیر ہو گئی-

الحمد للہ' اللہ تعالیٰ کی پھر عنایت ہوئی اور مجھے اپنے ایک محبوب بندے قبلۂ عالم ترجمان الحقیقت محمد عمر بیربلوی رحمتہ اللہ علیہ (بیربل ضلع سرگودہا) کی صحبت میسر ہو گئی-آپ کے اس ناچیز پر بے حد احسانات و عنایات ہیں جو قلمی احاطہ سے ماوراء ہیں-یہ سعادت بھی مجھے چند سال تک حاصل رہی 'یہ سال کیسے تھے-مولانا روم کی زبانی سنئے-

Marfat.com

صحبتِ صاحب دلاں یک دم دو دم
آں دو دم سرمایۂ بودو عدم

ترجمہ :- صاحب دلوں کی صحبت ایک ساعت ہی کیوں نہ ہو وہ ساعت پوری دنیا و آخرت کا سرمایہ ہوتی ہے -بس وقت چلتا رہا -حیات اپنی گوناگوں تجربوں سے گزرتی رہی- کتابِ زندگی میں کئی نئے عنوان بنے کئی باب کھلے-غفلت اور گناہوں میں ڈوب کر آخر وہی کچھ رہ گیا جو اپنے مربّی کی تربیت سے پہلے تھا-طبع ناہنجار اور استعداد ناقص تھی پھر اپنے ڈگر پر چل نکلی- ہاں مگر اس کی رحمت سے ناامید نہیں ہوں- جب اس شانِ کریمی کا سمندر موجوں میں آجائے گا تو سب خس و خاشاک بہا کر لے جائے گا-

دوست احباب سے التماس ہے کہ جب یہ کتاب پڑھیں تو راقم الحروف کے لئے دعا کریں- شاید دریائے رحمت جوش میں آجائے اور وہ جانِ جہاں اس جانِ ناتواں پر نوازش کر دے-

تیری رحمتوں کے بادل کبھی کھل کے کیوں نہ برسیں
ابھی تشنہ لب پڑی ہے میری کشتِ پُر گناہی

محمد مطلوب الرّسول للّٰہی

12 ستمبر 2004ء

Marfat.com

آستانہ عالیہ للٰہ شریف کی مطبوعات

- **تحریک پاکستان** — صاحبزادہ محمد عبدالرسول صاحب
- **تاریخ پاک و ہند** — صاحبزادہ محمد عبدالرسول صاحب
- **انوار حضرت للٰہی** — صاحبزادہ محمد مطلوب الرسول صاحب
- **تاریخ مشائخ نقشبندیہ** — صاحبزادہ محمد عبدالرسول صاحب
- **المقبول** — ڈاکٹر محمد شریف صاحب
- **فصل الخطاب (حصہ دوم)** — صاحبزادہ محمد مطلوب الرسول صاحب
- **عمر رفتہ** — صاحبزادہ محمد مقصود الرسول صاحب
- **فصل الخطاب (حصہ سوم)** — صاحبزادہ محمد مطلوب الرسول صاحب
- **رسالہ نوری** — مولوی محمد اللہ جوایا صاحب
- **مرد فقیر (سوانح حیات دائم حضرتؒ)** — صاحبزادہ محمد مقصود الرسول صاحب
- **گئے موسموں کی باتیں** — صاحبزادہ محمد مقصود الرسول صاحب
- **بزم اسلاف** — قاری عبداللہ صاحب

Marfat.com

خوشا مسجد و منبر و خانقاہے

کہ در وَے بود قیل و قالِ محمدؐ

دار العلوم جامعہ مقبولیہ مطلوبیہ نقشبندیہ لِلّٰہ شریف

زیر سرپرستی صاحبزادہ الحاج حافظ پیر محمد مطلوب الرسول صاحب للّٰہی

سجادہ نشین آستانہ عالیہ لِلّٰہ شریف

ادارہ ہذا ایک سو تریسٹھ (163) سال سے تشنگانِ علم و ادب کو سیراب کر رہا ہے۔ شعبہ حفظ و ناظرہ میں درس و تدریس کے ساتھ ساتھ فقہ و حدیث وغیرہ اور میٹرک تک مقامی و غیر مقامی طلباء کو مفت تعلیم دی جاتی ہے۔ قیام و طعام اور لباس ادارہ کے ذمہ ہے۔ غریب طلباء کو وظائف بھی دیے جاتے ہیں۔ اس وقت دو سو طلباء نُورِ قرآن سے اپنے قلوب منور کر رہے ہیں۔ یہ سب حکومتی تعاون کے بغیر ہو رہا ہے۔ تاہم مخیر حضرات کا تعاون قابلِ صد تحسین ہے۔ دار العلوم میں آٹھ اساتذہ متعین ہیں مزید برآں ادارہ میں سال بھر میں مذہبی تقریبات کا انعقاد بھی کیا جاتا ہے جو ذیل ہیں:۔

- ☆ ۱۲ ربیع الاول میلاد النبی ﷺ اور جلسہ و جلوس
- ☆ ۲۱ ربیع الاول عرس اعلیٰ حضرت حافظ غلام نبی صاحب رحمۃ اللہ علیہ
- ☆ ۲۶ رجب المرجب شب معراج شریف ﷺ
- ☆ ۷ رمضان المبارک عرس حضرت ثالث عبد الرسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ
- ☆ ۱۸ ذوالحجہ عرس حضرت ثانی دوست محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ
- ☆ ۱۴ اکتوبر عرس قصور شریف

منجانب:۔ ادارہ دار العلوم جامعہ مقبولیہ مطلوبیہ نقشبندیہ لِلّٰہ شریف (ضلع جہلم)